

# جادو، ٹونے ہرگی اور نظر بید کا علاج

تالیف

الشیخ محمد صالح بن سلمان البیاض حفظہ اللہ

ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن أحمد الطیار حفظہ اللہ

ترجمہ: ابو محمد عبد الرحمن بن عطاء اللہ







# جادو ٹوٹنے مہرگی اور

## نظر بد کا علاج

تالیف

ڈاکٹر عبد القادر بن محمد بن احمد الطیار رحمہ اللہ

ایشیخ نسائی بن سلمان المبارک رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو سعید عبد الحمید رحمہ اللہ

سلفی پبلیکیشنز

**SALAFI PUBLICATIONS**

422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006



© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : جادو ٹونے، مرگی اور نظر بد کا علاج

تالیف : ڈاکٹر عبداللہ بن محمد بن احمد الطیار

الشیخ سامی بن سلمان المبارک

ترجمہ : ابوسعید عبدالکحمان

تہذیب و تہیئیل : ابو عمر اشتیاق اصغر

صفحات : ۳۵۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

قیمت : ۱۰۰/-

ناشر

سلفی پبلیکیشنز

**SALAFI PUBLICATIONS**

422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110005

## جادو، مرگی اور نظربد کا علاج

|    |                |
|----|----------------|
| 19 | ..... عرض ناشر |
| 21 | ..... مقدمہ    |
| 31 | ..... تمہید    |
| 37 | ..... تقریظ    |

باب اول

### جنات کی حقیقت

|    |   |
|----|---|
| 41 | ..... جنات کی حقیقت                                 |
| 42 | ..... جنوں کا انسانوں سے کم تر ہونا                 |
| 44 | ..... جنات کی وجہ تسمیہ                             |
| 45 | ..... جنات کی تخلیق کب ہوئی                         |
| 45 | ..... جنات کی تخلیق کس سے ہوئی                      |
| 46 | ..... جنات کی اقسام                                 |
| 47 | ..... کیا جنات کی شریعت مطہرہ کی اتباع کے پابند ہیں |



- 49 ..... جنات کے وجود کا ثبوت
- 49 ..... قرآن کریم سے دلائل
- 51 ..... احادیث سے دلائل
- 53 ..... عقلی دلیل
- 54 ..... جنات کی قیام گاہیں اور ان کی محبوب جگہیں
- 58 ..... زمین پر جنات کے پھیلنے کے اوقات
- 61 ..... ① مصائب سے بچاؤ کا طریقہ
- 64 ..... جناتی و شیطانی شر سے بچاؤ کے اسباب
- 64 ..... ① اللہ تعالیٰ کے لیے خالص توحید کا اقرار و اظہار
- 64 ..... توحید ربوبیت
- 65 ..... توحید الوہیت
- 66 ..... توحید اسماء و صفات
- 67 ..... ② کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا
- 69 ..... ③ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا
- 70 ..... ④ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا
- 71 ..... ⑤ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا
- 72 ..... ⑥ اللہ کی حفاظت و رعایت
- 73 ..... ⑦ نیک عمل کرنا اور اسے اللہ کی طرف وسیلہ بنانا
- 74 ..... ⑧ دین اسلام پر استقامت اختیار کرنا
- 75 ..... ⑨ تمام نمازوں کی حفاظت خصوصاً نماز فجر کی
- 76 ..... ⑩ صدقات و خیرات اور نیک کام کرنا اور لوگوں کے کام آنا

- 79 ..... ⑪ گھر کو تصاویر سے پاک رکھنا
- 79 ..... ⑫ بعض قرآنی سورتوں اور مسنون اذکار کا اہتمام کرنا
- 81 ..... ⑬ جنوں سے محفوظ رکھنے والی آیات اور دعاؤں کا بیان
- 81 ..... ① سورہ بقرہ کی تلاوت
- 82 ..... ② سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت
- 84 ..... ③ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کے فوائد
- 85 ..... ④ معوذتین اور سورہ اخلاص کا فائدہ
- 86 ..... ⑤ صبح شام کا خصوصی وظیفہ
- 86 ..... ⑥ ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ کہنا
- 89 ..... ⑦ جنات و شیاطین سے بچنے کے خاص طریقے
- 89 ..... ① شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا
- 90 ..... ② کسی جگہ قیام کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا
- 91 ..... ③ جزع و فزع اور خوف کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا
- 92 ..... ④ انسان کا ایک دن میں سو بار یہ پڑھنا
- 93 ..... ⑤ گھر میں داخل ہوتے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ
- 94 ..... ⑥ گھر سے نکلنے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ
- 94 ..... ⑦ بیوی سے ہم بستری کے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ
- 95 ..... ⑧ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت شیطان سے بچاؤ کا طریقہ
- 95 ..... ⑨ سوراخوں اور بلوں میں پیشاب نہ کرنا
- 96 ..... ⑩ غصے کے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ



## باب دوم

## جنات کا انسان کو چمٹنا

- 97 ..... مس کا لغوی و اصطلاحی مفہوم
- 97 ..... جنات کے چمٹنے کی مختلف شکلیں
- 98 ..... مرض کی غلط تشخیص
- 101 ..... ⑤ مرض کی تشخیص میں بلا علم حکم لگانے کے اسباب
- 101 ..... ① اللہ کا تقویٰ نہ ہونا
- 101 ..... ② لوگوں سے شرمندگی محسوس کرنا
- 101 ..... ③ مریض کے رشتہ داروں کا اصرار
- 102 ..... ④ ایک بیماری کی علامات کا دوسری سے مشتبہ ہونا
- 104 ..... ⑤ جنات کے چمٹنے پر یقین نہ رکھنا
- 104 ..... ⑥ تجربہ و معرفت کی کمی
- 107 ..... ⑤ آسیب زدگی کی علامات
- 107 ..... ① اذان اور قراءت کے ذریعے ظاہر ہونے والی علامات
- 108 ..... ② حالت بیداری سے متعلق علامات
- 108 ..... ③ حالت نیند سے متعلق علامات
- 109 ..... وہ حالات جن میں جنات انسان کو چمٹتے ہیں

## باب سوم

## مرگی کا بیان

- 111 ..... مرگی کا لغوی و اصطلاحی مفہوم
- 112 ..... مرگی کی اقسام
- 113 ..... مرگی کا کتاب و سنت سے ثبوت
- 113 ..... ① کتاب اللہ سے دلائل
- 114 ..... ② احادیث سے دلائل
- 117 ..... ③ سلف سے مرگی کا ثبوت
- 117 ..... مرگی کے اسباب
- 118 ..... ① اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش
- 118 ..... ② اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا
- 120 ..... ③ جنات کا انسانوں پر عاشق ہو جانا
- 120 ..... ④ بدلہ اور انتقام
- 121 ..... ⑤ جنات کا بلا وجہ تنگ کرنا
- 122 ..... ⑥ جادو
- 122 ..... ایک شبہ اور اس کا رد
- 127 ..... ⑦ علاج کا شرعی حکم
- 132 ..... علاج میں قرآن کی تاثیر
- 141 ..... ⑧ علاج کی اقسام
- 141 ..... ① الہی دعائیں



- 141 ..... رقیہ (دَم) کی تعریف
- 142 ..... دَم کی قسمیں
- 142 ..... ۱۔ شرعی دَم اور اس کی شرائط
- 145 ..... ⑤ شرعی دَم کے لیے چند ہدایات
- 145 ..... ① حسن اعتقاد
- 146 ..... ② نیت کا خالص اور مقصد کا اچھا ہونا
- 148 ..... ③ اچھے کاموں کی حرص اور برے کاموں سے نفرت
- 148 ..... ④ حرام اور مشکوک کاموں سے اجتناب کرنا
- 149 ..... ⑤ اللہ کی طرف دعوت دینا
- 150 ..... ⑥ مریض کے راز کی پردہ پوشی
- 151 ..... ⑦ مریض کے حالات سے واقفیت
- 152 ..... ⑧ جنات کی حقیقت اور احوال کی معرفت
- 154 ..... ⑨ مریض اور اس کے اہل و عیال کو تسلی دینا
- 155 ..... مریض کے لیے چند ہدایات
- 155 ..... ① اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین
- 156 ..... ② صبر کرنا
- 157 ..... ⑤ کیا دَم سے علاج کرنا توکل کے منافی ہے؟
- 162 ..... دَم کرنے پر اجرت لینا
- 165 ..... دَم سے متعلق بعض خطرناک چیزیں
- 165 ..... ۲۔ شرکیہ دَم
- 167 ..... ⑥ تعویذ اور اس کا حکم

- 167 ..... تعویذ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم
- 167 ..... تعویذ کی اقسام
- 168 ..... ① قرآنی تعویذ اور اس کا حکم
- 169 ..... ② غیر قرآنی تعویذ اور اس کا حکم
- 169 ..... ایک سوال اور اس کا جواب
- 180 ..... محبت کا تعویذ
- 181 ..... ③ کہانت اور علم نجوم
- 181 ..... کاہن کی تعریف
- 182 ..... نجومی کی تعریف و حکم
- 183 ..... کاہن و نجومی کے پاس علاج کے لیے جانے کا حکم
- 187 ..... ④ شعبہ بازوں اور دجالوں سے ہوشیار
- 188 ..... اچھے اور برے عامل کی پہچان کے طریقے
- 191 ..... ⑤ آسیب زدہ کو دم کرنے کا طریقہ
- 191 ..... دم کی دعائیں
- 204 ..... قدرتی دوائیں
- 204 ..... ① شرعی اسباب
- 205 ..... ② حسی اسباب
- 206 ..... ① شہد
- 207 ..... بذریعہ شہد مرگی کے علاج کا طریقہ
- 207 ..... ② کلونجی تمام امراض کے لیے
- 207 ..... ③ زیتون کا تیل

- 209 ..... زیتون احادیث کی روشنی میں
- 210 ..... روغن زیتون کے فوائد
- 211 ..... ④ آب زمزم اور بارش کا پانی
- 212 ..... ⑤ غسل، صفائی اور خوشبو کا استعمال
- 212 ..... خوشبو
- 215 ..... عمدہ اور نفع مند خوشبوئیں
- 217 ..... قرآن اور شہد کو ملا کر علاج کرنا
- 219 ..... ⑥ چند ضروری باتیں
- 219 ..... ① نماز کی پابندی کرنا
- 221 ..... ② اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا
- 222 ..... چند مفید دعائیں
- 225 ..... ③ صبر کرنا
- 227 ..... صبر کا طریقہ
- 229 ..... ④ مریض کی عیادت اور اس کے لیے دعا
- 231 ..... ⑤ صدقہ و خیرات

باب چہارم

## جادو کا بیان

- 233 ..... جادو کی لغوی و اصطلاحی تعریف
- 235 ..... جادو کے واقع ہونے کا ثبوت
- 235 ..... ① کتاب الہی سے دلائل

- 238 ..... ② سنت نبوی ﷺ سے دلائل
- 240 ..... ③ اجماع سے ثبوت
- 240 ..... کیا جادو کی کوئی حقیقت ہے؟
- 241 ..... جادو سیکھنے کا حکم
- 243 ..... جادو گر کی سزا
- 244 ..... جادو گر کی توبہ کا حکم
- 245 ..... ⑤ جادو سے بچاؤ کے طریقے
- 245 ..... اذکار اور تعوذات
- 246 ..... عجوہ کھجور
- 248 ..... جادو کا علاج
- 248 ..... ① حرام طریقہ
- 248 ..... ② جائز طریقہ
- 248 ..... ① جادو کا نکالنا اور اسے باطل کر دینا
- 249 ..... ② سیگی کے ذریعے
- 250 ..... سیگی کی تعریف
- 250 ..... سیگی کا مفید وقت
- 251 ..... ③ شرعی دام (نشرہ) سے جادو کا علاج
- 252 ..... نشرہ کی اقسام اور اس کا حکم
- 253 ..... جادو کے لیے جائز دم



## باب پنجم

## نظر بد کا بیان

- 259 ..... نظر بد کی تعریف
- 259 ..... نظر بد کی اصطلاحی تعریف
- 260 ..... نظر بد کا ثبوت اور اس کے دلائل
- 265 ..... نظر بد کی قسمیں
- 265 ..... انسانی نظر کا ثبوت
- 266 ..... جناتی نظر کا ثبوت
- 267 ..... نظر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟
- 271 ..... ⑤ نظر بد اور حسد سے بچاؤ کے طریقے
- 271 ..... ① حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا
- 272 ..... ② برکت کی دعا کرنا
- 274 ..... ③ صبر کرنا
- 274 ..... ④ نظر لگانے والے پر احسان کرنا
- 274 ..... ⑤ جس چیز کو نظر لگنے کا خدشہ ہو اسے چھپا کر رکھنا
- 275 ..... ⑥ نظر بد والے سے اجتناب کرنا
- 275 ..... ⑦ تکمیل حاجات کو پوشیدہ رکھنا
- 275 ..... ⑧ اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت
- 276 ..... ⑨ دشمن کی ایذا پر صبر کرنا
- 276 ..... ⑩ اللہ پر توکل کرنا

- 276 ..... ⑪ اللہ کی طرف متوجہ ہونا
- 276 ..... ⑫ گناہوں سے توبہ کرنا
- 277 ..... ⑬ برائی کا بدلا بھلائی سے دینا
- 277 ..... ⑭ خالص توحید پر کار بند ہونا
- 279 ..... ◎ نفسیاتی امراض
- 283 ..... ◎ بندے پر گناہوں کے اثرات
- 285 ..... ◎ نظر بد کا علاج
- 287 ..... نظر بد والے کی پہچان اور اس کا شرعی حکم
- 288 ..... پہچان کر لینے کے بعد نظر لگانے والے کا سامنا
- 289 ..... نظر بد سے نجات کے لیے دم کرنا
- 291 ..... نظر بد کے علاج کے لیے دعائیں

باب ششم

## حسد کا بیان

- 297 ..... حسد کی تعریف
- 297 ..... رشک
- 297 ..... حسد کا ثبوت قرآن سے
- 298 ..... حسد کا ثبوت احادیث سے
- 299 ..... حاسد اور نظر لگانے والے میں فرق
- 300 ..... حسد کے مراتب
- 301 ..... حسد کے اسباب

302 ..... حسد کا علاج

303 ..... معاشرے پر حسد کا اثر

باب ہفتم

## عرب علماء کے فتاویٰ

307 ..... عرب علماء کے فتاویٰ

307 ..... تعویذ باندھنے کا حکم

310 ..... رسول اللہ ﷺ پر جادو کی حقیقت

312 ..... مریض پر قراءت کرنا

313 ..... جادو گر کی سزا

314 ..... قرآنی تعویذ کو پانی میں حل کر کے پینا

315 ..... ⑤ فضیلۃ الشیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی فتاویٰ

315 ..... گردن میں قرآنی آیات لکھ کر لٹکانا

317 ..... تعویذ لٹکانے کا حکم

318 ..... جانور کے خون میں دلہن کا پاؤں رکھنا

319 ..... گھر کا منحوس ہونا

320 ..... پانی میں پھونک مارنے کا حکم

321 ..... کیا جادو برحق ہے؟

321 ..... جادو کے علاج کا حکم

323 ..... میاں بیوی میں جادو کے ذریعے محبت پیدا کرنا

323 ..... جادو کے ذریعے جن حاضر کرنا

- 324 ..... کیا نظر کا دم توکل کے خلاف ہے؟
- 328 ..... کیا نظر لگنا حق ہے؟
- 329 ..... جن کا انسان پر اثر انداز ہونا.....
- 335 ..... جادو دیکھنے کا حکم.....
- 337 ..... جادو کی اقسام.....
- 338 ..... جادو گر کے قتل کی وجہ.....
- 339 ..... نجومی سے سوال کرنے کا حکم.....
- 339 ..... کہانت کیا ہے؟.....
- 341 ..... علم نجوم کا حکم؟.....
- 342 ..... علم نجوم اور کہانت کا آپس میں تعلق.....
- 343 ..... جنات کا انسانوں کی خدمت کرنا.....
- 344 ..... جنات کا غیب جاننا.....
- 347 ..... خاتمہ.....
- 349 ..... آخری گزارش.....



## عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِيْنَ . اَمَّا بَعْدُ !

زیر نظر کتاب ”جادو ٹوٹنے، مرگی اور نظر بد کا علاج“ کتاب و سنت کی روشنی میں ”نہایت جامع کتاب ہے، جس میں موضوع سے متعلق تمام امور کا شریعت کی روشنی میں احاطہ کیا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ ”فتح الحق المبین فی علاج الصرع و السحر والعین“ کا اردو ترجمہ اور اختصار ہے، جسے عالم عرب کے ممتاز علماء الدکتور عبداللہ بن احمد الطیار رحمۃ اللہ علیہ اور الشیخ سامی بن سلمان المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دیا۔ اس کتاب کا یہ اعزاز ہے کہ یہ سادہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے ایما اور ان کی نگرانی میں لکھی گئی۔ ہمارے دوست اور رفیق ابوسعید حافظ عبدالحنان نے آج سے چار سال پہلے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ کچھ عرصہ قبل جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے اس کا تذکرہ کیا۔ ان دنوں کتاب کا ترجمہ الشیخ احسان الحق شہباز کے پاس تھا، انھوں نے بغور مطالعہ کیا اور تقریظ بھی لکھی۔

جادو اور جنات سے متعلق موضوع نہایت حساس ہے۔ آج اس بنیاد پر بے شمار لوگوں نے اپنی مسندیں سجا رکھی ہیں۔ جادو کا توڑ کرنے اور جن نکالنے کے نام پر وہ سادہ عوام کا دین، عزت، مال سب کچھ لوٹ رہے ہیں۔ بڑے بڑے نیکو کار لوگ بھی اس دھندے میں پڑ چکے ہیں۔

اس احساس کے پیش نظر پرنٹنگ سے قبل کتاب کو محترم حافظ عبدالسلام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی



خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے مختلف مقامات پر اختصار و ترمیم کے حوالے سے راہنمائی کی، جس سے کتاب کی ثقاہت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ واللہ الحمد!

دارالاندلس کے رفیق ابو عمر اشتیاق اصغر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کہ انھوں نے کتاب کی تہذیب و تسہیل اور ترتیب پر انتہائی جانفشانی سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی حسنات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد

”دارالاندلس“

۱۶ جمادی الثانیۃ ۱۴۲۶ھ



## مقدمہ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو شفا بخشے والا اور عافیت دینے والا ہے، نفع و نقصان کا مالک ہے، واحد اور بزرگی والا ہے، یکتا و تنہا ہے، وہی ذات ہر چیز کو نئے سرے سے پیدا کرنے والی اور اس کی انتہا کرنے والی ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ اپنی مرضی کے مطابق معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو احوال عالم میں تصرف کرتا ہے اور تقدیر کو مقرر کرتا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنہوں نے حق رسالت اور حق امانت ادا کر دیا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور اس کا حق ادا کیا۔ ہزار ہا درود و سلام ہوں آپ کی ذات بابرکات پر، آپ کی آل، آپ کے اصحاب اور ہر اس شخص پر جو ان کے نقش قدم پر چلتا رہا۔ آمین!

اس محسوس و معلوم عالم سے نفوس انسانی متعارف ہیں، اس کی نئی اور عجیب و غریب چیز کے علاوہ کوئی چیز ان پر گراں نہیں گزرتی، لیکن اس کے باوجود جو چیزیں اس جہاں میں پوشیدہ اور مخفی ہیں، انسان ان کی تحقیق و تلاش میں رہتا ہے، وہ نظر سے غائب چیزوں کا کھوج لگانے اور پوشیدہ اسرار و رموز پر مطلع ہونے کا ذوق و شوق رکھتا ہے۔ جنات کا جہان بھی انہی چیزوں میں سے ہے جن کے جاننے کے متعلق دلوں میں شوق رہتا ہے۔ انسان جنات کے احوال جاننے کے لیے اہل علم کی ان تہنیقات کا متلاشی رہتا ہے جن میں اس موضوع پر کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی کی گئی ہو۔ لوگوں کے اسی ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے بعض اہل علم نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں جنات کے

احوال وغیرہ پر مفصل بحث کی گئی ہے اور حسب استطاعت جو معلومات مل سکی ہیں ان کو اس میں جمع کیا گیا ہے۔ خاص طور پر جنات کا انسان پر مسلط ہونا اور انھیں تکلیف سے دوچار کرنا، جو بعض اوقات ان کی اپنی مرضی سے ہوتا ہے اور بعض اوقات انھیں مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن: ۶)

”انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور اس چیز نے انھیں سرکشی میں بڑھا دیا۔“

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان امراض و خطرات میں مبتلا رہتا ہے، بہت کم لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگیاں پریشانیوں کے بغیر صحیح طریقے سے گزرتی ہیں۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

وَمَنْ عَاشَ فِي الدُّنْيَا فَلَا بُدَّ أَنْ يَرَى  
مِنَ الْعَيْشِ مَا يَصْفُو وَمَا يَنْكَدِرُ

”اس دنیا میں جو کوئی بھی رہ رہا ہے اسے یقیناً ایسے معاملات سے واسطہ پڑے گا جو اسے کبھی خوش کریں گے اور کبھی پریشان۔“

اس چیز کو ایک اور شاعر ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

تَمَانِيَةٌ تَجْرِي عَلَى الْمَرْءِ دَائِمًا  
وَلَا بُدَّ أَنْ الْمَرْءَ يَلْقَى التَّمَانِيَةَ  
سُرُورٌ وَ حُزْنٌ وَ اجْتِمَاعٌ وَ فُرْقَةٌ  
وَ يُسْرٌ وَ عُسْرٌ ثُمَّ سُقْمٌ وَ عَافِيَةٌ

”آدمی ہمیشہ آٹھ قسم کے حالات سے دوچار رہتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی کا ان سے واسطہ نہ پڑے: خوشی اور غم، ملاپ اور جدائی، آسانی اور تنگی، بیماری اور عافیت۔“

لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر اور اس کی حکمت کے تحت ہوتا ہے، جسے بعض اوقات انسان سمجھ لیتا ہے اور بعض اوقات نہیں سمجھ سکتا۔ تاہم اگر انسان صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے تو پریشانی اور مصیبت بھی اس کے لیے اجر و ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«عَجَبًا لِمَا مَرَّ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ»<sup>①</sup>

”مومن کا معاملہ (اپنے رب سے) بڑا ہی عجیب ہے، ہر معاملہ میں اس کے لیے خیر و بھلائی ہی ہے، (کیونکہ) اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہو تو وہ رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔“

تاہم اس ابتلا و آزمائش اور بیماری سے کلی طور پر نجات یا اس میں تخفیف بھی ممکن ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ مسلمان ان شرعی اسباب پر عمل کرے جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ ان اسباب میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:-

① بندہ اپنے رب کے احکامات کی حفاظت کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِحْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ »<sup>①</sup>

”تو اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کا خیال رکھ، اللہ تعالیٰ تیرا خیال رکھے گا۔“

② آسانی میں اللہ کے احکامات کی پیروی اور نواہی سے اجتناب کر کے اللہ تعالیٰ کی پہچان و خیال رکھنا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« تَعَرَّفْ إِلَى اللَّهِ فِي الرِّخَاءِ يَعْرِفَكَ فِي الشَّدَةِ »<sup>②</sup>

”تو آسانی کے ایام میں اللہ تعالیٰ کی پہچان رکھ تو وہ سختی اور تنگی میں تیرا خیال رکھے گا۔“

③ صدقہ و خیرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا، کیونکہ صدقہ مصیبت کو ختم یا کم کر دیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ الشُّؤْءِ »<sup>③</sup>

”صدقہ و نیکی کے کام برائی کی کھائیوں میں گرنے سے بچاتے ہیں۔“

④ اللہ تعالیٰ سے التجا و عاجزی اور اس ذات پر مکمل توکل اور یہ عقیدہ رکھنا کہ نفع و نقصان صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اگر تمام انسان مل کر مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہیں تو وہ اس کے سوا کوئی تکلیف مجھے نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھی ہوئی ہے اور اسی طرح تمام بنی آدم مل کر اگر مجھے کوئی فائدہ دینا چاہیں تو مجھے اس کے سوا کوئی فائدہ نہیں دے سکتے جو اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔

جب انسان دیکھے کہ وہ کسی بیماری سے دو چار ہے، وہ کسی ابتلا و آزمائش میں مبتلا ہے تو

① مسند احمد: ۱/۲۹۳۔ ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب: ۲۵۱۶۔

② مسند احمد: ۱/۲۹۳۔

③ طبرانی کبیر: ۸/۳۱۲۔ مجمع الزوائد: ۳/۱۱۵۔ سلسلة الصحيحة: ۱۹۰۸۔

صحیح الجامع الصغیر: ۳۷۹۷، ۳۷۹۵۔



اسے علاج کے لیے ان تمام وسائل و اسباب کو بروئے کار لانا چاہیے جو شرعاً جائز ہیں۔ کیونکہ شرعی طور پر علاج کرنا کبھی واجب ہے، کبھی مستحب اور کبھی مباح ہوتا ہے۔ واجب، مستحب اور مباح کا فیصلہ مرض اور مریض کی حالت کو دیکھ کر کیا جائے گا، تاہم یہ بات ضروری ہے کہ علاج شریعت کے مطابق ہو، حرام چیز سے یا حرام تک پہنچا دینے والے ذرائع سے نہ ہو اور نہ اس میں مریض یا کسی اور کا نقصان ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«تَدَاوُوا عِبَادَ اللَّهِ وَلَا تَدَاوُوا بِحَرَامٍ»<sup>①</sup>

”اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کرو، لیکن حرام سے علاج نہ کرو۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

«مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ دَاءٍ إِلَّا وَلَهُ دَوَاءٌ عَلِمَهُ مَنْ عِلْمُهُ وَجِهَلَهُ مَنْ جِهَلُهُ»<sup>②</sup>

”اللہ تعالیٰ نے جو بیماری بھی اتاری ہے، ساتھ اس کا علاج بھی نازل کیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی نے اس کا علم حاصل کر لیا اور کوئی جاہل رہا۔“

اس موضوع پر لکھنے کے اسباب:

اس موضوع پر قلم اٹھانے اور دلائل اکٹھے کرنے کے درج ذیل اسباب ہیں:-

① اس موضوع پر لکھنے کا خیال اس وقت پیدا ہوا جب ایک دفعہ میری ملاقات فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز (رحمہ اللہ) سے ان کے گھر میں ہوئی، اس وقت وہاں دیگر علمائے کرام بھی موجود تھے۔ اس مجلس میں جادو ٹوٹنے، نظر بد اور مرگی کے موضوع پر بحث

① ابو داؤد، کتاب الطب، باب الرجل يتداوى: ۳۸۵۵۔ ابن ماجہ: ۳۴۳۶۔ ترمذی:

۲۰۳۸۔ مسند احمد: ۲۷۸/۴۔

② مسند احمد: ۳۷۷/۱۔ مستدرک حاکم: ۱۹۷، ۱۹۶/۴۔ بخاری، کتاب الطب:

ہوئی، تو شیخ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس موضوع پر لکھوں۔ تو میں نے شیخ کے حکم پر اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا۔

پھر میری ملاقات برادر مرگ شیخ سامی بن سلمان المبارک سے ہوئی، ان سے بھی اس موضوع پر بات ہوئی تو میں نے ان سے شیخ ابن باز (رحمۃ اللہ علیہ) کی خواہش کا ذکر کیا تو وہ خوش ہوئے اور انھوں نے خیال ظاہر کیا کہ ہم دونوں اس موضوع پر مل کر کام کرتے ہیں۔ مجھے ان کی یہ تجویز بڑی پسند آئی کیونکہ بھائی سامی صاحب کا اس موضوع پر وسیع تجربہ ہے۔ تو ہم نے مل کر اس موضوع پر محنت شروع کی، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہماری یہ محنت لوگوں کے لیے نفع بخش ثابت ہوگی۔

② اس موضوع پر لکھنے کا دوسرا اہم سبب یہ ہے کہ جنات بھی ہمارے ساتھ ہی آباد ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح صاحب عقل ہیں۔ اس زمین پر ہمارے آس پاس ان کی بھی رہائش ہے، بعض اوقات وہ ہمارے ساتھ کھانے پینے میں بھی شریک ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ہمارے لیے اذیت و تکلیف کا باعث بھی بنتے ہیں۔ ان کے بارے میں قرآن و حدیث میں کئی ایک دلائل موجود ہیں بلکہ قرآن پاک میں ایک سورت انہی کے نام سے نازل ہوئی ہے، جو خصوصی طور پر ان کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس موضوع پر لکھنا ایک اہم کام ہے اور یہ کتاب اس موضوع پر پہلی اینٹ ثابت ہوگی۔ اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بات دلیل کے بغیر نہ ہو اور وہی چیز نقل کی جائے جس پر ہم نے خود معلومات حاصل کی ہوں اور مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے جو باتیں دیگر اہل قلم نقل کرتے چلے آ رہے ہیں ان سے اجتناب کیا جائے کیونکہ وہ تحقیق و تدقیق کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔

③ اس موضوع پر لکھنے کا ایک سبب یہ ہے کہ ہمیں شیطان اور اس کے معاون سرکش جنات کی چالوں اور سازشوں کی پہچان ہو جائے۔ کیونکہ ان کی چالوں اور سازشوں کی پہچان

کے بعد ان سے بچاؤ آسان ہو جاتا ہے۔ پھر ان کی اذیت اور تکلیف سے بچنے کے لیے ایک مضبوط قلعے کی ضرورت ہے جو تقویٰ، اللہ کی پناہ طلب کرنے، اوامر و نواہی کی پابندی اور شرعی اذکار پر پختگی ہی میں مضمر ہے اور یہ کتاب اس اہم کام میں مددگار ثابت ہوگی۔

④ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آج تک جتنی کتابیں اس موضوع پر لکھی جا چکی ہیں ان میں تطبیقی پہلو پر توجہ نہیں دی گئی یعنی بیماری کی تشخیص کر کے اس کا علاج واضح نہیں کیا گیا، اسی پہلو کو مد نظر رکھ کر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ ہم نے اس میں اپنے تجربات و مشاہدات کا خلاصہ قلم بند کیا ہے، جھوٹے قصے کہانیوں پر اعتماد نہیں کیا۔

⑤ جادو، نظر بد، مرگی اور روحانی شکایات کی کثرت اور ان کے نتیجے میں پیش آنے والی بیماریاں جنہوں نے لوگوں کو حیرت میں ڈال رکھا ہے، یہ بھی اس کتاب کے لکھنے کا ایک سبب ہے، لہذا ان کا تفصیلی تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

⑥ اس موضوع پر لکھنے کا ایک سبب لوگوں کے دلوں میں ایمان کو راسخ کرنا، اللہ سے تعلق مضبوط کرنا اور یہ عقیدہ بنانا کہ پناہ صرف اللہ ہی کی طرف سے ممکن ہے، وہی شفا دینے والا ہے، اس لیے صرف اسی سے شفا طلب کی جائے، وہی عافیت دینے والا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء: ۸۰)

”اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔“

اور اگر شفا مقدر میں نہ ہو تو وہم پرستی اور شیطانوں کے پیچھے لگنے کے بجائے صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اجر کا امیدوار رہنا، اس حوالے سے لوگوں کی اصلاح کرنا۔

⑦ ساتواں سبب یہ ہے کہ بدکردار عامل، کاہن اور نجومیوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، ان کا کاروبار پھیل رہا ہے اور لوگ ان کے مکر و فریب کا شکار ہو رہے ہیں، اس لیے ضروری تھا کہ عوام الناس کو ان دجالوں سے آگاہ کیا جائے اور ان کے مکروہ دھندے کو فاش

کیا جانے اور لوگوں پر یہ واضح کیا جائے کہ ان کے پاس جانے میں شر ہی شر ہے، خیر کی امید رکھنا عیب ہے۔

⑧ اس کتاب کو لکھنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ قارئین کی خیر خواہی کرتے ہوئے شرعی دم اور اس کا طریقہ بیان کر دیا جائے۔

آخر میں ہم اہل علم کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہوئے ساتھ الشیخ علامہ ابن باز (رحمۃ اللہ علیہ) کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس موضوع پر لکھنے کی رغبت دلائی۔ اس کے بعد ہم ہر اس شخص کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے اس کار خیر میں ہمارا تعاون کیا، وہ تعاون خواہ مشورہ کی صورت میں ہے یا اس موضوع پر لکھی کسی کتاب پر راہ نمائی کرنے یا اہم معلومات فراہم کرنے کی صورت میں ہے۔

اس کے ساتھ ہم قارئین کی خدمت میں بھی گزارش کرتے ہیں کہ اگر اس کتاب میں کوئی کمی کوتاہی ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ کیونکہ غلطی اور کمی کوتاہی سے پاک ہونا صرف اللہ کا خاصہ ہے یا پھر انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں کمی کوتاہی سے پاک ہیں۔ حقیقت میں کمی کوتاہی سے پاک اگر کوئی کتاب ہو سکتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾

(النساء: ۸۲)

”اور اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔“

ہم اپنی محنت و کوشش کے باوجود معذرت خواہ ہیں، ہر کام کی توفیق اول و آخر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی طرف سے میسر ہوتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ اس کو مؤلفین، قارئین اور سامعین کے لیے نفع بخش بنادے، یقیناً یہ کام اس ذات کے علاوہ کوئی

نہیں کر سکتا۔

«وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ»

دکتر عبد اللہ بن محمد بن احمد الطیار

الشیخ سامی بن سلمان المبارک

مکہ المکرمہ بجوار الکعبۃ المشرفۃ

مساء الاثنین: ۱۴۱۶/۲/۲۳ ھ





## تمہید

تمہید تین نکات پر مشتمل ہے: غیب پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کو تسلیم کرنا اور تقدیر الہی پر صبر کرنا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اس بحث سے ایمان بالغیب، قضا و قدر اور صبر کا کیا تعلق ہے؟ تو غرض ہے کہ یہ تین نکات ایک مسلمان کی زندگی کی بنیاد ہیں جو اس کے تمام معاملات کو حل کرتے ہیں۔

غیب پر ایمان لانا ایمان کے ارکان میں سے ایک بنیادی رکن ہے، اسی کی وجہ سے مسلمان شرعی احکام کی پیروی کرتا ہے، اگرچہ وہ ان امور سے جن کی اسے خبر دی گئی ہے، نا واقف ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ جنوں اور فرشتوں پر ایمان لانا، اسی طرح قضا و قدر پر ایمان لانا، یہ بھی ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ ایک مسلمان جب قضا و قدر پر دل و جان سے ایمان لے آتا ہے اور یہ بات جان لیتا ہے کہ مجھے جو بھی دکھ یا تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے تو پھر وہ کسی تکلیف و نقصان پر پریشان نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ کسی نعمت کے ملنے پر آپے سے باہر نہیں ہوگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ملتی ہے۔

اسی طرح تقدیر الہی پر صبر کرنا بھی مسلمان کے دل کے لیے باعث اطمینان ہے۔ انسان کسی بھی وقت جادو یا نظر بد کا شکار ہو سکتا ہے، جن اسے اذیت سے دوچار کر سکتے ہیں، یا پھر وہ نفسیاتی و جسمانی امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جس کے علاج کے لیے ایک مسلمان جائز اسباب بروئے کار لاتا ہے، جس سے بعض اوقات وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور بعض اوقات نہیں۔ تو شفا نہ ملنے کی صورت میں صبر کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔

## ① غیب کے ساتھ ایمان لانا:

ایمان بالغیب یعنی عالم غیب پر ایمان لانا اسلامی عقیدہ کی بنیاد ہے، یہ متقین کی صفات میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ ۙ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۙ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُّؤْمِنُوْنَ

بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ (البقرہ: ۱-۳)

”یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے، وہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انھیں رزق دیا ہے۔“

لہذا ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ عالم غیب کے متعلق جو کچھ قرآن پاک نے بیان کیا اور حدیث رسول نے جس کی وضاحت کی ہے، اس پر ایمان لائے، خواہ وہ چیز اس کی عقل میں آتی ہو یا نہ آتی ہو، اس نے اس چیز کا مشاہدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، اسے ہر حال میں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی يُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضٰیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾

(النساء: ۶۵)

”سو قسم ہے تیرے رب کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاصہ یہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ہر بات کو من و عن قبول کر لیتے تھے، جیسے فرشتوں پر ایمان لانا، جو ایمان کے چھ ارکان میں

سے ایک ہے اور فرشتوں کا جہاں مکمل طور پر غیبی جہاں ہے۔ تو کیا ایک مسلمان کے لیے ممکن ہے کہ وہ فرشتوں کے جہاں کا اس وجہ سے انکار کر دے کہ اس نے اسے دیکھا نہیں یا وہ اس کی عقل و فہم سے بالا ہے؟ منکرین کی طرف سے کئی ایک کتاب و سنت سے ثابت شدہ امور و حقائق کے انکار کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

بہت سے لوگوں نے محض عقلیت پسندی کی راہ پر چلتے ہوئے فرشتوں اور جنوں کا انکار کیا ہے۔ ان کے پاس انکار کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ ان کا جہاں ان کی نظروں سے اوجھل ہے، انھوں نے ان مخلوقات کو دیکھا نہیں، یا یوں کہیے کہ انھوں نے ان مخلوقات کا اپنی رصدگاہوں میں خوردبین سے مشاہدہ نہیں کیا۔ ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جس وقت یہ لوگ جذب و کشش یا مقناطیسیت وغیرہ جیسی غیر مرئی چیزوں کے متعلق بیان کر رہے ہوتے ہیں تو کیا وہ انھیں نظر آرہی ہوتی ہیں؟ ایسا تو یقیناً نہیں ہوتا، تو پھر ان کا انکار کیوں نہیں کیا جاتا؟

## ② اچھی اور بری قضا و قدر پر ایمان لانا:

اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ لہذا ایک مسلمان پر لازمی ہے کہ تقدیر الہی پر ایمان لائے اگرچہ وہ اچھی ہو یا بری اور اس کا اس بات پر پختہ یقین ہو کہ جو تکلیف اسے پہنچی ہے وہ اسے پہنچ کر ہی جتنی تھی اور جس تکلیف سے وہ محفوظ ہے وہ اسے کبھی پہنچ نہیں سکتی اور اس کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِی كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴾

(الحديد: ۲۲، ۲۳)

”نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمھاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے، تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اترانے والے شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

« وَاعْلَمُ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ إِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ »<sup>①</sup>

”تو جان لے کہ اگر تمام دنیا کے لوگ مل کر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو تیری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، اسی طرح اگر تمام دنیا کے لوگ مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو تیری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔“

③ تقدیر الہی پر صبر کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ

رَاجِعُونَ ﴿ (البقرة: ۱۵۵، ۱۵۶)

”آپ صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے، وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت آتی ہے کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“

اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ تَصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ : إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللَّهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي وَ اخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجْرَهُ اللَّهُ فِي مُصِيبَةٍ وَ اخْلُفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا »<sup>①</sup>

”جو بھی مسلمان کسی مصیبت سے دوچار ہو اور یہ کلمات کہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ”بے شک ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے میرے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس کا اچھا بدلہ عطا فرما۔“ تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت کے عوض اجر و ثواب بھی دے گا اور اسے اس کا اچھا بدلہ بھی عطا فرمائے گا۔“

اس دنیا میں انسان کو قدم قدم پر کسی نہ کسی دکھ، پریشانی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک دن اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہوئی ہے اور وہ ہنس رہا ہے تو دوسرے دن وہی شخص رو رہا ہے۔ لہذا انسان اس حالت میں کسی ایسے سہارے کا محتاج ہے جو اس کا غم خوار اور ہمدرد ہو اور یہ تقدیر الہی پر صبر ہی ہے جو اس کے رنجوں پر مرہم پٹی رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴾ (النحل: ۱۲۶)

”اور اگر تم صبر کرو گے تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔“

صبر کو ایمان میں وہی حیثیت حاصل ہے جو سر کو جسم میں۔ سیدنا ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ» ①

”مومن شخص کا معاملہ بھی کتنا عجیب ہے، اس کا سارے کا سارا معاملہ اس کے لیے خیر و بھلائی ہی ہے اور یہ صرف مومن ہی کے لیے ہے، کسی اور کے لیے نہیں کہ اگر اسے کوئی خوشی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے جو اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔“

ہر مسلمان کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ دین کے نقصان سے بڑا کوئی نقصان نہیں، یہ دنیا و آخرت کی سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے، یہ ایسا خسارہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی نفع کی امید نہیں کی جاسکتی اور یہ ایسا نقصان ہے کہ اس کے ساتھ کسی طمع کی امید عبث ہے۔



## تقریظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ  
أَجْمَعِينَ . آمَّا بَعْدُ !

انسان جسم اور روح دو چیزوں سے مرکب ہے اور ان دونوں چیزوں کے اثرات سے یہ متاثر ہوتا ہے۔ جس طرح جسم کو بیماریوں اور کمزوری سے محفوظ رکھنے کے لیے اچھی غذا اور مفید چیزوں کا استعمال اور نقصان دہ چیزوں سے اجتناب ضروری ہے تاکہ جسم کی نشوونما اور صحت برقرار رہے، اسی طرح ہر کو بیماریوں اور کمزوری سے محفوظ رکھنے کے لیے اچھی غذا اور مفید چیزوں کے حصول اور مضر اشیاء سے اجتناب کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جسم کا روح پر اثر ہوتا ہے اور روح کا جسم پر، اسی طرح جیسے جسم کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو اس کے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے، بعینہ روحانی طور پر متاثر اور بیمار شخص کے لیے بھی شریعت نے کچھ علاج معالجے مقرر کیے ہیں جن کی مدد سے روحانی بیماریوں کو ختم کر کے صحت یاب ہوا جاسکتا ہے۔

تاہم جسم ایک جسمی و ظاہری چیز ہے اس کے امراض و ادویات اور علاج معالجہ بھی ظاہری چیزیں ہیں اور روح ایک غیر محسوس چیز ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ اس کی طرف توجہ نہیں دیتے، نتیجتاً شیطان کے زیر اثر روحانی تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ بعض دفعہ بچہ بہت روتا ہے، ماں کا دودھ نہیں پیتا لیکن سورۃ فاتحہ یا معوذتین کے دم سے بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔ شریعت نے کئی ایک بیماریوں اور موزی جانوروں کے

شر سے بچنے کے لیے مختلف اذکار اور وظائف بتائے ہیں۔ یہ ایک مستقل باب ہے جو حدیث کی ہر بڑی کتاب میں موجود ہے، مگر آج لوگوں کی اکثریت اس سے لاعلم ہے۔ آج کل حسد، نظر بد، بے سکونی، بے برکتی، لڑائی، حتیٰ کہ پاگل پن اور صرع (مرگی) جیسی بیماریاں عام ہیں، ان سے بچاؤ کے بہت سارے اعمال و وظائف حدیث کی کتابوں میں وارد ہوئے ہیں، نبی کریم ﷺ انھیں پڑھتے رہے اور صحابہ و اہل بیت کو پڑھاتے رہے اور دم کر کے علاج بھی کرتے رہے۔ لیکن آج عام مسلمان ان سے بالکل غافل اور جاہل ہیں، چنانچہ سارا زور جسمانی امراض اور ان کے علاج پر لگا دیا جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے کے عوام اور بعض پڑھے لکھے خواص بھی ”معاذ اللہ“ ان اعمال و وظائف کو عقیدے اور دین ہی کے خلاف سمجھنے لگے ہیں اور ان کی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں جبکہ کتب حدیث ان سے بھری پڑی ہیں، زبانی پختہ عقیدے اور نظریے کا اظہار کرنے والے عمل سے بالکل عاری ہیں، صرف دعویٰ کیے پھرتے ہیں، روحانی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تو ایسے افراد دلوں کے سخت ہونے، نماز سے نفرت، رشتہ داروں سے بلا وجہ اختلاف و لڑائی، قرآن پڑھنے سے غفلت، لہو و لعب سے محبت، بے حیائی اور آوارگی کی طرف میلان کو روحانی بیماریوں کے علاوہ کیا نام دیں گے؟ کیا ایک صحیح عقیدے کا حامل مسلمان مسجد، قرآن اور نماز سے نفرت کر سکتا ہے؟ نہیں اور قطعاً نہیں! تو پھر اگر اس کا دل بے زار ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟ جسے یہ برا سمجھتا ہے، برا کہتا ہے اسی برائی میں منہمک کیوں ہے؟ اور جسے اچھا سمجھتا ہے اس کے شوق سے عاری کیوں ہے؟ دراصل یہی وہ امراض ہیں جو روح کو متاثر کر کے انسان کے اندر سے ایمان اور اللہ و رسول کی محبت و اطاعت کے جذبے پر زنگ و جراثیم کی شکل میں چڑھ جاتے ہیں۔ اب میڈیکل اور طب یونانی میں تو ان کا علاج نہیں، ان کا علاج صرف وہ اذکار و وظائف ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں۔ یہی شیطانی اثرات کبھی بڑھ کر اس حد تک چلے جاتے ہیں



کہ شیطان غالب آ کر آدمی کو پاگل بنا دیتا ہے، چنانچہ اس کے چنگل سے نجات کے لیے اسلام نے جو علاج معالجہ بتایا ہے اس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔

شیاطین کا وجود، جادو، آسیب، پریشانیاں، دلوں کا متاثر ہونا، نیکی کے شوق کا مٹ جانا اور برائی میں منہمک رہنا سب روح کے روگ ہیں، جن کے علاج کے جھانسنے میں اہل شرک و بدعت اور خواہش پرست لوگ جھوٹے اور باطل طریقوں سے انسانیت کے عقائد و اعمال کو تباہ کر رہے ہیں، سو ضرورت تھی کہ اس مسئلہ پر قلم اٹھا کر عام لوگوں کو شریعت کے اس واضح مسئلہ سے متعارف کروایا جائے اور قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تشخیص کردہ روحانی امراض، شیطانی چالیں اور تدبیریں نمایاں کی جائیں اور پھر ان کا علاج ذکر کر کے راہنمائی کی جائے۔

اس مسئلہ پر سعودی عرب کے جید علمائے کرام الدکتور عبداللہ بن محمد بن احمد الطیار رحمہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ سامی بن سلمان المبارک رحمہ اللہ نے قلم اٹھایا اور اس باب میں مفید عام کتاب لکھی، جس کا ترجمہ اور تخریج ہمارے فاضل بھائی حافظ عبدالحنان نے عام فہم اور سادہ انداز میں کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے راہنما بنائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے اثرات، روحانی امراض اور تمام پریشانیوں سے محفوظ رکھے، مصنفین اور مترجم کو اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں اس کا بہترین اجر و ثواب عطا فرمائے۔ (آمین!)

والسلام

ابوسعدا احسان الحق شہباز

قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ



## باب اول

## جنات کی حقیقت

جن انسانوں اور فرشتوں کے علاوہ ایک الگ مخلوق ہیں۔ عقل مند ہونا، خیر و شر کے راستوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار رکھنا، ارادہ کرنا اور عبادت الہی کا مکلف و پابند ہونا جن و انس کے درمیان قدر مشترک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔“

جنات اپنی پیدائش اور تخلیق کے لحاظ سے انسانوں سے یکسر مختلف ہیں۔ ممتاز عالم دین شیخ عبدالکریم نوفان فواز عبیدات فرماتے ہیں:

”جنات انسانوں کی طرح ذی روح مخلوق ہیں جو عقلمند، صاحب ارادہ اور مکلف ہوتے ہیں، انسانی حواس سے پوشیدہ اور مادیت سے آزاد ہوتے ہیں، اپنی اصلی شکل و صورت میں دکھائی نہیں دیتے۔ مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ کھاتے پیتے اور شادی بیاہ کرتے ہیں، ان کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوتی ہے اور یہ روز آخرت اپنے اعمال کے جواب دہ بھی ہوں گے۔“<sup>①</sup>

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

① عالم الجن فی ضوء الكتاب والسنة: ص ۹۰۸۔

”جنات وہ مجسم اور پوشیدہ مخلوق ہے جو عقل و شعور رکھتی ہے اور ان پر ہوائی آگ کا غلبہ ہوتا ہے۔“<sup>①</sup>

واضح ہو کہ جنات کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِنَهُمَا إِنَّهُ يَرَكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِمَّنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

(الاعراف: ۲۷)

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کر دیا، ایسی حالت میں کہ ان کا لباس بھی اتر وادیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھائے، وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔“

جنوں کا انسانوں سے کم تر ہونا:

جن قدر و منزلت اور عز و شرف کے اعتبار سے انسانوں سے کم تر ہیں۔ جناب شیخ ابوبکر جابر الجزائری فرماتے ہیں:

”بلاشبہ جن خواہ کتنے ہی صالح و نیک کیوں نہ ہوں وہ انسانوں سے قدر و منزلت میں کم تر ہوتے ہیں کیونکہ خالق کائنات اللہ جل جلالہ نے انسان کی عظمت و فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾

(بنی اسرائیل: ۷۰)

”یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔“

جبکہ جنات کی ایسی فضیلت کسی بھی آسمانی کتاب میں ثابت ہے نہ کسی رسول اور نبی نے بیان کی ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان جنوں سے قدر و منزلت کے لحاظ سے افضل و برتر ہیں اور اسی طرح انسانوں کے مقابلے میں جنات کا احساس کمتری کا شکار ہونا بھی مذکورہ حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ سورہ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنات کے احساس کمتری کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب بعض نادان انسان جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے تو وہ انسانوں کی جانب سے اپنی بڑائی کے اظہار کو دیکھ کر پھونلے نہ سماتے اور ان کی طغیانی اور سرکشی اور کفر و انکار میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن: ۶)

”بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔“

مسئلہ زیر بحث کی مزید وضاحت اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ جب کوئی انسان جنات اور ان کے بڑوں کے ناموں کا وسیلہ پکڑتا یا ان کے بزرگوں کی قسم کھاتا

تو وہ اس کی درخواست پر لبیک کہتے اور اس کی حاجت کو پورا کرتے تھے۔ جنات کے مذکورہ طریق کار سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انھیں انسانوں کے مقابلے میں اپنے حقیر اور کم تر ہونے کا شعور اور احساس ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب انسان اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لائے، صرف اسی کی عبادت کرے، توحید ربوبیت کے تقاضے بجا لائے اور اللہ کریم کے اسمائے حسنی اور اعلیٰ صفات میں اس کو یکتا مانے۔ کیونکہ جو انسان کافر اور مشرک ہیں ان سے موجد اور صالح جن بلا شک و شبہ افضل و اعلیٰ ہیں۔“<sup>①</sup>

بلکہ جو انسان کافر اور مشرک ہیں وہ تو چوپایوں سے بھی گھٹیا اور بدتر ہیں، جیسا کہ ارشادی باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (الفرقان: ۴۴)  
 ”وہ تو محض جانور ہیں بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔“

### جنات کی وجہ تسمیہ:

جن کو جن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ (عربی میں ”ج ن ن“ مادہ کے معنی میں پوشیدہ ہونا متحقق ہے) جنات انسانوں کو دیکھتے ہیں مگر انسان جنات کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکتے البتہ دوسری شکلوں میں بعض اوقات ان کو دیکھا جاسکتا ہے، مثلاً حیوانات وغیرہ کی شکل میں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُمْ يَرُوكُمْ هُمْ وَ قَبِيلُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف: ۲۷)  
 ”وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔“

## جنات کی تخلیق کب ہوئی؟

قرآن کریم کی نص کے مطابق جنات انسانوں سے قبل پیدا کیے گئے۔ ارشاد رب العالمین ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ وَالْحَجَّاءُ

خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾ (الحجر: ۲۶، ۲۷)

”یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھاتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے اور

اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔“

## جنات کی تخلیق کس سے ہوئی؟

اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ سے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْحَجَّاءُ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾ (الحجر: ۲۷)

”اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔“

اور مزید فرمایا:

﴿وَخَلَقَ الْحَجَّاءُ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾ (الرحمن: ۱۵)

”اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔“

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْحَجَّاءُ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ

مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ﴾<sup>①</sup>

① صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب فی أحادیث متفرقة: ۲۹۹۶۔ سلسلۃ  
الأحادیث الصحیحة: ۴۵۸۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۳۲۳۸۔

”فرشتے نور سے اور جنات آگ سے پیدا کیے گئے اور آدم علیہ السلام اس چیز سے پیدا کیے گئے جو تمھارے لیے وصف (خاکی) بیان کیا گیا (یعنی مٹی سے)۔“

### جنات کی اقسام:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْجِنَّ ثَلَاثَةٌ أَصْنَافٌ فَصِنْفٌ يَطِيرُ فِي الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلاَبٌ وَصِنْفٌ يَحْلَوْنَ وَيَطْعُنُونَ»<sup>①</sup>

”جنات کی تین اقسام ہیں، ایک قسم جو ہوا میں اڑتے ہیں، ایک قسم جو سانپ اور کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور ایک قسم جو منزل میں اترتی اور کوچ کر جاتی ہے۔“

جنات کو ان کی مختلف صفات کی بنا پر مختلف نام دیے گئے ہیں، ان کا مطلق تذکرہ ہو تو انھیں جن ہی کہا جاتا ہے، جو جن انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں انھیں عامر کہتے ہیں، جو جنات بچوں کو خوف زدہ کرتے ہیں انھیں ارواح (بدروحیں) کہا جاتا ہے، جو جنات خبیث اور ہٹ دھرم ہوں انھیں شیطان بولا جاتا ہے، جو جنات طفیانی و سرکشی میں اللہ سے گزر جاتے ہیں انھیں مارد (سرکش) کا نام دیا جاتا ہے اور جو جنات بڑے بڑے پتھروں کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں انھیں عفریت کہا جاتا ہے۔<sup>②</sup>

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جنات کے کئی روپ ہیں، وہ کبھی انسانوں اور حیوانوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی سانپوں اور بچھوؤں کی صورت دھار لیتے ہیں۔ وہ اونٹ، گھوڑا،

① صحیح الجامع الصغیر للالبانی : ۳۱۱۴ - طبرانی کبیر : ۵۷۳/۲۲ - مستدرک

حاکم : ۴۵۶/۲ -

② مطالب أُولی النہی شرح غایۃ المنتہی : ۶۴۲/۱ -

بکری، گائے، گدھا، پرندہ اور ابن آدم سب کی شکل میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔“<sup>①</sup>

مزید فرماتے ہیں:

”جنات اکثر اوقات سیاہ کتے اور سیاہ بلی کی شکل دھارتے ہیں کیونکہ سیاہ رنگ شیطانی قوتوں کو جمع کرنے کی نسبتاً زیادہ قدرت رکھتا ہے اور اس میں حدت و حرارت بھی قدرے زیادہ ہوتی ہے۔“<sup>②</sup>

کیا جنات شریعت مطہرہ کی اتباع کے پابند ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین صرف اسلام ہے اور محمد ﷺ کی رسالت محمدیہ دائمی، آخری اور تمام جن و انس کے لیے عام ہے۔ انسانوں کی طرح جنات بھی شریعت مطہرہ کی اتباع کرنے کے پابند اور مکلف ہیں۔ جنات میں جہاں مومن ہوتے ہیں وہاں فاسق و فاجر بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَا مِنَ الصَّالِحِينَ وَمِنَّا ذُو نَذِيرٍ كُنَّا طَرَأَتْ قِدْدًا﴾ (الحج: ۱۱)  
 ”اور یہ کہ بے شک بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں۔“

اور سورہ رحمن میں فرمایا:

﴿هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آتٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ﴾ (الرحمن: ۴۳-۴۵)  
 ”یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم جھوٹا جانتے تھے، وہ اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر کھائیں گے۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو

① إيضاح الدلالة في عموم الرسالة لابن تيمية۔

② مجموع الفتاوى لابن تيمية: ۵۲/۱۹، الرئاسة العامة۔



جھٹلاؤ گے۔“

نبی کریم ﷺ نے جنات کو وعظ و تبلیغ فرمائی تھی اور انھیں کفر و شرک کے انجام بد سے ڈرایا تھا، جس کا ایمان افروز تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ

قَالُوا أَنصَبُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ﴾ (الاحقاف: ۲۹)

”اور (یاد کرو) جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنے۔ پس جب وہ اس (نبی) کے پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: ”خاموش ہو جاؤ“ پھر جب (قرآن کا پڑھنا) تمام ہوا تو (وہ جن) اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔“

بلکہ جن وانس کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ کی عبادت کرنا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مومن جن مومن انسانوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے جبکہ کافر جن کافر انسانوں کی طرح جہنم کا ایندھن بنائے جائیں گے۔ جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان اقدس ہے:

﴿وَلِمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ﴾ (الرحمن: ۴۶)

”اور ہر اس شخص کے لیے (وہ جن ہو یا انسان) جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور جنتیں ہیں۔“

مذکورہ بالا حقیقت ہمارے اپنے ذاتی مشاہدے میں اس وقت آئی جب ہم نے بعض مریضوں پر دم کیا، جنہیں جنات کی شکایت تھی کہ بعض جن کافر تھے جو بالآخر دعوت حق قبول کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض مسلمان تھے مگر فاسق و فاجر تھے، وہ نصیحت قبول کر کے راہ راست پر آ گئے۔

### جنات کے وجود کا ثبوت:

گزشتہ صفحات میں ہم نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ کتاب و سنت سے ثابت غیبی امور پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ ان میں جنات بھی شامل ہے، جن کا ذکر شرعی نصوص میں ثابت ہے۔ اب آپ اس ضمن میں کتاب و سنت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

### قرآن کریم سے دلائل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمُ آيَاتِي وَيُزِدُّونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنْفُسِنَا وَغَرَّبْنَاهُمُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ﴾

(الانعام: ۱۳۰)

”اے جن و انس کی جماعت! کیا تمہارے پاس تمہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے، جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈالے رکھا تھا اور انہوں نے (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ وہ کفر کرتے تھے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلَكِنَّ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾

(ختم السجدة: ۱۳)

”اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے (لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔“

اللہ تعالیٰ نے سورہ حجر میں فرمایا:

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ﴾ (الحجر: ۲۷)

”اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔“

جنات کے وجود کا ثبوت سورہ ذاریات کی اس آیت سے بھی ملتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔“

اللہ تعالیٰ نے سورہ رحمن میں جن و انس دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا إِلَّا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾ (الرحمن: ۳۳)

”اے گروہ جن و انس! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو، بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔“

سورہ جن بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنَّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾

(الجن: ۱)

”اے میرے رسول! آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک

جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات کریمہ اور دیگر کئی ایک آیات مقدسہ میں بھی جنات کا اور ان کے بعض حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور قرآن کریم ایسی چیز کے متعلق کلام نہیں کرتا جس کا وجود نہ ہو، لہذا جس کے وجود کی شہادت قرآن پاک دے اس کا انکار ممکن نہیں، خواہ ہمیں اس کے وجود کا ادراک نہ ہو۔

احادیث سے دلائل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشَّعَابِ فَقُلْنَا اسْتَطِيرَ أَوْ اغْتَيْلَ قَالَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ جِرَاءٍ قَالَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ فِيهَا قَوْمٌ فَقَالَ: آتَانِي الْجِنُّ فَذَهَبَتْ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا أَثَارَهُمْ وَأَثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَمِعْنَاهُ الرَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرُّ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفَ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ» ①

”ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ رات کے وقت آپ گم ہو گئے، ہم نے آپ کو پہاڑوں کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا مگر آپ نہ ملے، ہم نے سمجھا کہ آپ کو جن اڑالے گئے یا کسی دشمن نے خفیہ طریقے سے آپ کو

قتل کر ڈالا، بہر حال رات ہم نے بڑی پریشانی کے عالم میں گزاری، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ حراء (جبل نور جو مکہ اور مثنیٰ کے درمیان ہے) کی طرف سے آرہے ہیں، ہم نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! رات ہم نے آپ کو گم پایا، بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے، ہم نے بڑی پریشانی کے عالم میں رات بسر کی ہے۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا، میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔“ اس کے بعد نبی کریم ﷺ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور جنوں کے نشانات اور ان کی آگ کے نشان دکھائے۔ جنوں نے آپ سے اپنی خوراک کا سوال کیا، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر اس جانور کی ہڈی جو اللہ کے نام پر قربان کیا جائے تمہاری خوراک ہے، تمہارے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ہڈی گوشت سے پر ہو جائے گی اور ہر اونٹ کی میٹھی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے (ہمیں) فرمایا: ”ہڈی اور گوہر سے استنجامت کیا کرو، اس لیے کہ وہ تمہارے بھائی جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔“

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ »<sup>①</sup>

”ملائکہ نور سے اور جنات آگ سے پیدا کیے گئے اور آدم علیہ السلام اس چیز سے پیدا کیے گئے جو تمہارے لیے وصف (خاکی) بیان کیا گیا۔“

① صحیح مسلم، کتاب الزہد والرفاق، باب فی أحادیث متفرقة: ۲۹۹۶۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحة: ۴۵۸۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۳۲۳۸۔

## عقلی دلیل:

مولانا عبدالکریم عبیدات فرماتے ہیں:

”کائنات کے جو عالم اور جہاں ہمارے حواس سے پوشیدہ اور مخفی ہیں عقل سلیم ان کے وجود کا انکار نہیں کرتی، کیونکہ کائنات میں بہت ساری اشیاء کے وجود کا ثبوت ملتا ہے مگر انسان ان کو دیکھ نہیں پاتا۔ انسان کا کسی شے کو نہ دیکھ سکتا اس کے وجود کی نفی کو لازم نہیں ہے۔“<sup>①</sup>

ممتاز مفسر قرآن الشیخ محمد رشید رضا فرماتے ہیں:

”اگر کسی چیز کا نظرنہ آنا اس کے وجود کی نفی پر دلالت کرتا اور یہ اصول صحیح اور تسلیم شدہ ہوتا تو پھر اہل عقل کو انہی چیزوں پر اعتماد کرنا چاہیے تھا جو نظر آتی ہیں، کسی نظرنہ آنے والی چیز پر تحقیق نہیں کرنی چاہیے، اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر ان جراثیم وغیرہ کا انکشاف نہ ہوتا جن کی بنیاد پر علوم طب و جراحت ترقی کے آخری مراحل تک پہنچے ہوئے ہیں۔“<sup>②</sup>

سید قطب شہید رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”وہ لوگ جو عقل یعنی اپنے علم و تجربہ اور مشاہدہ کو ڈھال بناتے ہیں وہ نہ جانے کس بنیاد پر اس کائنات کے بہت سارے امور (یعنی جنات وغیرہ) کا انکار کرتے ہیں، جن کے وجود کو خود اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے۔ معلوم نہیں کیوں یہ لوگ اپنے اس (باطل) نظریے پر قائم ہیں؟ حالانکہ جس طرح ان کا بشری علم سیارہ زمین کے تمام جانداروں کی اقسام و اجناس کا احاطہ کرنے کا دعویٰ نہیں کرتا اسی طرح ان کا یہ (ناقص) علم دوسرے سیاروں کی مخلوقات کا مکمل

① عالم الجن فی ضوء الكتاب والسنة لعبد الکرم عبیدات: ص ۸۲، ۸۳۔

② تفسیر المنار، محمد رشید رضا: ۳۶۶/۸۔

ادراک کرنے سے یکسر قاصر ہے۔“<sup>①</sup>

شیخ عبدالکریم نوفان عبیدات بیان کرتے ہیں:

”بلاشبہ بشری عقل کی انتہا یہی ہے کہ وہ کائنات کے جملہ اسرار کے ادراک سے قاصر ہے اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بعض آیات اور عجائب و لطائف کو محض اس لیے تسلیم نہ کرنا کہ وہ انسانی عقل و فہم اور احساس و تصور سے بالاتر ہیں، بہت بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ وہ تمام حقائق جن کا تعلق ان مخلوقات کے ساتھ ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی، مثلاً ملائکہ، جنات اور روحيں، ہمارے لیے ان پر اس حد تک ایمان لانا اور اپنی عقل کو اس کے سامنے سر تسلیم کرانا ضروری ہے جس حد تک اس کے متعلق وحی نازل ہو چکی ہے کیونکہ روحانی اور غیبی امور میں وحی کی راہ نہائی کے بغیر اکیلی عقل و ادبی ضلالت میں بھٹک جاتی ہے۔“<sup>②</sup>

مغربی اور دیگر مادی تہذیبوں نے صرف عقل کو کوئی اور معیار بنانے اور دیر حقائق سے انحراف ہی کی وجہ سے غلطی کھائی ہے۔ اسی طرح کئی مسلمان بھی شرعی نصوص کو اپنی عقل ناقص کی کوئی پر پر کھنے لگے تو بنیادی عقائد سے منحرف ہو کر دائرۃ اسلام سے دور ہونے لگے۔

جنات کی قیام گاہیں اور ان کی محبوب جگہیں:

بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جنات زمین کی نیچلی تہ میں رہائش رکھتے ہیں، ان کا یہ گمان غلط ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ زمین کے اوپر ہی رہائش رکھتے ہیں اور مختلف مقامات پر رہتے ہیں۔ ہم درج ذیل سطور میں ان مقامات کا تذکرہ کر رہے ہیں جہاں

① تفسیر فی ظلال القرآن: ۶/۳۷۲۲۔

② عالم الجن فی ضوء الكتاب والسنة لعبد الکريم عبیدات: ص ۸۸، ۸۹۔

جنات کا اکثر آنا جانا ہوتا ہے اور وہ وہاں رہائش رکھتے ہیں:-

① بیابان، صحراء، درّے، جنگل اور وادیاں وغیرہ۔

گزشتہ صفحات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی ایک مقام پر جنات سے ملاقات کی تھی اور انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تھی۔<sup>①</sup>

② کوڑا کرکٹ اور گندگی وغیرہ پھینکنے کی جگہ اور جہاں انھیں ان کا کھانا میسر ہوتا ہے۔

③ غسل خانوں اور بیت الخلا وغیرہ میں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ هَذِهِ الْحُشُوشُ مُحْتَضِرَةٌ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ »<sup>②</sup>

”بے شک یہ بیت الخلا جنات کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں، پس جب تم میں سے کوئی بیت الخلا کو آئے تو یہ دعا پڑھے:

« اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ »

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں خبیث جنوں اور جہنمیوں (کے شر) سے۔“

④ غاریں، شکاف، بل اور زمینی سوراخ وغیرہ میں۔

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم: ۴۵۰۔

② ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب ما یقول الرجل إذا دخل الخلاء: ۶۔ صحیح الجامع

الصغیر للالبانی: ۲۶۶۳۔



«لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ قَالُوا لِقَتَادَةَ وَمَا يُكْرَهُ الْبُولُ فِي الْجُحْرِ؟  
قَالَ يُقَالُ إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ»<sup>①</sup>

”تم میں سے کوئی کسی سوراخ (بل) میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔“ انھوں نے سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ”سوراخ میں پیشاب کرنا کیوں ناپسند کیا گیا ہے؟“ تو انھوں نے جواب دیا: ”کہا جاتا ہے کہ یہ جنات کی قیام گاہیں ہیں۔“

⑤ بعض جن انسانوں کے ساتھ ان کے گھروں میں رہائش رکھتے ہیں جنہیں ”عامر“ کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی وہ روایت ہے جس میں ایک انصاری نوجوان کا قصہ مذکور ہے، جس نے اپنے گھر میں سانپ کی شکل میں جن کو پایا اور اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ بِالْمَدِينَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوا فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْعَوَامِرِ فَالْيُودُنَهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَأَ لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ»<sup>②</sup>  
”بے شک مدینہ میں جنوں کا ایک گروہ اسلام لا چکا ہے، پس جو کوئی ان عوامر (گھر کے سانپوں) میں سے کسی کو دیکھے تو وہ اس کو تین بار مہلت دے، اگر اس کے بعد بھی وہ ظاہر ہو تو اس کو مار ڈالے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

⑥ اونٹوں کے باڑے بھی جنات کی قیام گاہیں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① نسائی، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ البول فی الححر: ۳۴۔ ابوداؤد: ۲۹۔ یہ حدیث

ضعیف ہے، دیکھئے: ضعیف ابوداؤد: ۲۹۔ ضعیف نسائی: ۳۴۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب قتل الحیات وغیرہا: ۲۲۳۶۔ صحیح الجامع

الصغیر للالبانی: ۲۰۳۷۔

«صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تَصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ»<sup>①</sup>  
 ”بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کرو لیکن اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ  
 پڑھنا۔“

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 «صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تَصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ  
 الشَّيَاطِينِ»<sup>②</sup>

”بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کرو لیکن اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ  
 پڑھو کیونکہ وہ شیطانوں میں سے پیدا کیے گئے ہیں۔“

⑦ غیر آباد جگہیں یعنی کھنڈرات وغیرہ میں۔

⑧ قبرستان بھی جنات کی آماجگاہ ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اس لیے بیابانوں، کھنڈروں، گندی جگہوں مثلاً بیت الخلا اور غلاظت کے  
 ڈھیروں میں جنات بکثرت پائے جاتے ہیں اور اسی طرح نخلستان اور قبرستانوں  
 میں بھی یہ پائے جاتے ہیں اور وہ عامل اور نجومی جن کے ساتھ شیاطین ملے  
 ہوتے ہیں ان کا آپس میں رابطہ ہوتا ہے اور ان کے احوال اور شکلیں رحمانی  
 ہونے کی بجائے شیطانی ہوتی ہیں، وہ اکثر ایسی ہی جگہوں کا انتخاب کرتے ہیں  
 جو شیطانوں کی پناہ گاہیں ہوتی ہیں۔“<sup>③</sup>

① ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء في مرائب الغنم و اعطان الابل:

۳۴۸۔ مسند احمد: ۴۵۱/۲۔ الارواء للالبانی: ۹۴/۱۔

② مسند احمد: ۸۶/۴۔ صحيح الجامع الصغير للالبانی: ۳۷۸۸۔ الارواء للالبانی: ۱۷۶۔

③ مجموع الفتاوى لابن تيمية: ۴۱، ۴۰/۱۹۔

⑨ بازاروں میں۔

بازاروں میں جنات اکثر موجود ہوتے ہیں کیونکہ بازاروں میں شرعی احکامات کی خلاف ورزی بہت زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ عورتوں کا اظہار زیب و زینت کرنا اور دکانداروں کا جھوٹ بولنا وغیرہ۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”تو نہ تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہو اور نہ سب سے آخر میں بازار سے نکل۔“ ①

اسی طرح ایک صحابی رسول حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَا تَكُونَنَّ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصَبُ رَأْيُهُ» ②

”اگر تم استطاعت رکھو تو بازار میں سب سے پہلے ہرگز داخل نہ ہونا اور نہ سب سے آخر میں اس سے نکلنا، کیونکہ وہ شیطان کی معرکہ آرائی کی جگہ ہوتے ہیں اور ان میں وہ اپنا جھنڈا نصب کرتا ہے۔“

زمین پر جنات کے پھیلنے کے اوقات:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ امْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صَيَّانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ جَيْنِيذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا

① طبرانی کبیر: ۳۰۹۶۔ اس کی سند میں کلام ہے (العلل المتناہیة: ۲/۱۰۰) اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ صحابی کا قول ہے جیسا کہ اس کے بعد مسلم کی حدیث میں ہے۔

② مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلمة رضي الله عنها: ۲۴۵۱۔

اِسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَ اَوْكُوا قِرْبَكُمْ وَاذْكُرُوا  
اِسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوا آيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اِسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا  
شَيْئًا وَاَطْفِئُوا مَصَابِيْحَكُمْ»<sup>①</sup>

”جب رات کی تاریکی چھا جائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو باہر مت نکلنے  
دو، اس لیے کہ شیاطین اس وقت (زمین پر) پھیل جاتے ہیں، پھر جب ایک  
گھڑی رات گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور دروازے بند کر لو اور اللہ تعالیٰ کا نام  
لو اس لیے کہ شیطان بند دروازے نہیں کھولتا اور بسم اللہ پڑھ کر اپنی مشکوں کو بند  
کر دو اور بسم اللہ پڑھ کر اپنے برتنوں کو ڈھانپ دو اگرچہ کسی معمولی سی چیز ہی  
کے ساتھ سہی اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ  
فَحِمَّةُ الْعِشَاءِ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَبْعُثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ  
فَحِمَّةُ الْعِشَاءِ»<sup>②</sup>

”جب سورج غروب ہو جائے تو تم اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو حتیٰ کہ  
عشاء کی سیاہی ختم ہو جائے، بے شک شیاطین غروب آفتاب کے وقت  
(زمین) پر پھیلے ہیں یہاں تک کہ عشاء کی تاریکی ختم ہو جائے۔“

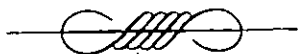
جنات کے زمین پر پھیلنے کے اوقات زیادہ تر یہی ہیں۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ جب

① صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب تغطية الإناء : ۵۶۲۳۔ صحیح مسلم،

کتاب الأشربة: باب استحباب تخمير الإناء: ۲۰۱۲۔

② صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء: ۲۰۱۳۔

وہ ایسے مقامات سے گزرے یا ان مذکورہ اوقات کو پائے تو وہ ان مسنون دعاؤں کے ذریعے تحفظ حاصل کرے جن کا تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔



## مصائب سے بچاؤ کا طریقہ

اکثر انسانوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ان وسائل کو اختیار کریں جن کے ذریعے وہ دنیا کے مصائب و حوادث سے بچ جائیں اور ان کی زندگی بیماریوں اور ناگہانی آفتوں، جیسے گر کر مرنے، جل جانے اور غرق ہو جانے سے بچ جائے۔ تو حفاظت کے لیے احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنے میں شرعاً عقلاً کوئی چیز مانع نہیں اور ایک مقولہ بھی ہے: ”الْوَفَايَةُ خَيْرٌ مِنَ الْعِلَاجِ“ کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ بلکہ شریعت اسلامیہ نے ضروریاتِ ختمہ یعنی جان، مال، عزت، دین اور عقل کی حفاظت پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ لیکن انسانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ تحفظ کے مادی طریقوں پر تو بہت اعتماد کرتے ہیں لیکن انھوں نے روزِ جزا کے عظیم خطرے سے بچاؤ کے راستوں کو فراموش کر دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا﴾ (المزمل: ۱۷)

”پس اگر تم نے بھی انکار کیا تو اس دن سے کس طرح بچو گے (جس کی سختی کا یہ عالم ہے کہ) وہ بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔“

پس مسلمان پر واجب ہے کہ وہ روزِ جزا کی سختیوں سے بچنے کے اسباب کو اپنائے اور وہ ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی کتاب پر استقامت کے ساتھ کار بند رہنا اور صالح عمل بجالانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝  
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ،  
ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الصف: ۱۱۰، ۱۱۱)

”پس اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تم کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے بچالے؟ (سنو وہ یہ ہے کہ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو اگر تم کو علم ہو تو یہ بات تمہارے لیے بڑی ہی مفید ہے۔“

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾

(حم السجدہ: ۳۰)

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ (اس عقیدہ پر) جتے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ تم مت ڈرو اور مت غم کھاؤ اور اس بہشت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔“

اور سورہ نحل میں فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً  
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)

”جو نیک کام کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو، اسے ہم پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور انہیں ان کے اعمال کا بہترین صلہ دیں گے۔“

اور جب ایک مسلمان روز حساب کے مصائب سے بچاؤ کے اسباب کو بروئے کار

لائے گا تو پھر دنیا کے شر سے بچاؤ کے اسباب و وسائل کو اختیار کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، کیونکہ دنیاوی مشکلات و مصائب کی وجہ بھی تو انسان کے اپنے سیاہ کرتوت اور گناہ ہی تو ہیں۔ الغرض نافرمانی اور گناہ ہی دنیا و آخرت میں انسان کے لیے فتنہ و شر اور ابتلا و آزمائش کا سبب ہوتے ہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَهَلْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ شَرٌّ وَدَاءٌ سَبِيهُ إِلَّا الذُّنُوبَ وَالْمَعَاصِيَ“<sup>①</sup>

”دنیا و آخرت میں جو بھی شر اور تکلیف ہے اس کا سبب گناہ اور معاصی ہی تو ہیں۔“

دنیاوی شر سے بچاؤ کے اسباب کی دو قسمیں ہیں:-

① مادی اسباب

② الہی اسباب

ہماری بحث دوسری قسم سے متعلق ہے، بلاشبہ یہ اسباب اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ نفع بخش ہوتے ہیں۔ پس سنت مطہرہ میں تمام تکالیف کا علاج موجود ہے لیکن انسان اس سے غافل ہے، اگر مسلمان شرعی اور مسنون دعاؤں اور اذکار پر توجہ دے اور اپنے اہل خانہ اور ماتحتوں کو اس کی تعلیم دے تو وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر قسم کے شر اور پریشانی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ہر عمل جو سنت سے ثابت ہے وہ متعلقہ مرض کے لیے یقینی طور پر نفع بخش ہے حتیٰ کہ اگر اس کو استعمال کرنے والا کوئی فائدہ نہ پائے تو تب بھی اس کے نفع بخش ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ فائدہ نہ پہنچنے کا سبب مریض یا معالج کا اپنا کوئی فعل اور عدم یقین ہوگا جبکہ حبیب رب العالمین رسول رحمۃ اللعالمین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو اپنے ایک صحابی سے فرمایا جس کے بھائی کا پیٹ شہد استعمال کرنے کے باوجود ٹھیک نہ ہوا:



« صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَّبَ بَطْنُ أَخِيكَ »<sup>①</sup>

”اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا۔“

ہمارے اپنے تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ اکثر مصیبت زدہ لوگ خود ہی ان مسنون دعاؤں اور شرعی اذکار کو پڑھنے میں تساہل اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جو اللہ کے حکم کے ساتھ ہر ظاہری اور پوشیدہ شر سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جناتی و شیطانی شر سے بچاؤ کے اسباب:

درج ذیل سطور میں ان اسباب کو بیان کیا جا رہا ہے جو جناتی و شیطانی شر سے محفوظ رکھتے ہیں اور اگر کوئی شر میں مبتلا ہو چکا ہو تو اس کو نجات دلاتے ہیں:-

① اللہ تعالیٰ کے لیے خالص توحید کا اقرار و اظہار:

توحید کی تین اقسام ہیں:-

① توحید ربوبیت

② توحید الوہیت

③ توحید اسماء و صفات

① توحید ربوبیت:

اس حقیقت کا علم حاصل کرنا اور اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا رب اور مالک ہے اور تمام مخلوق کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے، یہ تمام کائنات اپنے ارض و سما، جن و انس، بحر و بر، حجر و شجر، سورج، چاند، ستاروں، ملائکہ اور افلاک سمیت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے امر کوئی کے سامنے مطیع ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُوعًا وَكَرْهًا﴾

(آل عمران: ۸۳)

”جو بھی زمین و آسمان میں ہے وہ خوشی سے یا مجبوری سے اس کا فرمانبردار ہے۔“

جب بندہ اس توحید کا حقیقی طور پر اقرار کر لیتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے امر کی پابند ہے اور کوئی خیر نازل نہیں ہوتی اور نہ کوئی شر دور ہوتا ہے مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے امر کے ساتھ اور یہ عقیدہ بندے کو ہر مصیبت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پکارنے پر مجبور کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

(یونس: ۱۰۷)

”اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اس کو دور کرنے والا بھی کوئی نہیں اور اگر آپ کو فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کی عنایت کو کوئی روک بھی نہیں سکتا، وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے نفع پہنچاتا ہے اور وہ بخشش والا مہربان ہے۔“

## (۲) توحید الوہیت:

اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لیے عبادت کو خالص کرنا توحید الوہیت ہے اور اس کا تعلق بندے کے ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال کے ساتھ ہوتا ہے۔ توحید کی یہی وہ قسم ہے جو ہر نبی کی سب سے پہلی دعوت تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

(النحل: ۳۶)

”اور ہم نے ہر امت میں پیغمبر بھیجا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔“

کوئی بندہ اس وقت تک توحید پرست نہیں ہو سکتا جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دے اور یہ اقرار نہ کرے کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تنہا عبادت کا حقدار ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔“

توحید کی اس قسم کا تقاضا یہ ہے کہ بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنی دعا، نذر، قربانی، امید، خوف، توکل، رغبت اور خشیت کا حقدار صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کو سمجھے۔ ان مذکورہ عبادات میں سے یا کسی اور اعمال بندگی میں سے کوئی عمل غیر اللہ کے حصول قرب کے لیے بجالایا جائے تو وہ شرک ہے، جیسے کہ کوئی جنات کے لیے قربانی ذبح کرے یا ان کے لیے نذر پیش کرے یا کسی کا من اور جادوگر پر اعتماد کرے۔

### ③ توحید اسماء و صفات:

توحید اسماء و صفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء و صفات کو جو اس نے خود اپنی ذات کے لیے بیان کی ہیں یا اس کے رسول ﷺ نے انھیں بیان کیا ہے، انھیں اس طرح دل و جان سے قبول کیا جائے اور ثابت مانا جائے کہ نہ تو ان کی کوئی کیفیت بیان کی جائے، نہ انھیں کسی کے مثل قرار دیائے، نہ ان میں کوئی تحریف و تغیر کی راہ نکالی جائے اور نہ تعطیل کی طرف جایا جائے یعنی نہ ان صفات کی نفی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

”اس ذات جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ ستادیکھتا ہے۔“

پس جب بندہ اپنے رب کریم کے اسمائے حسنیٰ اور صفات جلیلہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اور ان کے معانی و مفاہیم کو علی وجہ البصیرت جان لیتا ہے تو اس سے وہ اپنے رب ذوالجلال والاکرام کی معرفت کو پالیتا ہے پھر وہ اسی کے لیے خشوع و خضوع کرتا ہے، اسی سے خوف کھاتا ہے اور اسی سے امید باندھتا ہے اور مشکل کشائی کے لیے اسی کے آگے گڑگڑاتا ہے، اس کو پکارتا ہے اور اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات جلیلہ کا وسیلہ پکڑتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۸۰)

”اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، سو اس کو انہی ناموں سے پکارو۔“

اور جب بندے نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ رحمن اور رحیم ہے تو وہ اس کی رحمت کی امید رکھتا ہے اور اسی کو پکارتا ہے جیسا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَاٰیُوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اِنِّیْ مَسْنٰی الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ﴾

(الانبیاء: ۸۳)

”اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور

تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

مشکل کشائی اور حاجت روائی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے توحید خالص کا گہرا اثر ہوتا ہے، توحید کی تینوں اقسام ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اور تمام قرآن کریم توحید کے بیان پر مشتمل ہے۔

② کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا:

مصائب دنیا سے بچاؤ کے لیے الٰہی اسباب میں سے دوسرا سبب قرآن و حدیث کو

مضبوطی سے تھامنا ہے۔ اسی کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الانعام: ۱۰۳)

”اور بے شک یہ (دین اسلام) میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو، وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس بات کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔“

شیخ عبدالرحمان بن سعید فرماتے ہیں:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا﴾ سے مراد وہ تمام احکام اور ان جیسے دیگر احکام ہیں جنہیں رب ذوالجلال نے اپنی کتاب میں اپنے بندوں کے لیے واضح بیان فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا راستہ وہی ہے جو اس تک اور اس کے کرامت والے گھر یعنی جنت تک پہنچانے والا معتدل، آسان اور مختصر راستہ ہے۔

﴿فَاتَّبِعُوهُ﴾ یعنی اس لیے اس کی اتباع کرو تاکہ کامیابی و کامرانی قدم بوس ہو اور آخرت میں خوشیاں اور آرزوئیں حاصل ہو جائیں۔ ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے مخالف راستوں اور طریقوں کی اتباع نہ کرو۔

﴿فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ یہ مختلف راستے تمہیں گمراہ اور صراط مستقیم سے برگشتہ کر دیں گے اور جب تم صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ گے تو تمہیں وہاں کوئی اور راستہ نہیں ملے گا سوائے ان راستوں کے جو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔

﴿ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ تم جب اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ طریقہ پر علم و عمل دونوں اعتبار سے کار بند ہو جاؤ گے تو تمہارا شمار اللہ تعالیٰ کے متقی اور کامیاب بندوں میں ہوگا۔

یہاں لفظ ”صِرَاط“ کو واحد استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کی اضافت اپنی جانب

کی ہے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ یہ اس لیے کہ یہی وہ واحد راستہ ہے جو اس کی طرف پہنچانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس راستے پر چلنے والوں کا معاون و مددگار ہے۔

### ③ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا:

الہی اسباب میں سے تیسرا سبب اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق: ۲)

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھکارے کی کوئی شکل نکال دیتا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

”اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے، میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَنَجِّنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (حَمَّ السَّحْدَةِ: ۱۸)

”اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کو ہم نے بچالیا۔“

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ انسان کے مصائب و مشکلات کو دور اور امراض و آلام اور پریشانیوں کو ختم کرنے میں بڑا ہی موثر ہے۔ چنانچہ جب بندہ رب کائنات کا تقویٰ اختیار کرتا اور اس سے لو لگا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے سے بلا و مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔

## ④ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا:

جن و انس میں سے شیطانوں کی شیطانی چالوں سے محفوظ رہنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین و بھروسہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی ذات پر کوئی توکل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (الطلاق: ۳)

”اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔“

سورہ مومن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

﴿وَأَقْرَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ (مومن: ۴۴)

”اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

»﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ الْقِي فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا لَهُ ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا﴾<sup>①</sup>

”﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (یہ جملہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پڑھا تھا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے آپ کو خبر دی کہ (غزوہ احد کے بعد) کفار آپ سے مقابلہ کے لیے اکٹھے ہو چکے ہیں، ان سے ڈریے، اس خبر سے آپ ﷺ

اور مسلمانوں کے ایمان میں اضافہ ہو گیا۔“

### ⑤ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا:

مصائب و آلام سے خلاصی پانے کا پانچواں طریقہ یہ ہے کہ اخلاص و سچائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے، اس سے توبہ کی جائے اور آئندہ گناہ و معصیت کے کاموں سے رک جائے، اگر کسی کا کوئی حق دیا ہے تو اسے واپس کیا جائے اور اگر کسی پر کوئی ظلم کیا ہے تو اس سے معافی مانگی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾

(الشوری: ۳۰)

”اور جو بھی مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کا بدلہ ہے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔“

اس لیے کہ بہت سی آفات اور مصیبتیں معصیت و گناہ ہی کے کاموں اور ظلم و جور کے سبب انسان کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ چنانچہ گناہوں سے توبہ کرنا، معصیت کے کاموں سے رک جانا اور مظلوم کے شکوہ ظلم کو ختم کرنا بلا اور مصیبت کو ختم کرنے کا ایک سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ۴)

”اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق: ۲)



”اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے چھکارے کی شکل نکال دے گا۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَتَوَبُّوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اِنَّهُ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (النور: ۳۱)

”اور اے مومنو! تم سب اللہ کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

### ⑥ اللہ کی حفاظت و رعایت:

چھٹا الٰہی سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و رعایت کی جائے۔ یہ نبی آخر الزمان ﷺ کی وصیت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت و رعایت کرے گا اللہ تعالیٰ ہر بلا و مصیبت اور ناپسندیدہ اشیاء سے اسے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اوامر و نواہی کی رعایت کی جائے یعنی جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسے انسان بجا لائے اور جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے اجتناب کرے۔

پس اللہ ذوالجلال نے اپنی مخلوقات کو پیدا فرمایا اور وہ ان کی نگہداشت فرما رہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ قَالَ لَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ﴾ (یوسف: ۶۴)

”پس اللہ ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

اس کی مزید وضاحت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

« كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ إِنِّي أَعْلِمُكَ كَلِمَاتٍ أَحْفَظُ اللَّهُ يَحْفَظُكَ ، أَحْفَظِ اللَّهُ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَسَأَلَ اللَّهُ ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنَ بِاللَّهِ ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ ، قَدْ كَتَبَهُ

اللَّهُ لَكَ وَ لَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ  
فَدَكَّتْهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ ۝<sup>①</sup>

”میں نبی ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں، (وہ کلمات یہ ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کی رعایت و نگہداشت کرو تو تم اسے اپنے پاس پاؤ گے۔ جب کوئی چیز طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو اور جب بد طلب کرو، تو اللہ سے طلب کرو اور جان لو کہ اگر پوری امت جمع ہو کر تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تو بھی نہیں پہنچا سکتی سوائے اس فائدہ کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر پوری امت کے لوگ جمع ہو کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی نہیں پہنچا سکتے سوائے اس نقصان کے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے، (کیونکہ) قلمیں بند کر دی گئی ہیں اور صحیفے (یعنی کاغذ) خشک ہو چکے ہیں (یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھا جانا تھا لکھا جا چکا ہے)۔“

### ⑦ نیک عمل کرنا اور اسے اللہ کی طرف وسیلہ بنانا:

انسان کا نیک اعمال کرنا اور انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بنانا بھی مصائب و آلام سے بچاؤ کا ایک طریقہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)

① صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۷۹۵۷ - مسند احمد: ۲۹۳/۱ - ترمذی، کتاب

صفة القيامة، باب حديث حنظلة ..... الخ: ۲۵۱۶۔

مطالبہ نہیں کر رہا ہے۔“

### ⑩ صدقات و خیرات اور نیک کام کرنا اور لوگوں کے کام آنا:

شر سے بچاؤ کے الٰہی اسباب میں سے سوال اہم سبب یہ ہے کہ انسان صدقات و خیرات کا اہتمام کرے، نیکی کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے اور لوگوں کی ضرورت و حاجت میں ان کے کام آئے۔ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ صَدَقَةَ الْبَصِيرِ لَتُطْفِئَ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ»<sup>①</sup>

”یقیناً پوشیدہ اور خفیہ طور پر کیا جانے والا صدقہ رب العالمین کے غیظ و غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرتا اور بری موت سے بچاتا ہے۔“

دوسری روایت میں ہے:

«بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا»<sup>②</sup>

”صدقہ کرنے میں جلدی کرو اس لیے کہ آفات و مصائب اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے (یعنی صاحب صدقہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے)۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا وَتَسُدُّ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ السُّوءِ»<sup>③</sup>

① ترمذی، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی فضل الصدقة : ۶۶۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی : ۳۷۵۹۔ مجمع الزوائد : ۱۱۵/۳۔ اس کا پہلا حصہ صحیح ہے، الصحیحة : ۱۹۰۸۔

② مجمع الزوائد : ۱۱۰/۳۔ طبرانی اوسط : ۵۶۴۳۔ یہ حدیث صحت ضعیف ہے، اس میں عیسیٰ بن عبداللہ علوی راوی متروک ہے، ہدایۃ الرواة : ۱۸۲۸۔

③ طبرانی کبیر : ۳۲۷/۴۔ مجمع الزوائد : ۱۰۹/۳۔ علامہ ہیثمی نے کہا کہ اس میں حماد بن شعیب راوی ضعیف ہے۔

”صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لیے کہ آفات و مصائب اسے پھلانگ نہیں سکتیں اور یہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کرتا ہے۔“

پس ان وسائل و ذرائع میں سے جن سے برائیوں اور بلاؤں سے بچا جاتا ہے فقرا و مساکین کو صدقہ دینا بھی ہے کیونکہ صدقہ بہت سی برائیوں اور بلاؤں کو روکتا اور ان میں تخفیف کرتا ہے اور یہ ایک مجرب اور آزمودہ امر ہے لیکن ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ خیرات و صدقات خالص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی رضا جوئی کے لیے کرے اور نیک طبیعت اور خوش دلی سے کرے، اس لیے کہ صدقات و خیرات کا امراض کے علاج میں بڑا اہم کردار ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«ذَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ»<sup>①</sup>

”صدقہ کے ذریعے اپنے مریضوں کا علاج کرو۔“

اور بھلائی و رفاہی کام کرنا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا بھی آفات و بلیات کے دور کرنے میں بڑا اثر و دخل ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہمارے نبی محمد ﷺ کی وصیت بھی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

«مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ»<sup>②</sup>

”تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ نفع پہنچائے۔“

اور ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ سُرُورٌ تُدْخِلُهُ»

① صحیح الجامع الصغیر: ۳۳۵۸۔

② مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین النملۃ: ۲۱۹۹۔ صحیح الجامع الصغیر: ۶۰۱۹۔

عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا أَوْ تَنْقُذُ عَنْهُ  
جُوعًا وَلَا أَمْسِيًّا مَعَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فِي حَاجَةٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ  
أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ شَهْرًا وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ  
كَطَمَ غَيْظًا وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمِضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللَّهُ قَلْبَهُ رِضًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى يُبْتِغَاهَا لَهُ ثَبَتَ اللَّهُ قَدَمَهُ  
يَوْمَ تَزُولُ الْأَقْدَامُ وَإِنَّ سُوءَ الْخُلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلْلُ  
الْعَسَلُ ①

”لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ان میں سب  
سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو اور سب سے زیادہ پسندیدہ و محبوب عمل وہ خوشی ہے  
جو کسی مسلمان بھائی کو پہنچائی جائے یا کوئی مصیبت و پریشانی اس سے ختم کر دی  
جائے یا اس کا قرض ادا کر دیا جائے یا اس کی بھوک کو ختم کر دیا جائے اور کسی  
مسلمان بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت کی خاطر چلنا میرے نزدیک مسجد میں  
ایک ماہ اعتکاف کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص اپنے غیظ و غضب پر قابو پالے،  
اللہ اس کی عزت و آبرو کی پردہ پوشی فرمائے گا، جو شخص اپنے غیظ و غضب کو نافذ  
کرنے کی طاقت کے باوجود ضبط کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قیامت کے دن  
خوشی سے بھر دے گا اور جو شخص اپنے کسی مسلم بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت کی  
خاطر جائے یہاں تک کہ وہ اسے پورا کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت  
قدم رکھے گا جس دن کہ لوگوں کے قدم متزلزل ہوں گے اور بلاشبہ بد اخلاقی عمل  
کو ایسے ہی ضائع و برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الحج: ۷۷)

”اور نیک کام کرو تا کہ فلاح پاؤ۔“

### ⑪ گھر کو تصاویر سے پاک رکھنا:

شیطانوں کو خود سے دور بھگانے کا گیارہواں طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں کو جاندار چیزوں کی تصویروں سے پاک رکھیں، کیونکہ جس گھر میں تصویر اور مجسمے ہوتے ہیں فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے اور جب فرشتے گھر سے نکل جائیں تو شیاطین کا اس میں بیرا ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلٌ أَوْ تَصَاوِيرٌ﴾<sup>①</sup>

”جس گھر میں تصویر اور مجسمے ہوتے ہیں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

### ⑫ بعض قرآنی سورتوں اور مسنون اذکار کا اہتمام کرنا:

آخری الٰہی سبب یہ ہے کہ انسان قرآن کی بعض سورتوں اور مسنون اذکار پر محافظت کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، تلاوت قرآن، مسنون وظائف پر ہمیشگی کرنا آفات و مصائب کے دور کرنے کا بڑا موثر ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے، ارشاد ہے:

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

(الصافات: ۱۴۳، ۱۴۴)

”اور اگر وہ (اللہ کی) پاکی بیان نہ کرتے تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ

کیے جائیں گے، اسی کے پیٹ میں رہتے۔“

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ذکر و اذکار کے تقریباً سو فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ شیاطین کا خاتمہ و قلع قمع کر دیتا ہے اور ان کی قوت کو ختم کر دیتا ہے۔“<sup>①</sup>

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾

(الزحرف: ۳۶)

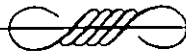
”اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔“

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ (طہ: ۱۲۴)

”اور جو شخص میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔“

کسی شخص کا اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار سے اعراض کرنا، اس سے اس کا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ذکر یعنی قرآن مجید سے اعراض کرنا لازم آتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور نبی کریم کی سنت میں ہمارے لیے ایسے اذکار و اوراد کو مشروع فرمایا ہے جو ہم سے جن و انس کی اذیت اور مصیبت کو پھیر دیتے ہیں بلکہ دنیا کی تمام اذیتوں کو دور کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت و اذن سے بعض مفید و نفع بخش اذکار آگے ذکر کیے جا رہے ہیں۔



## جنوں سے محفوظ رکھنے والی آیات اور دعاؤں کا بیان

### ① سورہ بقرہ کی تلاوت :

جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جائے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتے ہیں۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ  
سُورَةُ الْبَقَرَةِ » ①

”تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بے شک جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت  
ہوتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔“

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ  
سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

« اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ ، اقْرَءُوا  
الزَّهْرَ أَوْ يَنْ: الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ ، فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَاتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍ

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة فی بیتہ .....  
الخ: ۷۸۰۔



تَحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخَذَهَا بَرَكَةٌ  
وَتَرَكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيعُهَا الْبَاطِلُ»<sup>①</sup>

”قرآن کی تلاوت کرو اس لیے کہ وہ روز قیامت اپنے پڑھنے والے کے لیے  
شفاعت کرے گا اور دو چمکتی ہوئی سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور آل عمران کو پڑھو  
اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں روز قیامت اپنے پڑھنے والے کے پاس دو بادل یا  
دو سائبان یا اڑتے پرندوں کی دو ٹکڑیوں کی مانند آئیں گی اور اپنے پڑھنے  
والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی اور سورہ بقرہ پڑھو اس لیے کہ اس کا پڑھنا  
باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے، جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

## ② سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا، میرے پاس ایک  
شخص آیا اور غلہ میں سے لپیں بھرنے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: ”میں  
تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔“ اس نے کہا: ”میں محتاج ہوں،  
اہل و عیال والا ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں  
نے اس کو چھوڑ دیا، لیکن جب میں صبح دربار رسالت میں آیا تو نبی ﷺ نے  
فرمایا: ”اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟“ میں نے کہا:  
”یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو میں نے اس  
پر ترس کھاتے ہوئے چھوڑ دیا۔“ آپ نے فرمایا: ”خبردار! بے شک اس نے تجھ  
سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔“ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا، میں

اس کے انتظار میں رہا، وہ آگیا اور غلہ سے لپیں بھرنے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: ”اب تو میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔“ اس نے کہا: ”مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں اور میزے ذمے کنبے کا نفع ہے، میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔“ تو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب میں صبح کو آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے ابو ہریرہ! تیرے قیدی نے کیا کیا؟“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو میں نے اس پر مہربانی کی اور اسے چھوڑ دیا۔“ آپ نے فرمایا: ”خبردار! اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔“ تو میں اس کے انتظار میں رہا، وہ آیا اور غلہ سے لپیں بھرنے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: ”یہ تیسری مرتبہ تو آیا ہے، اب تو میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا، تو کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے۔“ اس نے کہا: ”تم مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں چند کلمات سکھاؤں گا، ان کے سبب اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ دے گا۔“ میں نے کہا: ”وہ کیا ہیں۔“ تو اس نے کہا: ”جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ.....﴾ آخر تک، تو صبح تک تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر کر دیا جائے گا اور تیرے پاس کوئی بھی شیطان نہیں آئے گا۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے قیدی نے کیا کیا؟“ میں نے کہا: ”اس نے کہا کہ میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔“ آپ نے فرمایا:

« اَمَّا اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُحَاطِبُ مُدَّ ثَلَاثِ لَيَالٍ يٰ

أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ»<sup>①</sup>

”خبردار! بے شک اس نے تجھ سے اس بارے سچ کہا حالانکہ وہ (اور باتوں میں) جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! کیا تو جانتا ہے کہ تین راتوں سے تو کس سے مخاطب رہا؟“ انھوں نے کہا: ”نہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شیطان تھا۔“

### ③ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کے فوائد:

سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت انسان کو ہر قسم کی اذیت اور شیطانی شر سے محفوظ رکھتی ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْآيَاتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ شَرَّ مَا يُوْذِيهِ»<sup>②</sup>

”سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو شخص کسی رات میں پڑھ لے تو یہ دونوں اسے اذیت دینے والے کے شر و فساد سے محفوظ رکھتی ہیں۔“

ساحہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَالْمُعْنَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ كَفَّتَاهُ مِنْ كُلِّ سُوءٍ“<sup>③</sup>

”اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں آیتیں ہر بری چیز سے (وہ موزی ہو یا کوئی اور) محفوظ رکھتی ہیں (واللہ اعلم)۔“

① بخاری، کتاب الوکالۃ، باب إذا وکل رجلاً فترك الوکیل شیئاً..... الخ: ۲۳۱۱۔

② صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب من لم یر بأساً ان یقول..... الخ:

۵۰۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل الفاتحة وخواتیم سورۃ البقرۃ

: ۸۰۷۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۶۴۶۵۔

③ رسالۃ فی حکم السحر والکھانۃ لابن باز۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الصَّحِيحُ كَفَّتَاهُ مِنْ شَرِّ مَا يُؤْذِيهِ“<sup>①</sup>

”صحیح مفہوم یہ ہے کہ یہ دونوں آیتیں موزی چیز کے شر سے محفوظ رکھتی ہیں۔“

#### ④ معوذتین اور سورۃ اخلاص کا فائدہ:

سورۃ اخلاص اور معوذتین کا پڑھنا انسان کو جناتی و شیطانی شرارتوں سے بچاتا اور ہر موزی جانور کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن حبیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں، وہ بڑی تاریک رات تھی اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی، (جب آپ ﷺ ملے) تو آپ نے فرمایا: ”کہہ“ میں نے کچھ نہ کہا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کہہ“ تو میں نے پوچھا: ”کیا کہوں؟“ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعُودَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ »<sup>②</sup>

”صبح شام سورۃ اخلاص اور معوذتین (سورۃ فلق اور سورۃ ناس) پڑھو، یہ تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہوں گی۔“

ساحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ان تین سورتوں کو تین تین بار نماز فجر کے بعد دن کے ابتدائی حصے میں اور

① الوابل الصیب لابن قیم: ص ۴۵

② ترمذی، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند النوم: ۳۵۷۵۔ ابوداؤد، کتاب الأدب، باب ما یقال إذا أصبح: ۵۰۸۲۔ صحیح الجامع/الصغیر: ۴۴۰۶

نماز مغرب کے بعد رات کے پہلے حصہ میں پڑھنا چاہیے۔“<sup>①</sup>

### ⑤ صبح شام کا خصوصی وظیفہ:

کسی بھی حادثہ اور نقصان دہ چیز کے نقصان سے محفوظ رہنے کے لیے درج ذیل دعا تین تین دفعہ صبح شام پڑھنی چاہیے:

« بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ »

”اس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ زمین کی ہو یا آسمانوں کی اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

یہ دعا ترمذی وابن ماجہ وغیرہما میں موجود ہے اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص یہ (مذکورہ بالا) دعا ہر روز صبح شام تین تین دفعہ پڑھے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“<sup>②</sup>

### ⑥ ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ کہنا:

شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ابوداؤد میں مشہور تابعی ابو الملیح سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک صحابی رسول ﷺ نے

① رسالة فی حکم السحر والكهانة لابن باز: ص ۳۵۔

② ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء إذا أصبح و إذا أمسى: ۳۳۸۸۔

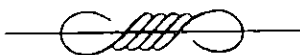
ابن ماجہ: ۳۸۶۰۔ ابوداؤد: ۵۰۸۸۔ صحیح الجامع الصغیر: ۵۷۴۵۔

ان کو بتایا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر تھا کہ آپ کی سواری ٹھوکر کھا گئی، میں نے کہا: ”شیطان کا برا ہو۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَقُلْ تَعَسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَعَظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَ يَقُولُ بِقُوَّتِي صَرَعْتُهُ وَلَكِنْ قُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ »<sup>①</sup>

”ایسا نہ کہو کہ شیطان کا برا ہو، اس لیے کہ جب تم ایسا کہتے ہو تو وہ پھولا نہیں سماتا یہاں تک کہ وہ گھر کی مانند پھول جاتا ہے اور کہتا ہے: ”میری قوت نے اسے گرا دیا“ (لہذا تم اس موقع پر) بسم اللہ کہا کرو، اس لیے کہ جب تم بسم اللہ کہتے ہو تو وہ ذلیل و خوار ہوتا ہے یہاں تک کہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔“

اس لیے ایک مسلمان کے لیے مناسب و لائق یہی ہے کہ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرے، جب دروازہ کھولے تو کہے بسم اللہ، کوڑا کرکٹ پھینکے تو بھی کہے بسم اللہ، اسی طرح ہر کام کے شروع میں یہ پاک کلمات کہے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔



## جنات و شیاطین سے بچنے کے خاص طریقے

① شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا:

جنات و شیاطین سے بچنے کا ایک طریقہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا ہے یعنی ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا يَنْزِعَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾  
(حَم السجدة: ۳۶)

”اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔“

دوسرا فرمان الہی ہے:

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ﴾ (النحل: ۹۸ - ۱۰۰)

”اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو کہ جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا، اس کا زور انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور اس کے (وسوسے کے) سبب (اللہ کے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہیں۔“

② کسی جگہ قیام کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا:

جب کسی جگہ قیام کرنے کا ارادہ ہو تو کلمات تادمہ کے ذریعے تمام مخلوق کی برائی و شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، یہ جنات و شیاطین سے بچاؤ کا ایک بڑا ہی موثر ذریعہ ہے۔

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جس نے کسی جگہ قیام کرتے وقت یہ دعا پڑھی: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» (میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ان تمام چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں) تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی یہاں تک کہ وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔“<sup>①</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر کہا:

”اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات مجھے ایک بچھو نے ڈنک مار دیا ہے۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کاش! تم نے شام کو ”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ“ پڑھ لیا ہوتا تو تجھے کوئی چیز نقصان نہ پہنچاتی (یعنی یہ بچھو ڈنک نہ مارتا)۔“<sup>②</sup>

ساتھ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغیرہ: ۲۷۰۸۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۶۵۶۷۔

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغیرہ: ۲۷۰۹۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۸۰۵۔ ۱۳۱۸۔



”یہ دعا صحرا و آبادی اور بر و بحر میں قیام کے وقت دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں مانگی جائے مفید ہے۔“<sup>①</sup>

چونکہ جنات و شیاطین جنگل و بیابان، آباد و غیر آباد سب جگہ رہتے ہیں اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہاں بھی جائے اور قیام کرے تو وہ اس دعا کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ بنائے۔

### ③ جِزَع و فِزَع اور خوف کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا:

جب انسان سخت پریشانی اور خوف کے عالم میں ہو تو اسے جنات و شیاطین سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَقُلْ رَبِّ اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۝ وَاَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۹۷، ۹۸)

”اور کہو کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے دوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔“

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انھیں گھبراہٹ اور پریشانی کے وقت یہ کلمات سکھاتے تھے:

﴿اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾<sup>②</sup>

① رسالۃ فی حکم السحر و الکھانۃ لابن باز: ص ۷، ۶۔

② ابو داود، کتاب الطب، باب کیف الرقی: ۳۸۹۳۔ ترمذی کتاب الدعوات، باب

دعاء الفزع فی النوم: ۳۵۲۸۔ مسند احمد: ۴/۵۷، ۶/۶۔

”میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصے اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔“

ایسا اس لیے ہے کہ جب انسان گھبراہٹ اور پریشانی میں ہوتا ہے تو اس کا دل کمزور ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے شیطان اس پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کا دل شیطان کے وسوسے اور شک و شبہ کا گہوارہ بن جاتا ہے، جس کے لیے اس طرح کی دعائیں مشروع کی گئیں تاکہ ایسے حالات میں انسان شیطان اور اس کے حاضر ہونے اور سایہ ڈالنے سے اللہ کی پناہ طلب کر لیا کرے۔

#### ④ انسان کا ایک دن میں سو بار یہ پڑھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”جس نے ایک دن میں سو بار یہ پڑھا:

« لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ »

”اللہ کے علاوہ کوئی (برحق) معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تو یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور اس کے لیے سونئیاں لکھی جاتی ہیں، سو برائیاں معاف کردی جاتی ہیں اور وہ اس شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور کسی کے اعمال اس سے بہتر نہیں ہوتے، سوائے اس شخص کے جس نے اس سے بھی زیادہ بار یہ کلمات کہے ہوں اور جس نے ایک دن میں سو بار

(( سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ )) کہا اس کے گناہ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تو بھی بخش دیے جاتے ہیں۔“<sup>①</sup>

### ⑤ گھر میں داخل ہوتے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

« إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ »<sup>②</sup>

”جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور دخول کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے آپ سے اور دیگر شیاطین سے کہتا ہے: ”تمہارے لیے یہاں نہ تو رات گزارنے کا ٹھکانا ہے اور نہ رات کا کھانا۔“ اور جب آدمی بغیر بسم اللہ پڑھے داخل ہو جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے: ”تم نے رات گزارنے کا ٹھکانا پالیا۔“ اور جب کھاتے وقت بھی بسم اللہ نہیں پڑھتا تو کہتا ہے: ”تمہیں رات گزارنے کا ٹھکانا اور شام کا کھانا دونوں مل گئے۔“

① صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهليل: ۶۴۰۳۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء: ۲۶۹۱۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۶۴۳۷۔

② صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما: ۲۰۱۸۔ ابو داود: ۳۷۶۵۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۵۱۹۔

### ⑥ گھر سے نکلنے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”جس شخص نے گھر سے نکلنے وقت یہ دعا پڑھی:

« بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ »<sup>①</sup>

”اللہ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے نہ کچھ کرنے کی۔“

تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تمہاری ہر معاملے میں کفایت اور راہ نمائی کی گئی اور شیطان تم سے دور ہو گیا۔“

### ⑦ بیوی سے ہم بستری کے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے:

« بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ حَبِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا »

”اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور جو (اولاد) تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچا۔“<sup>②</sup>

تو اگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لیے اس وقت کوئی اولاد مقدر فرمادی تو شیطان اس کو کبھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔“

① ابو داود، کتاب الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته: ۵۰۹۵۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما يقول إذا خرج من بيته: ۳۴۲۶

② صحيح البخاری، کتاب النکاح، باب ما يقول الرجل إذا أتى أهله: ۵۱۶۵۔ صحيح مسلم، کتاب النکاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع: ۱۴۳۴۔

⑧ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت شیطان سے بچاؤ کا طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

« بِسْمِ اللَّهِ ” اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ »<sup>①</sup>

”(اللہ کے نام کے ساتھ) اے اللہ! میں خبیثوں اور خبیثیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ جنات زیادہ تر خالی اور گھاس پھوس کی جگہوں میں رہتے ہیں، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ جب بیت الخلا کے لیے جائے تو اس دعا کو لازمی طور پر پڑھ لیا کرے۔

⑨ سوراخوں اور بلوں میں پیشاب نہ کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« لَا یَبُولَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ جُحْرٍ »<sup>②</sup>

”تم میں سے کوئی شخص ہرگز کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔“

لوگوں نے قنادہ سے پوچھا: ”سوراخ اور بلوں میں پیشاب کرنے سے کیوں روکا

① صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء: ۱۴۲۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب ما یقول إذا أراد دخول الخلاء: ۳۷۵۔ صحیح الجامع الصغیر: ۴۷۱۲۔ شروع میں ”بسم اللہ“ کا اضافہ سعید بن منصور نے بیان کیا ہے دیکھئے۔ فتح الباری: ۳۰۱/۱۔

② ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب النهی عن البول فی الجحر: ۲۹۔ نسائی: ۳۴۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ابوداؤد: ۲۹۔ ضعیف نسائی: ۳۴۔

”کیا ہے۔“ تو انھوں نے فرمایا: ”کہا جاتا ہے کہ وہ جنوں کی قیام گاہیں ہیں۔“

⑩ غصے کے وقت شیطان کو بھگانے کا طریقہ:

عدی بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ ہم سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کے پاس گالی گلوچ کیا اور ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو گالی دے رہا تھا اور غصے سے اس کا چہرہ سرخ تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے اگر یہ شخص کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ کاش یہ ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)) کہہ لے۔“ تو ایک آدمی نے اس سے کہا: ”کیا تو نبی ﷺ کی بات نہیں سن رہا ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”میں مجنون نہیں ہوں۔“<sup>①</sup>



① صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب: ۶۱۱۵۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب: ۲۶۱۰۔

## باب دوم

## جنات کا انسان کو چمٹنا

مس کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

جنات کا انسان کو چھونا یا چمٹنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، ان کے چھونے کو عربی زبان میں ”مس“ کہتے ہیں۔

لسان العرب میں ہے کہ بعد میں ”مس“ کا لفظ جنون کے لیے بطور استعارہ بولا جانے لگا گویا کہ جن نے ایسے شخص کو چھولیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مس جنون سے ہے۔ مس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ جن کا انسان کو اس کے جسم سے الگ رہ کر یا اس کے اندر داخل ہو کر یا دونوں طرح سے اسے اذیت دینا، تکلیف پہنچانا اور مرگی ”مس“ ہی کی ایک قسم ہے۔

جنات کے چمٹنے کی مختلف شکلیں:

انسان کو جنات کے چمٹنے کی مختلف چار شکلیں ہیں:-

① جن کا انسان کو کلی طور پر چمٹنا اور اس کی شکل یہ ہے کہ جن انسان کے سارے بدن پر قابض ہو جائے۔ اس سے انسان کے اعضا و اعصاب سکڑنے و اینٹھنے لگتے ہیں۔

② جن کا انسان کو جزوی طور پر چمٹنا یعنی انسان کے کسی ایک عضو جیسے بازو یا پاؤں یا زبان پر اثر انداز ہونا۔

③ تیسری شکل یہ ہے کہ جن انسان سے دائمی چمٹا رہتا ہے یعنی ایک لمبی مدت تک اسے اذیت و تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔

④ چوتھی شکل یہ ہے کہ جن انسان سے وقفہ وقفہ سے چمٹتا ہے، اسے اذیت سے دوچار کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔ اس کو عربی میں ”مس طائف“ کہتے ہیں۔

### مرض کی غلط تشخیص:

جنات کے چمٹنے کی حقیقت جاننے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہر مرض کی غالباً کچھ نہ کچھ علامات ہوتی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ہم نے غالباً کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ بعض علامات ایک سے زیادہ امراض کے لیے مشترک ہوتی ہیں، اس لیے معالج کو چاہیے کہ وہ موجودہ مرض کی تحقیق و تشخیص کر لے اور یہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق و اعانت ہی سے ہوگا۔ مزید برآں تجربہ و صلاحیت اور امانت و دیانت کا بھی بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ کیونکہ جنات کا چمٹنا بھی انسان کو لگنے والے امراض میں سے ایک مرض ہے، اس لیے اس کی علامات بھی دوسرے امراض کے ساتھ مشترک ہو سکتی ہیں اور ان کی صحیح پہچان ایک متقی و پرہیزگار شخص ہی کر سکتا ہے اور وہ اس کے بارے میں جو کہتا ہے وہ اکثر صحیح ہوتا ہے۔ بعض نادان و جاہل مرض کی صحیح پہچان سے قاصر ہوتے ہیں اور صحیح فیصلہ کرنا ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مرض کے متعلق ان میں سے ایک کہتا ہے کہ جن چمٹا ہوا ہے، دوسرا کہتا ہے کہ اس پر جادو کا اثر ہے، تیسرا کہتا ہے کہ یہ نظر بد کا شکار ہے اور چوتھا کچھ اور کہتا ہے۔

مختصر یہ کہ معالجین کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں جگہ دیں اور اس کے اس فرمان کو ہمیشہ یاد رکھیں:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ



كَانَ عَنْهُ مَسْفُورًا ﴿٣٦﴾ (الاسراء: ۳۶)

”اور (اے بندے!) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ (اور یاد رکھ)

کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور باز پرس ہوگی۔“

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ بغیر فکر و فہم اور علم کے ان جیسے امور میں حکم لگانے کے بہت برے نتائج ہوا کرتے ہیں اور بعض لوگوں پر اس کے برے اثرات مرتب بھی ہو چکے ہیں۔ ہم آپ کے سامنے اپنا ایک ذاتی مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک نوجوان لڑکی پر دم کرنا شروع کیا تو وہ لڑکی زمین پر گر گئی اور چیخنے چلانے لگی۔ عامل نے اپنی قراءت جاری رکھی، دوران قراءت لڑکی نے پوچھا: ”کیا مجھے جن چٹا ہے؟“ عامل نے کہا: ”تجھے کچھ نہیں، تو صحیح و سلامت ہے۔“ اتنا سننا تھا کہ لڑکی مطمئن نظر آنے لگی اور اس کا خوف جاتا رہا اور وہ آرام محسوس کرنے لگی۔ بعد ازاں عامل نے اس کے بھائیوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ایک اور عامل صاحب آئے تھے، انھوں نے کہا تھا کہ لڑکی کو جنات کی شکایت ہے۔

تو اصل میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو اس وقت سے یہ لڑکی نفسیاتی مریضہ ہو گئی اور جوں ہی کوئی اس پر پڑھنا شروع کرتا تھا تو وہ زمین پر گر جایا کرتی اور جب اس کا نفسیاتی مرض زائل ہو گیا تو پہلے کی طرح صحت مند اور تندرست ہو گئی۔ اس لیے ہم تمام عامل حضرات کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ بغیر سوچے سمجھے اٹکل بچو سے کوئی حکم نہ لگایا کریں۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس طرح کا خلط ملط اور اشتباہ جو بعض عامل حضرات کے یہاں پایا جاتا ہے یہ بعض ڈاکٹروں اور طبیبوں کے یہاں بھی پایا جاتا ہے، خصوصاً ان ڈاکٹروں کے یہاں جو جن کا انسان کو چٹنے اور جن کی وجہ سے انسان کو دورہ پڑھنے کے قائل و معتقد نہیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کبھی مریض کو صرف جنات کی شکایت ہوتی ہے، اور کوئی مرض نہیں ہوتا، لیکن ڈاکٹر اس کی اس حالت کو نفسیاتی مرض سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہماری ملاقات ایک نفسیات کے ڈاکٹر سے ہوئی تو وہ بتانے لگا کہ بعض مریضوں کی حالت پر اسے تشویش اور تعجب ہے کہ انھیں ہمارے یہاں کوئی فائدہ نہیں ہوتا جبکہ ایک عرصہ کے بعد وہ ہمیں صحتمند اور توانا نظر آتے ہیں، پوچھنے پر بتاتے ہیں کہ عاملوں کے پاس گئے تھے، انھوں نے دم کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں شفا دے دی۔

بہر کیف مریض کی حالت کو سمجھنے کے لیے بہت زیادہ تحقیق اور جانچ پڑتال کی ضرورت ہے اور اس کی تشخیص اور اصل صورت حال سے مکمل آشنائی درکار ہے۔



## مرض کی تشخیص میں بلا علم حکم لگانے کے اسباب

بہت سارے اسباب ہیں جو بغیر تحقیق و ثبوت کے مرض کی تشخیص میں حکم لگانے پر ابھارتے ہیں۔ جن میں سے اہم اسباب یہ ہیں:-

### ① اللہ کا تقویٰ نہ ہونا:

اللہ کا تقویٰ اور پرہیزگاری کا نہ ہونا جو تمام امور میں خرابی کی بنیادی وجہ ہے۔

### ② لوگوں سے شرمندگی محسوس کرنا:

کبھی کبھی مریض کی حالت واضح نہیں ہوتی ہے لیکن مریض اور اس کے عزیز و اقارب ڈاکٹر سے مریض کی حالت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں جبکہ اسے مریض کی حالت کا علم نہیں ہوتا اور اسے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ مجھے مرض کی اصل صورت حال کا علم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں وہ جو کچھ بھی جواب میں کہہ دیتا ہے یہ بھی تقویٰ و پرہیزگاری نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

### ③ مریض کے رشتہ داروں کا اصرار:

لوگوں کا عامل اور دم کرنے والے کو پریشان کرنا اور مریض کی حالت جاننے پر اصرار کرنا بھی عامل و ڈاکٹر کو بلا علم بات کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ ایسی صورت میں عامل یعنی دم

کرنے والا کوئی ایسا جواب دے دیتا ہے جو انھیں مطمئن اور راضی کر دے جبکہ یہ دم کرنے والے اور ڈاکٹر کے لیے جائز نہیں ہے۔ اس لیے مریض یا اس کے رشتہ داروں کو مریض کی حالت جاننے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، خصوصاً جب ڈاکٹر اور دم کرنے والا مریض کی حالت سے واقف نہ ہو۔

#### ④ ایک بیماری کی علامات کا دوسری سے مشتبہ ہونا:

بعض اطباء اور دم کرنے والوں پر مریض کی حالت اور اس کی علامات کا کسی دوسری بیماری کی علامات سے مشتبہ ہو جانا بھی بعض اوقات غلط تشخیص کا سبب بن جاتا ہے۔ دم کرنے والوں کی مثال یہ ہے کہ کوئی ایک کسی ایسے مریض پر دم کرتا ہے جسے جن چٹنا ہوا ہے، لیکن دم کرنے والے پر اس کا معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اسے نظر لگی ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔

اور بعض اوقات دم کرنے والا کسی ایسے مریض کے بازو میں جسے نظر لگی ہوتی ہے، کہتا ہے کہ تجھے جن چٹنا ہوا ہے، حالانکہ اس بے چارے کو تو کسی کی نظر لگی ہوتی ہے۔ نظر کا معاملہ بھی بڑا خطرناک ہے، اس کا بیان آگے آئے گا۔ (ان شاء اللہ!)

اور بعض اوقات جن کا چٹنا، جادو اور نظر بد کی علامات بعض حالات میں نفسیاتی و اعصابی امراض کی علامات کے مترادف اور ان کے ساتھ مشترک ہوتی ہیں۔ جیسا کہ آسیب زدہ شخص کی علامات میں سے ایک علامت آزرگی و بے چینی ہے، تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر آزرہ اور بے چینی شخص آسیب زدہ ہے جبکہ نفسیاتی امراض میں بھی انسان اکثر و بیشتر آزرہ اور بے چینی ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنا بھی باعث قلق و بے چینی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

أَعْمَى﴾ (طہ: ۱۲۴)

”اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

اسی طرح سر میں درد کبھی جن کے لگنے کے سبب سے ہوتا ہے اور کبھی عضوی اسباب میں سے کسی دوسری وجہ سے درد ہوتا ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”درد سر کے بہت سارے اسباب ہیں۔ درد سر کبھی معدہ یا اس کی نالیوں میں ورم کے سبب سے یا اس میں فاسد ہوا جمع ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے اور کبھی کبھی سخت حرکت و مشقت جیسے ہم بستری، تے، شب بیداری اور کثرت کلام کے سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح سر درد کبھی بعض نفسیاتی عوارض جیسے حزن و ملال، غم و اندوہ، بھوک اور بخار کی وجہ سے ہوتا ہے تو کبھی کسی حادثہ میں سر پر چوٹ آنے، دماغ کی نالیوں میں ورم آ جانے، سر پر بھاری بوجھ اٹھانے سے یا سر پر کوئی چیز پہن کر اسے اعتدال سے زیادہ گرم کرنے یا ہوا اور ٹھنڈے پانی میں اس کے ٹھنڈے ہو جانے کی وجہ سے درد ہونے لگتا ہے۔“<sup>①</sup>

تو کیا ہم ہر قسم کے درد سر کو جنات کا اثر کہیں گے؟ یہی مسئلہ درد شقیقہ یعنی آدھے سر کے درد کا ہے۔ درد شقیقہ یہ ہے کہ سر کی ایک جانب شدید درد ہوتا ہے اور کبھی سر کے اگلے حصے میں بھی ہوتا ہے۔

ڈاکٹروں نے ذکر کیا ہے کہ یہ پرانے امراض میں سے ایک ہے جو گیس پیدا ہونے اور فاسد گرم یا سرد آمیزش کے بلند ہو کر دماغ تک پہنچنے کے سبب ہوتا ہے، اس لیے جب وہ اوپر دماغ تک پہنچتا ہے اور اسے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا تو درد سر کا سبب بنتا ہے اور سر کی جس جانب پہنچ جاتا ہے اسی جانب درد ہوتا ہے اور آدھے سر کا درد زیادہ تر دماغ کی رگوں میں ہوتا ہے اور خاص طور پر سر کے کمزور حصے میں ہوتا ہے۔ اس کا علاج سر پر مضبوط پٹی

باندھ کر کیا جاتا ہے۔<sup>①</sup>

### ⑤ جنات کے چمٹنے پر یقین نہ رکھنا:

غلط تشخیص کا ایک سبب یہ ہے کہ بعض طبیب و ڈاکٹر خصوصاً نفیات کے ماہرین جنات کے چمٹنے پر یقین نہیں رکھتے، اس وجہ سے وہ جن کے چمٹنے کے مرض کے نہج پر سوچنا گوارا ہی نہیں کرتے۔

### ⑥ تجربہ و معرفت کی کمی:

کسی بھی کام میں تجربہ اور معرفت کا نہ ہونا اس میں ناکامی کا بنیادی سبب ہے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں:

”ماہر طبیب وہ ہے جو دوران علاج دس باتوں کا خیال رکھتا ہے۔“

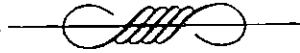
ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:-

- ① بیماری کی نوعیت کے بارے میں غور و فکر کرنا کہ اس کا تعلق کس قسم کے امراض سے ہے۔
- ② اس مرض کے اسباب و علل کے بارے میں غور و فکر کرنا جن کے سبب یہ مرض ہوا ہے۔
- ③ مریض کی عادت کا سمجھنا۔
- ④ طبیب کا مقصد صرف اسی بیماری کو ختم کرنا نہ ہو بلکہ وہ اس کا علاج کرتے ہوئے اس بات کا بھی دھیان رکھے کہ کہیں کوئی اس سے خطرناک بیماری جنم نہ لے۔
- ⑤ وہ اس بات پر بھی غور کرتا ہے کہ اس کا علاج ممکن ہے یا نہیں، اگر ممکن نظر نہیں آتا تو وہ اپنے پیشے اور اس کی حرمت و وقار کو ملحوظ رکھے اور لالچ و طمع میں آکر بے فائدہ علاج معالجہ پر راضی نہ ہو۔

⑥ طبیب نفسیاتی و روحانی امراض کا ماہر ہو اور ان کے علاج سے متعلق ادویات کا علم رکھتا ہو۔

⑦ طبیب کو مریض کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنا چاہیے جیسے بچوں کے ساتھ پیار کیا جاتا ہے۔

⑧ طبیب کو طبی اور الہی یعنی روحانی دونوں طریقوں سے علاج کرنا چاہیے۔<sup>①</sup>



## آسیب زدگی کی علامات

آسیب زدگی کی بہت سی علامات ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں، یہ علامات کبھی تو واقعی آسیب زدگی کا سبب ہوتی ہیں اور کبھی کسی اور مرض کا سبب ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض آسیب زدہ شخص کے کان میں اذان دیتے وقت یا اس پر قرآنی آیات تلاوت کرتے وقت ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض علامات کا اظہار نیند کی حالت میں اور بعض کا بیداری کی حالت میں ہوتا ہے، جو حسب ذیل ہیں:-

### ① اذان اور قراءت کے ذریعے ظاہر ہونے والی علامات:

جب آسیب زدہ شخص کے کان میں اذان دی جاتی ہے یا اس پر پڑھا جاتا ہے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ زمین پر گر جاتا ہے اور یہ لازمی نہیں کہ غشی کا طاری ہونا آسیب زدگی ہی کی علامت ہے کیونکہ تشنج (ایٹھن، عضلات جسمانی کا کھینچنے لگنا) کی وجہ سے بھی غشی طاری ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے غشی طاری ہو جاتی ہے۔

بہر حال جب آسیب زدگی کی وجہ سے مریض پر غشی طاری ہوتی ہے اور وہ زمین پر گرتا ہے تو بعض اوقات وہ چیخ پکار کرتا ہے اور بعض اوقات خاموش رہتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی نظریں آسمان کی طرف گاڑ دیتا ہے، یا دائیں یا بائیں نظر جمالیتا ہے، آسیب زدہ لوگوں پر قراءت کے دوران ان سب واقعات کا تجربہ ہمیں ہو چکا ہے۔



## ② حالت بیداری سے متعلق علامات:

ایک بات کا لحاظ رکھنا یہاں ضروری ہے کہ ہم آسیب زدگی کی جن علامات کو یہاں ذکر کر رہے ہیں وہ اسی کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ یہ علامات نفسیاتی اور اعصابی امراض کے ساتھ مشترک ہیں۔

حالت بیداری میں آسیب زدگی کی واضح علامات یہ ہیں:-

- ① بے خوابی اور رنج و الم۔
- ② خلوت و تنہائی پسندی۔
- ③ بغیر کسی طبی سبب کے دائمی سر درد۔
- ④ سستی و کمالی اور ذہنی انتشار۔
- ⑤ مرگی، دورہ پڑنا اور تشنج یعنی جسم کا اکڑنا۔
- ⑥ صفائی و ستھرائی کا خیال نہ رکھنا۔

کبھی کبھی ان علامات میں یا ان کے علاوہ دیگر علامات میں سے کوئی بھی علامت ظاہر نہیں ہوتی بلکہ وہاں کچھ اور ہی ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ مذکورہ علامات جادو کی بھی ہو سکتی ہیں۔

## ③ حالت نیند سے متعلق علامات:

یہاں بھی اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ مندرجہ ذیل علامات صرف آسیب زدگی کی نہیں ہیں، اس کی چند واضح علامات یہ ہیں:-

- ① کابوس، یہ ایک بیماری ہے جس میں آدمی کو نیند کی حالت میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کو دبائے ہوئے ہے اور وہ حرکت پر قادر نہیں ہوتا اور یہ مرگی کا مقدمہ ہے۔
- ② نیند کی حالت میں بھیا نک اور ڈراؤنے خواب دیکھنا، جیسے دیکھے کہ وہ وحشت ناک

راستے میں ہے یا کالی بلی دیکھے اور خیالی تصویر اور پر چھائیں وغیرہ دیکھے۔

③ نیند کی حالت میں بہت زیادہ ہنسنا، رونا، چیخنا، کراہنا وغیرہ۔

وہ حالات جن میں جنات انسان کو چمٹتے ہیں:

وہ حالات جن میں جنات انسانوں کو چمٹتے ہیں یعنی انھیں چھوتے اور ان میں داخل ہوتے ہیں، ان حالات میں اور مرگی کے اسباب میں فرق ہے، جن کا بیان آگے آئے گا۔  
(ان شاء اللہ!) یہاں ہم وہ حالات یعنی وہ انسانی کمزوریاں بیان کرتے ہیں جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جن انسانوں پر مسلط ہوتے ہیں اور ان میں داخل ہو جاتے ہیں:-

- ① سخت غصہ کی حالت میں۔
- ② بہت زیادہ گھبراہٹ کی حالت میں۔
- ③ بہت زیادہ خوشی کی حالت میں۔
- ④ بہت زیادہ غفلت کی حالت میں۔
- ⑤ شہوت پرستی میں مگن حالت میں۔
- ⑥ انسان کا جنوں کو کسی بھی حالت میں تکلیف پہنچانا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے۔



## مرگی کا بیان

مرگی کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

مرگی کو عربی زبان میں صرع کہتے ہیں جس کا لغوی معنی ہے بچھاڑ دینا، زمین پر گرا دینا اور صاحب التھذیب نے اس لفظ کو انسانوں کے ساتھ خاص کیا ہے، یہ معروف مرض ہے۔ اسی معنی کی مناسبت سے مجنون کو صریح کہا جاتا ہے۔<sup>①</sup>

اصطلاحی طور پر صرع سے مراد وہ مرض ہے جو انسانی اعضا کو جزوی طور پر بے حس و حرکت کر دیتا ہے اور انسانی افعال کے پوری طرح فعال ہونے میں قدرے رکاوٹ بنتا ہے۔<sup>②</sup> حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہو کارک جانا بھی کبھی کبھی اس مرض کا سبب ہوتا ہے اور یہ مرض اعضائے رئیسہ کو ان کے کام سے جزوی طور پر روک دیتا ہے۔“<sup>③</sup>

تو مرگی انسان کی عقل میں ہونے والے اس اختلال و فتور سے عبارت ہے جس کی وجہ سے انسان یہ ادراک نہیں کر پاتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور وہ اپنی کبھی ہوئی بات اور آگے کہنے والی بات میں ربط و تعلق بھی پیدا نہیں کر پاتا ہے۔

① لسان العرب: ۱۹۷۔

② القانون فی الطب لابن سینا: ۷۶/۲۔

③ فتح الباری: ۱۱۴/۱۰۔

اور ایسا شخص دماغی اعصاب میں فتور کے سبب اپنی یادداشت کھو بیٹھتا ہے اور یہی دماغی و عقلی خرابی مرگی زدہ شخص کی حرکات و سکنات میں خرابی کا سبب بنتی ہے، یہاں تک کہ وہ چلنے میں بھی ثابت قدم نہیں رہ پاتا اور اپنے قدموں کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی قدرت بھی کھو بیٹھتا ہے اور چلتے ہوئے ادھر ادھر ڈگمگانے لگتا ہے۔<sup>①</sup>

اور تشخیصی مرگی جس میں انسان اکڑاؤ اور اینٹھن کا شکار ہو جاتا ہے، یہ دماغی افعال و وظائف میں اضطراب کے سبب ہوتی ہے اور عادتاً اس کے احساسات مضطرب اور شعور و ادراک ختم ہو جاتا ہے۔<sup>②</sup>

### مرگی کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:-

- ① جناتی مرگی، جس کا سبب جن بنتے ہیں۔
- ② طبی مرگی، جس کا سبب فاسد آمیزش ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مرگی کی دو صورتیں ہیں: ایک مرگی وہ ہے جو ارواح خبیثہ کی وجہ سے وجود میں آتی ہے اور دوسری وہ جو فاسد آمیزش و اختلاط کے سبب پیدا ہوتی ہے اور وہ یہی دوسری صورت ہے جس کے اسباب و علاج کے بارے میں اطباء بات کرتے ہیں۔“<sup>③</sup>

ہم یہاں پہلی صورت کے بارے میں تفصیلی گفتگو کریں گے اور دوسری صورت کے اسباب اور علاج کی تفصیل آپ کو اس مرض کے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں سے ملے گی۔

① عالم الجن والملائكة: ص ۷۶، ۷۷۔

② طب نبوی لابن قیم: ص ۱۹۰۔

③ الطب النبوی: ۱۹۰، ۱۹۱۔

## مرگی کا کتاب و سنت سے ثبوت:

مرگی کا کتاب و سنت، اجماع اور اہل علم و بصیرت کے اقوال سے ثابت ہے۔ تو یہاں ہم سب سے پہلے قرآن سے پھر احادیث رسول ﷺ سے اور پھر سلف صالحین سے اس کا ثبوت پیش کریں گے۔

### ① کتاب اللہ سے دلائل:

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (البقرہ: ۲۷۵)

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان (جن) نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وہ (سود خور) لوگ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جس طرح مرگی زدہ مرگی کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور شیطان نے چھو کر اسے خبطی بنا دیا ہوتا ہے۔ یہ تشبیہ اس لیے ہے کہ وہ صحیح طور پر کھڑا نہیں ہوتا۔“<sup>①</sup>

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو لوگ جناتی مرگی کے معتقد نہیں ہیں، اسے طبعی مرگی تصور کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شیطان انسان کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اور نہ اس پر اس کا اثر ہو سکتا ہے، ان لوگوں کے افکار فاسد اور غلط ہونے پر یہ آیت دلالت

کرتی ہے۔“<sup>①</sup>

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ (الاعراف: ۲۰۱)

”جو لوگ پرہیزگار ہیں، جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی دوسوہ پیدا ہوتا ہے تو چونک اٹھتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”بعض مفسرین نے آیت میں لفظ ”مس“ کی تفسیر جناتی مرگی وغیرہ سے کی ہے۔ بعد ازاں انھوں نے اس عورت کا قصہ ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اس مرض میں مبتلا تھی۔“<sup>②</sup>

## ② احادیث سے دلائل:

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ بَلَىٰ قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكْشَفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكَ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكْشَفُ فَادْعُ أَنْ لَا أَتَكْشَفُ فَدَعَا لَهَا»<sup>③</sup>

① احکام القرآن للقرطبی: ۳/۳۵۰۔

② ابن کثیر: ۲/۲۷۹۔

③ صحیح بخاری، کتاب العرَض، باب فضل من یصرع من الريح: ۵۶۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فی ما یصیبه من مرض: ۲۵۷۶۔

”کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟“ انھوں نے کہا: ”کیوں نہیں، ضرور دکھائیے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”یہ سیاہ قام عورت نبی ﷺ کے پاس آئی تھی اور کہا: ”مجھے مرگی ہے جس کی وجہ سے میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیجیے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو صبر کرلو اور اس کے بدلے تمہارے لیے جنت ہوگی اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے تمہارے لیے دعا کروں کہ وہ تمہیں عافیت دے دے۔“ عورت نے کہا: ”میں صبر کرلوں گی لیکن میں بے پردہ ہو جاتی ہوں آپ اللہ سے دعا کردیجیے کہ میں بے پردہ نہ ہوا کروں۔“ تو نبی ﷺ نے اس کے لیے یہ دعا فرمادی۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس عورت کے قصہ کی مثل ایک قصہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

«جَاءَتْ امْرَأَةً بِهَا لَمَمٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اُدْعُ اللَّهَ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَا حِسَابَ عَلَيْكَ قَالَتْ بَلْ أَصْبِرُ وَلَا حِسَابَ عَلَيَّ»<sup>①</sup>

”ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی جسے مرگی (یعنی تھوڑی سی دیوانگی) کی شکایت تھی، اس نے کہا: ”آپ اللہ تعالیٰ سے (میرے لیے) دعا کر دیجیے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تمہیں شفا دے دے اور اگر چاہو تو صبر کرو اور تمہارا حساب کتاب نہ ہو۔“ اس عورت نے کہا: ”تب میں صبر کروں گی تاکہ میرا حساب کتاب نہ ہو۔“

فتح الباری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کا ایک اور قصہ منقول ہے کہ ایک

عورت نے آپ ﷺ سے کہا:

« إِنِّي أَخَافُ الْخَبِيثَ أَنْ يُجَرِّدَنِي فَدَعَا لَهَا فَكَانَتْ إِذَا حَشِيَتْ أَنْ يَأْتِيَهَا تَأْتِي أَسْتَارَ الْكُعْبَةِ فَتَتَعَلَّقُ بِهَا »<sup>①</sup>

”مجھے اس خبیث (جن) سے خوف ہے کہ وہ مجھے ننگا کر دے گا۔“ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور اسے جب جن کے آنے کا خوف ہوتا تھا تو وہ جا کر کعبہ کے پردے سے چمٹ جاتی تھی۔“

حضرت صفیہ بنت جحیؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کہا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ »<sup>②</sup>  
 ”بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے۔“

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ فَيَسْتَهْلُ صَارِحًا إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا لِقَوْلِ أُمِّهَا إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ »<sup>③</sup>

”جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اسے چھوتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیخ پڑتا ہے سوائے حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کے کہ ان کو شیطان نے نہیں چھوا، ان کی ماں کی دعا کی وجہ سے، اس نے دعا کی تھی: ”(اے میرے رب!) میں اسے (مریم) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں

① فتح الباری: ۱۱۵/۱۰۔

② صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب هل يدرأ المعتكف عن نفسه؟: ۲۰۳۹۔

③ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب بيان أنه يستحب لمن روى خاليا بإمرأة: ۲۱۷۵۔

④ صحیح مسلم، کتاب الفضائل فضائل، باب عيسى عليه السلام: ۲۳۶۶۔ صحیح

الجامع الصغير للالباني: ۵۷۸۵۔



دیتی ہوں۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا تَنَاقَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فَمِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ»<sup>①</sup>

”تم میں سے جب کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ہاتھ سے منہ کو بند کر لے، اس لیے کہ اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔“

### ③ سلف سے مرگی کا ثبوت:

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے اپنے استاد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ مرگی زدہ شخص کی طرف کسی کو بھیجتے، وہ اس بدروح یعنی جن کو مخاطب کر کے کہتا: ”تجھے شیخ (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ اس سے نکل جا، یہ کام تیرے لیے جائز نہیں۔“ تو اس کے بعد وہ مرگی زدہ شخص ٹھیک ہو جاتا۔ بعض اوقات استاد محترم خود جا کر اسے نکلنے کے لیے کہتے۔ اگر وہ بدروح یعنی جن سرکش ہوتا تو شیخ اسے مار مار کر نکال دیتے اور وہ مریض بالکل ٹھیک ہو جاتا اور اسے پڑنے والے مار کا ذرا بھی علم نہیں ہوتا تھا۔ ایسے واقعات کا ہم نے اور ہمارے علاوہ اور کئی لوگوں نے بار بار مشاہدہ کیا ہے۔“<sup>②</sup>

### مرگی کے اسباب:

جناتی مرگی کے کئی ایک اسباب ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

① صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب تشبیت العاطس وکراهة التثاؤب: ۲۹۹۵۔

صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۴۲۶۔

② الطب النبوی لابن قیم: ۱۹۳۔

## ① اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش:

جناتی مرگی کا ایک بڑا سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی ابتلا و آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنی مخلوق کو مختلف مصائب و مشکلات کے ذریعے آزماتا ہے اور جناتی مرگی ان مصائب میں سے ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾

(الانبیاء: ۳۵)

”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں اور تمہیں ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔“

پس جو شخص مصائب و مشکلات میں گھر جائے اسے چاہیے کہ صبر کرے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھے، ساتھ ہی علاج کے جائز اسباب و ذرائع بھی استعمال کرے۔

## ② اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا:

مرگی کا مرض بندہ کی معصیت و گناہ کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ایک عذاب بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعُوذُونَ كَثِيرٌ﴾

(الشوری: ۳۰)

”اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔“

پس جب انسان اپنے رب سے دور اور غافل ہو جاتا ہے تو شیاطین اس پر گھیرا ڈال کر اس پر تسلط قائم کر لیتے ہیں اور اس کی زندگی تہس نہس ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

أَعْمَى﴾ (طہ: ۱۲۴)

”اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾

(الزخرف: ۳۶)

”اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، سو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔“

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ان ارواح خبیثہ کا تسلط عموماً ان لوگوں پر ہوتا ہے جن کے پاس دین و ایمان کی کمی ہوتی ہے، ان کے دل خراب اور زبانیں اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار اور مسنون وظائف سے خالی ہوتی ہیں۔ تو جب جنات انسان کو غیر مسلح دیکھتے ہیں اور اسے الٰہی تحفظات سے بالکل عاری پاتے ہیں تو اس پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور اس پر اپنا تسلط قائم کر لیتے ہیں۔“<sup>①</sup>

اور یہ تو مشاہدہ کی بات ہے کہ ہم نے جن لوگوں پر دم کیا ہے ان میں سے اکثر لوگ کمزور ایمان اور دینی امور پر بہت کم عمل پیرا تھے اور بعض شہوت رانی کے سمندر میں غوطہ زن تھے، اس لیے جنات و شیاطین کو بھگانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور معصیت

کے کاموں کو چھوڑ دینا بہت ضروری ہے۔

### ③ جنات کا انسانوں پر عاشق ہو جانا:

مرگی کا ایک سبب جنوں کا انسانوں پر عاشق ہو جانا بھی ہے۔ وہ یوں کہ کسی جن کو کسی عورت سے عشق ہو جاتا ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”پہلی چیز کہ جن کسی عورت پر عاشق ہو جاتا ہے، یہ فحش کاموں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے جس طرح انسانوں کے لیے اسے حرام قرار دیا ہے، اگرچہ ایک دوسرے کی رضا مندی ہی سے کیوں نہ ہو اور اگر دوسرے فریق کی ناپسندیدگی کے باوجود ہو تو یہ ایک بے حیائی ہوئی اور دوسرا ظلم ہوا۔ تو جنات کو مخاطب کر کے انھیں یہ بات بتانی چاہیے تاکہ ان پر حجت و دلیل قائم ہو، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر یہ رضا مندی سے ہو تو بے حیائی ہے اور حرام ہے اور اگر جبراً ہو تو بے حیائی اور ظلم ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں اور اس کے رسول کے حکم کے بھی پابند ہیں، جو جن و انس کی طرف بھیجا گیا۔“<sup>①</sup>

### ④ بدلہ اور انتقام:

مرگی کا سبب بعض اوقات جنات کی طرف سے کسی کام کا بدلہ اور انتقام لینا بھی ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”اکثر و بیشتر یہ انتقامی جذبہ کے سبب ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ کوئی انسان انھیں تکلیف پہنچا دیتا ہے یا ان کے وہم و گمان کے مطابق انسان جان بوجھ کر ان پر

پیشاب کر دیتا ہے، گرم پانی ڈال دیتا اور بعض جنوں کو قتل کر دیتا ہے جبکہ بے چارہ انسان اس سے واقف ہی نہیں ہوتا ہے اور چونکہ جنات میں جہالت اور سرکشی زیادہ ہے اس لیے وہ اسے اس کے کیے سے زیادہ سزا دے دیتے ہیں۔<sup>①</sup>

اور جب صورت حال ایسی ہو کہ انسان کو اس کا پتا ہی نہ ہو تو جنات کو مخاطب کر کے سمجھایا جائے کہ اسے اس بات کا پتا نہیں تھا اور جو لاعلمی میں کوئی کام کر گزرے تو وہ سزا کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر اس نے وہ کام اپنی ملکیت اور گھر میں کیا ہے تو انھیں بتایا جائے کہ گھر اس کی ملکیت ہے اور اسے اس میں جائز تصرف کا مکمل حق ہے البتہ تمھارے لیے کسی انسان کی ملکیت میں بغیر اس کی اجازت کے رہنا درست نہیں ہے، بلکہ تمھارے لیے وہ جگہیں ہیں جہاں انسان نہ رہتے ہوں جیسے اجاڑ وغیر آباد جگہیں اور جنگل و بیابان وغیرہ۔<sup>②</sup>

### ⑤ جنات کا بلا وجہ تنگ کرنا:

بعض اوقات مرگی کا سبب جنوں کا بلا وجہ تنگ کرنا بھی ہوتا ہے۔ یہ جنوں کی حماقت و بے وقوفی ہے کہ وہ بلا وجہ انسانوں کو تکلیفیں دیتے ہیں، جس طرح بعض اوقات کوئی انسان بھی کسی دوسرے انسان کو جہالت کی بنا پر اذیت سے دوچار کرتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض اوقات جنات ہنسی و مذاق اور شرارت کے سبب انسان کو مرگی سے دوچار کر دیتے ہیں، جس طرح بے وقوف انسان بھی (دوسرے انسانوں کو مذاق میں) اذیت دیتے ہیں اور یہ مرگی کی سبب سے ہلکی قسم ہے۔“<sup>③</sup>

① فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴۰/۱۹۔

② فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴۰/۱۹۔

③ فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴۰/۱۹۔

## ⑥ جادو:

بعض اوقات مرگی کا سبب جادو بھی ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ جادوگر اس شخص کی طرف جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے جن کو بھیجتا ہے، وہ اسے چٹ جاتا ہے اور اذیت پہنچاتا رہتا ہے۔ مرگی کی اس قسم سے بھی ہمارا سابقہ پڑ چکا ہے۔

## ایک شبہ اور اس کا رد:

لوگوں کو ایک شبہ ہو گیا ہے اور وہ اس سلسلے میں بہت زیادہ پوچھتے رہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جن صرف مسلمانوں ہی پر تسلط کیوں جماتے ہیں؟ کیا انھوں نے مسلمانوں میں داخل ہونے کا کوئی خاص کورس کیا ہے اور وہ اس کے اسپیشلسٹ ہیں؟ حالانکہ ہم کفار کو دیکھ رہے ہیں کہ جن ان کے قریب تک نہیں جاتے۔

اور جن لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے ان میں شیخ محمد الغزالی بھی ہیں، وہ کہتے ہیں:

”میں کہتا ہوں اور پریشانی کے عالم میں کہتا ہوں کہ کیا جن وعفریت نے صرف مسلمانوں پر سوار ہونے کو خاص کیا ہوا ہے؟ کسی جرمنی و جاپانی شخص کو جن کے چمٹنے کی شکایت کیوں نہیں ہوتی؟ یقیناً صرف دیندار طبقہ میں ان ادہام و خرافات کی اشاعت کی وجہ سے دین داروں کی شہرت ماند پڑ گئی ہے اور اس پر دھبا لگ گیا ہے اور حال ہی میں اخبار میں یہ خبر چھپی کہ شیخ عبدالعزیز ابن باز (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک دیہاتی سے ایک بدھ مت جن کو نکالا ہے جو اسلام لا چکا ہے۔ میں قارئین کے چہروں کو بغور دیکھ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ ایسے واقعات ان کے دلوں میں سائنسی علوم اور دین کے درمیان دوری کا باعث بن رہے ہیں حالانکہ قرآن کی عظمت اور قدر و قیمت ان مسائل سے بہت بلند ہے۔“<sup>①</sup>

پہلا جواب: جن لوگوں کا سوال ہے کہ کافروں پر جنوں کا تسلط کیوں نہیں ہوتا ہے؟ تو حقیقت میں ان پر جنوں کا تسلط ہے، وہ انھیں بھی پریشان و زچ کرتے ہیں، جس کا اعتراف ان کے بعض سوچہ بوجھ والے قدیم و جدید ڈاکٹروں نے کیا ہے۔

قدیم اعتراف کے بارے میں امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بدروحوں کی وجہ سے مرگی کا اعتراف ان کے ائمہ و دانشوروں نے کیا ہے، انھیں اس سے انکار نہیں ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ ان ارواح خبیثہ مکروہہ کا علاج نیک و شریف ارواح کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ارواح شریفہ ارواح خبیثہ کے آثار و افعال کو ختم اور باطل کر دیتی ہیں۔ حکیم بقراط نے اپنی بعض کتابوں میں اس سلسلہ میں خامہ فرسائی کی ہے اور بعض علما جوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کا (ایک دوا کے بارے میں) کہنا ہے: ”یہ (دوا) اس مرگی کے لیے مفید ہے جو فاسد آمیزش اور خراب مادہ کے سبب پیدا ہوتی ہو اور وہ مرگی جو جنات کے سبب ہوتی ہے اس کے لیے یہ مفید نہیں ہے۔“<sup>①</sup>

رہا دور جدید کا مسئلہ تو بعض ڈاکٹروں نے اس مرگی کے وجود کا اعتراف کیا ہے جس کا سبب عضلات و عصبات نہیں بلکہ ارواح یعنی جنات ہیں اور انھوں نے اپنے علم کو اس حیران کن اور واضح چیز کی طرف مرکوز کیا ہے جو اکثر واقعات میں پائی جاتی ہے اور ان کے علم کی بنیاد اس چیز پر ہے کہ واقعی یہ روہیں اور جن اثر انداز ہوتے ہیں، اس چیز پر نہیں کہ یہ صرف اعصابی حالات کی وجہ سے ہے، جیسا کہ آج کل کے اکثر ڈاکٹروں نے اس چیز کی وضاحت کی ہے۔

امریکی ماہرین نفسیات کی جماعت کا ایک اہم رکن کارنجٹون (کارنگٹون) جن کے چٹنے کے متعلق بحث کرتے ہوئے کہتا ہے:

”اب یہ مانے بغیر گزارہ نہیں کہ جنات کے چمٹنے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ضرور ہے اور علمی دنیا میں اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ بہت سے حیران کن حقائق اس کی تائید کرتے ہیں۔ تو جب جنات کے چمٹنے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہے تو پھر اس پر بحث و تحقیق ایک لازمی امر ہے جو صرف میڈیکل بورڈز ہی کی ذمہ داری نہیں۔ کیونکہ دور حاضر میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ جنوں کے چمٹنے کا معائنہ کر چکے ہیں۔ تو اس بیماری سے چھٹکارا پانے اور اس کے علاج کا تقاضا ہے کہ اس پر جدید نفسیاتی سائنس کی روشنی میں فوری طور پر تحقیق کی جائے۔ جب نظریاتی طور پر جن چمٹنا ثابت ہو جائے گا تو ہمارے لیے اس موضوع پر مزید بحث کرنے کا ایک وسیع باب کھل جائے گا اور مہارت و توجہ کے وہ تمام تقاضے پورے کیے جاسکیں گے جس کا علم جدید اور سائیکالوجسٹ نہایت شد و مد سے تقاضا کر رہے ہیں۔“<sup>①</sup>

تو ان مغربی ڈاکٹروں کے لیے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ جنات انسان کے جسم اور عقل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ جسے جن چمٹتا ہے اس کا علاج کرنے سے طب کی دنیا عاجز ہے، اس کا علاج صرف انہی شرعی دعاؤں اور وظائف سے ممکن ہے جو اسلام نے بتائی ہیں، یہ کتاب و سنت میں موجود ہیں اور ان کا ذکر عنقریب آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

دوسرا جواب: بلاشبہ کافر یہ دنیاوی زندگی عیش و عشرت سے گزار رہے ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، وہاں ان کے لیے کوئی عیش و عشرت نہیں ہے اور مومن کو اس دنیاوی زندگی میں ابتلا و آزمائش کا سامنا ہے جیسا کہ گزر چکا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو پاک صاف کر دے اور اس کے درجات بلند فرمائے اور



گناہوں کا کفارہ فرما دے اور بندہ اپنے اللہ کی حفاظت و نگہبانی سے دور چلے جانے کے بعد دوبارہ اس کی طرف لوٹ آئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (الروم: ۴۱)

”خشکی اور تری میں لوگوں کے (برے) اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ

اللہ ان کو ان کے بعض (برے) عملوں کا مزا چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز

آجائیں۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿يُؤْتِي بِالْكَافِرِ فَيُعَمَّسُ فِي النَّارِ عَمْسَةً ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا

قَطُّ؟ هَلْ رَأَيْتَ نَعِيمًا قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ! وَيُؤْتِي بِأَشَدِّ

النَّاسِ بُؤْسًا كَانَ فِي الدُّنْيَا فَيُصْبَغُ فِي الْحَنَّةِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: هَلْ

رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ! أَيْ مَا كَانَ شَيْئًا كَانَ ①﴾

”قیامت کے دن کافر کو لا کر جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا

جائے گا: ”کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا تم نے کبھی کوئی نعمت

دیکھی ہے؟“ وہ جواب دے گا: ”نہیں، اے میرے رب! قسم ہے تیری ذات

کی! (میں نے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی)۔“ پھر ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا

جس کی زندگی دنیا میں تمام لوگوں سے زیادہ بد حالی و زبوں حالی میں گزری

① صحیح الجامع الصغیر: ۸۰۰۰ - مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامہم، باب

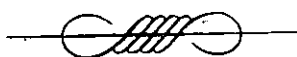
صیغ أنعم أهل الدنيا في النار: ۲۸۰۷ - ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفة النار: ۴۳۲۱۔

ہوگی، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پوچھا جائے گا: ”کیا تم نے کبھی تنگدستی و زبوں حالی دیکھی ہے؟“ وہ کہے گا: ”نہیں، اللہ کی قسم! اے میرے رب! مجھے کسی پریشانی و تنگدستی کا علم تک نہیں ہے۔“

مختصر یہ کہ کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، تو جس طرح مسلمانوں میں ایک دوسرے کو ایذا دینا درست نہیں ہے اسی طرح جنات میں بھی ایک کا دوسرے کو ایذا پہنچانا درست نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ انسانوں میں جو کافر ہیں وہ مسلمانوں کے دشمن ہیں، مسلمانوں کو ایذا دینے میں لذت محسوس کر رہے ہیں۔ اب یہاں ایک سوال ہے کہ کیا وہ آپس میں بھی ایسا کر رہے ہیں؟ تو جواب نفی میں ہوگا۔

اس لیے ایک مسلمان جن کسی مسلم یا کافر کو بغیر کسی وجہ کے ایذا نہیں دیتا، جبکہ کافر جن جو اللہ سے نہیں ڈرتا اور نہ اس پر ایمان رکھتا ہے، مسلمانوں کے ساتھ انتقامی کارروائی کرتا رہتا ہے جیسا کہ کافر انسانوں کا حال اور ان کی عادت ہے۔



## علاج کا شرعی حکم

انسان کا ساری زندگی مختلف حادثات اور بیماریوں سے واسطہ رہتا ہے، یہ سب مصائب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں اور ان سے نجات کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور امیدوں کے بے شمار و بے حساب دروازے بھی وا کیے ہوئے ہیں، تاکہ کوئی بیماریوں کا ستایا اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو بلکہ رحمت الہی میں داخل ہو کر بیماریوں سے نجات حاصل کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴾ (یوسف: ۸۷)

”اللہ کی رحمت سے صرف بے ایمان و کافر لوگ ہی ناامید ہوا کرتے ہیں۔“

ہمیں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مومن و محسن بندوں کے قریب ہوا کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ

الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

”میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے، میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے، زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

﴿ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِيَ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى ﴾<sup>①</sup>

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لكل داء دواء واستحباب النداءى : ۲۲۰۴۔  
صحیح الجامع الصغیر : ۵۱۶۴۔

”ہر مرض کے لیے دوا ہے، پس جب دوا بیماری کو پالے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا مل جاتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ دَاءٍ إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً »<sup>①</sup>

”اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نازل نہیں کی جس کے لیے سامان شفا عطا نہ کیا ہو۔“

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ الْأَعْرَابُ فَقَالُوا

يَا رَسُولَ اللَّهِ! اتَدَاوِي؟ قَالَ: نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ! تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

لَمْ يَنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ قَالُوا وَمَا هُوَ؟ قَالَ: الْهَرَمُ »<sup>②</sup>

”میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ چند دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور

پوچھا: ”کیا ہم دوا اور علاج کریں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اللہ کے

بندو! تم دوا اور علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں

کی جس کے لیے شفا نازل نہ کی ہو سوائے ایک بیماری کے۔“ انھوں نے

پوچھا: ”وہ کون سی بیماری ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بڑھاپا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ »

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء: ۵۶۷۸۔

② مسند احمد: ۴/۴۷۸۔ ترمذی: ۲۰۳۸۔ ابو داؤد: ۳۸۵۵۔ ابن ماجہ

۲۴۳۶۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۷۹۳۴۔

وَجَهْلَةٌ مِّنْ جَهْلَةٍ»<sup>①</sup>

”اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کے لیے شفا بھی نازل کی ہے، کچھ لوگ اس علاج کو جان لیتے ہیں اور کچھ اس سے ناواقف رہتے ہیں۔“

سیدنا ابو خزامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رُقِيَ نَسْتَرَفِيهَا وَدَوَّاءٌ تَدَاوَى بِهِ وَتَقَاةٌ تَنْقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ شَيْئًا؟ فَقَالَ هِيَ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ»<sup>②</sup>

”اے اللہ کے رسول! آپ کیا فرماتے ہیں اس دم کے متعلق جو ہم کرتے ہیں اور اس دوا کے بارے میں جس سے ہم علاج کرتے ہیں اور پرہیز کی چیزوں کے بارے میں جن سے ہم پرہیز کرتے ہیں؟“ کیا یہ چیزیں اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کو بدل سکتی ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی اللہ کی تقدیر ہے۔“

مذکورہ نصوص بہت سارے امور پر مشتمل ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:-

① رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر کہ ”اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کی ساتھ اس کا علاج بھی نازل کیا ہے“ مریض اور ڈاکٹر دونوں کی دل جوئی فرمائی ہے تاکہ وہ رحمت الہی سے مایوس نہ ہوں۔

② شفا طلبی کے لیے اسباب کی تلاش و جستجو کرنا اور اس کے لیے کوشش کرنا جیسا کہ

① ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء: ۳۴۳۹۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۱۸۰۹، سلسلة الأحادیث الصحيحة: ۴۵۱۔ مستدرک حاکم: ۱۹۶/۴۔

② ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء في الرقي والأدوية: ۲۰۶۵۔ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء: ۳۴۳۷۔ مستدرک حاکم: ۱۱۹/۴۔ مسند احمد: ۲۲۱/۳۔ زاد المعاد: ۱۴/۴۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اے اللہ کے بندو! دوا لو اور علاج کرو۔“

③ علاج کے اسباب تلاش کرنا لیکن اگر اسباب مل جائیں تو لازمی نہیں کہ علاج بھی ہو۔ کیونکہ بعض اوقات مریض علاج کرواتا ہے لیکن شفا نہیں ملتی، اس کی بہت سی وجوہ ہیں، جیسے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اس بیماری کا علاج صرف شرعی دم ہی سے ممکن ہوتا ہے، کسی دوا سے نہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا کچھ اور ہوتی ہے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضا و تقدیر کے مطابق ہوتی ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر مرض کے لیے ایک دوا ہے جو اس مرض کی ضد ہے، اسی ضد سے اس مرض کا علاج کیا جاتا ہے اور نبی ﷺ نے شفا کو دوا کے مرض کے موافق ہونے کے ساتھ معلق کیا ہے یعنی دوا کے موجود ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا مرض کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لیے دوا جب کیفیت و مقدار کے اعتبار سے مرض کی مناسب حد سے زیادہ دی جائے تو وہ مرض کسی اور مرض میں تبدیل ہو جاتا ہے اور جب دوا کی مقدار کم ہوتی ہے تو مرض کا مقابلہ نہیں کر پاتی اور علاج نہیں ہو پاتا۔ اسی طرح دوا جب مرض کو نہیں پاتی تو شفا بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح دوا جب مناسب وقت پر نہ ہو یا بدن میں اس کے قبول کی صلاحیت نہ ہو یا قوت برداشت میں کمی ہو جو دوا کو قبول نہیں کرتی یا اس کی تاثیر میں کوئی رکاوٹ ہو تو ان میں موافقت و مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے علاج نہیں ہوتا ہے۔ اور جب ان تمام میں موافقت و مناسبت ہوتی ہے تو انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت و اذن سے ایسا ہونا ضروری ہے۔“ ④

اور شفا کے حصول کے مانع اسباب میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اس کی حکمت بالغہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھی انسان شفا کے تمام اسباب و ذرائع اختیار کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت میں اس کے لیے شفا نہیں ہوتی اور وہ اس کی اجازت نہیں دیتا ہے یا تو اسے آزمانے کے لیے یا اس کے درجات بلند کرنے کے لیے یا اس کے گناہوں کے کفارہ کے لیے یا اللہ تعالیٰ کوئی سزا دینے کے لیے ایسا کرتا ہے۔

تمام اسباب کے باوجود شفا کے حصول کے مانع اسباب میں سے ایک سبب ان اسباب کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا بھی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کا مختصر ذکر پہلے کر چکے ہیں اور یہاں مزید فرماتے ہیں: ”مرگی کا علاج جو ارواح خبیثہ یعنی جنات کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کے لیے دو چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ ان میں سے ایک کا تعلق مریض سے ہے اور دوسری کا معالج سے ہے، تو وہ چیز جو مریض میں ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ اس کے اندر قوت نفس اور ان جنات کو پیدا کرنے والے کی طرف سچی و خالص توجہ ہو اور صحیح اذکار اور تعویذات دل و زبان سے ادا ہونے چاہئیں۔ اس لیے کہ یہ ایک جنگ ہے اور جنگجو اپنے دشمن سے صحیح مقابلہ اس وقت کر سکتا ہے جب وہ مسلح ہو، اس کے پاس ہتھیار ہو، پھر ہتھیار بھی اسی وقت فائدہ دے سکتا ہے جب وہ کارگر اور صحیح ہو اور جس بازو سے قوت آزمائی کرنی ہے وہ زور آور اور مشاق ہو۔

تو جب ان دونوں چیزوں میں سے کوئی ایک نہ ہو، یعنی اسلحہ ہو قوت بازو نہ ہو یا قوت بازو تو ہو لیکن اسلحہ درست نہ ہو تو ہتھیار کسی کام نہیں آسکتا۔ لیکن جب دونوں چیزیں ہی نہ ہوں، یعنی جب دل میں توحید نام کی کوئی چیز نہ ہو، دل توکل اور تقویٰ سے عاری ہو تو مریض کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ روحانی لحاظ سے مکمل طور پر غیر مسلح ہے اور ڈاکٹر کے لیے بھی انہی دو چیزوں، یعنی قوت بازو اور ہتھیار کا معیاری ہونا ضروری ہے۔“<sup>①</sup>

## علاج میں قرآن کی تاثیر:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَزَّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ

إِلَّا خَسَارًا﴾ (الاسراء: ۸۲)

”اور ہم قرآن کے ذریعے سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا

اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن مجید کے بارے میں، جس میں باطل کا شائبہ تک نہیں

ہو سکتا، فرماتے ہیں کہ ”یہ کتاب (میرے) مومن بندوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔“

یعنی یہ قرآن دلوں میں شک و نفاق اور شرک و ضلالت کے جو امراض ہیں انھیں ختم

کر دیتا ہے۔ تو قرآن ان تمام بیماریوں کی شفا ہے اور یہ رحمت بھی ہے جس سے ایمان و

حکمت، بھلائی کی طلب اور اس کی رغبت حاصل ہوتی ہے اور یہ تمام چیزیں صرف اسی شخص

کو حاصل ہو سکتی ہیں جس کا اس پر ایمان ہو، اس کی تصدیق و اتباع کرے اور کافر جو قرآن

کے ہوتے ہوئے اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے، قرآن کے سننے سے وہ مزید دور ہوتا جائے گا اور

اس کا انکار بڑھتا جائے گا اور یہ آفت و مصیبت اور دوری خود کافر کی جانب سے ہوگی،

قرآن کی جانب سے نہیں ہوگی۔<sup>①</sup>

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ

وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (یونس: ۵۷)

”لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں (کفر



وشرک وغیرہ) کی شفا اور مومنوں کے لیے رحمت اور ہدایت آ پہنچی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”یہ (کتاب) دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے“ اس کا مطلب ہے کہ قرآن سینے میں جو شکوک و شبہات، میل و گندگی اور غلط چیزیں ہیں ان کے لیے شفا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”یہ کتاب مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے“ اس کا مطلب ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و رحمت حاصل ہوتی ہے اور یہ صرف ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی تصدیق کرتے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر یقین رکھتے ہیں۔<sup>①</sup>

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً﴾ (حم السجدة: ۴۴)

”کہہ دیجیے کہ یہ (کتاب) ایمان والوں کے لیے شفا اور ہدایت ہے۔“

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (العنکبوت: ۵۱)

”کیا ان لوگوں کے لیے یہ (نشانی) کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، کچھ شک نہیں کہ مومن لوگوں کے لیے اس میں رحمت اور نصیحت ہے۔“

مذکورہ تمام آیات کے معانی و مطالب تقریباً ایک ہی دائرے میں گھوم رہے ہیں کہ قرآن شکوک و شبہات کے امراض کا علاج اور مومنوں کے لیے رحمت و ہدایت ہے۔ اور دوسری بہت سی آیتیں قرآن کریم کی تلاوت اور کثرت ذکر کی فضیلت پر دلالت

کر رہی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ۲۸)

”(ہدایت ان کے لیے ہے) جو ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے آرام پاتے ہیں اور سن رکھو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل آرام پاتے ہیں۔“  
اور ارشاد الہی ہے:

﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب: ۳۵)

”اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“  
نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ﴾<sup>①</sup>

”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلاشبہ شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے۔“

علاوہ ازیں آپ ﷺ کی سنت مطہرہ میں بہت ساری ایسی حدیثیں ہیں جو قرآن اور اس کی تلاوت کی فضیلت، اس کے شفا اور علاج ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔  
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

① صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ المسافرين، باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ: ۷۸۰۔

« اِنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِيْ سَفَرٍ فَمَرُّوْا بِحَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّقُوْهُمْ فَقَالُوْا لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَّاقٍ؟ فَاِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ لَدِيْعٌ اَوْ مُصَابٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ نَعَمْ فَاَنَّهُ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَّ الرَّجُلُ فَاُعْطِيَ قَطِيْعًا مِنْ غَنَمٍ فَاَبَى اَنْ يَقْبَلَهَا وَقَالَ حَتّٰى اَذْكُرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! مَا رَقِيْتُ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ: وَمَا اَذْرَاكَ اَنْهَا رُقِيَةٌ؟ ثُمَّ قَالَ: خُذُوْا مِنْهُمْ وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسْمِهِمْ مَّعَكُمْ»<sup>①</sup>

”رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام سفر میں تھے کہ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے پاس سے ان کا گزر ہوا۔ انھوں نے ضیافت طلب کی تو اس قبیلہ کے لوگوں نے ضیافت سے انکار کر دیا (کہ اسی دوران ان کے سردار کو کسی سانپ نے ڈنک مار دیا تو) انھوں نے پوچھا: ”کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ کے سردار کو کسی چیز نے ڈنک مارا ہے اور وہ مصیبت زدہ ہے۔“ ان میں سے ایک صحابی نے کہا: ”میں (دم) جانتا ہوں۔“ وہ صحابی آئے اور سورہ فاتحہ کے ذریعے اس کا علاج کیا تو سردار شفا یاب ہو گیا اور اس صحابی کو انھوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دیا۔ اس صحابی نے کہا: ”مجھے یہ منظور نہیں یہاں تک کہ نبی ﷺ سے پوچھ لوں۔“ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور پورا واقعہ سنایا اور کہا: ”میں نے صرف سورہ فاتحہ پڑھی تھی۔“ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ سورہ فاتحہ دم ہے؟“ پھر فرمایا:

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار: ۲۲۰۱۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحة الكتاب: ۷۳۶۔

”ان سے کمریاں لے لو اور اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگا لو۔“

اس حدیث میں محلِ استشہاد آپ ﷺ کا قول یہ ہے:

«وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ»

”تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ دم ہے؟“

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس میں اس کے دم ہونے کی وضاحت ہے، اس لیے مارگریذہ (سانپ کا ڈسا ہوا، مصیبت زدہ) اور تمام امراض و آفات میں مبتلا لوگوں پر اس کا پڑھنا مستحب ہے۔“<sup>①</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمَعْذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ نَفْسَهُ لِيَرَكِيهَا»<sup>②</sup>

”نبی ﷺ معوذات (سورہ اخلاص، سورہ قلقل اور سورہ ناس) کے ذریعے اس مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی ہے، اپنے اوپر دم فرماتے تھے اور جب آپ کا مرض بڑھ گیا تو میں انہی معوذات کے ذریعے آپ پر دم کرتی تھی اور آپ کے ہاتھ کو آپ کے اوپر ان کی برکت کی وجہ سے پھیرتی تھی۔“

بنابریں اللہ تعالیٰ کی مشیت و اذن سے سب سے اچھا اور مفید علاج کتاب و سنت کے ذریعے دم کرنا ہے۔ شرعی دم میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہت بھلائیاں ہیں اور صحیح

① شرح نووی: ۱۴/۱۸۸۔

② صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن والمعوذات: ۵۷۳۵۔

حدیثیں اس پر دلالت کر رہی ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ راوی حدیث عبدالعزیز کہتے ہیں:

« دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْرَةَ! اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أُرْقِيكَ بِرُقِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلَى قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا »<sup>①</sup>

”میں اور ثابت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا: ”اے ابو حمزہ! میں مریض ہوں؟“ اس پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ”کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے آپ کا علاج نہ کر دوں؟“ انھوں نے کہا: ”کیوں نہیں۔“ تب انھوں نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا:

« اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا »

”اے اللہ! لوگوں کے رب! مشکلات کو دور کرنے والے! تو شفا دے دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔“

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اجمعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

« كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ أَعْرِضُوا عَلَيَّ رِقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرَّقِيِّ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ »<sup>②</sup>

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۷۴۲۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لا بائس بالرقي ما لم يكن فيه شرك: ۲۲۰۰۔

”ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”آپ اس دم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا دم ہمیں بتاؤ، جب تک اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

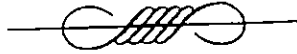
”قرآن قلبی و بدنی اور دنیاوی و اخروی تمام امراض کے لیے کلی شفا ہے لیکن ہر شخص کو اس سے شفا حاصل کرنے کی توفیق و صلاحیت نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص اس سے حسن اسلوبی کے ساتھ عمدہ طریقے پر علاج کرتا ہے اور ایمان و تصدیق، قبول تام اور پختہ یقین کے ساتھ اس کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے اس سے مرض کا علاج کرتا ہے تو مرض اس کا مقابلہ کسی صورت میں نہیں کر پاتا ہے اور یہ امراض زمین و آسمان کے رب کے کلام کا مقابلہ کیسے کر پائیں گے، جو کلام کہ اگر پہاڑوں پر نازل کر دیا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور اگر زمین پر نازل ہوتا تو اس کو پھاڑ دیتا۔ پس کوئی بھی قلبی و بدنی مرض ایسا نہیں ہے جس کا علاج و اسباب اور اس سے بچنے کا طریقہ قرآن میں موجود نہ ہو لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جسے کتاب اللہ کا فہم نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (العنکبوت: ۵۱)

”کیا ان لوگوں کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، کچھ شک نہیں کہ مومن لوگوں کے لیے اس میں رحمت اور

نصیحت ہے۔“

لہذا جسے قرآن شفا نہ دے اللہ اسے شفا نہیں دے گا اور جسے قرآن کافی نہ ہو  
اللہ اس کے لیے کافی نہیں ہوگا۔“<sup>①</sup>



## علاج کی اقسام

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کسی بھی مرض کا علاج تین طریقوں پر کیا کرتے تھے:

① طبعی دواؤں سے۔ ② الہی دواؤں سے۔ ③ اور دواؤں کے مرکب سے۔“<sup>①</sup>

ہم یہاں الہی دواؤں کے ذریعے علاج سے بات شروع کرتے ہیں۔

### ① الہی دعائیں:

الہی دواؤں سے مراد وہ شرعی دم ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے، تو یہاں سب سے پہلے ہم دم کی تعریف، اقسام اور اس کی شرائط وغیرہ پر بحث کرتے ہیں۔

### رقیہ (دم) کی تعریف:

لسان العرب میں رقیہ کا معنی ”عوذہ“ ہے یعنی جھاڑ پھونک کرنا، آسیب زدگی کا اثر زائل کرنا۔

روبوہ شاعر نے کہا ہے:

فَمَا تَرَكَامِنْ عُوْذَةٍ يَعْرِفَانِهَا وَلَا رُقِيَّةٍ إِلَّا بِهَا رَقِيَانِي

”انھوں نے کوئی بھی دم اور تعویذ نہیں چھوڑا جسے وہ جانتے تھے، انھوں نے یہ



سب کچھ میرے اوپر کیا مگر مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔“

امام ابن الاثیر نے کہا:

”رقیہ کا معنی عوذہ ہے یعنی وہ شے جس سے کسی بیمار کو جیسے بخار، مرگی وغیرہ کی بیماری و پریشانی میں مبتلا شخص کو دم کیا جاتا ہے۔“<sup>①</sup>

### دم کی قسمیں:

دم کی دو قسمیں ہیں:-

① شرعی دم

② شرکیہ دم

### ۱۔ شرعی دم اور اس کی شرائط:

ہماری شریعت مطہرہ نے شرعی دم کے کچھ شروط و ضوابط مقرر کیے ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:-

① دم اللہ کے کلام اور اس کے اسماء و صفات ہی کے ساتھ ہونا چاہیے۔

② دم کا عربی یا کسی دوسری معروف زبان میں ہونا ضروری ہے تاکہ اس کا مطلب سمجھ میں آ سکے۔

③ یہ اعتقاد رکھنا کہ دم بذات خود کوئی تاثیر نہیں رکھتا بلکہ اس میں جو تاثیر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

”قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الرُّقَى عِنْدَ اجْتِمَاعِ هَذِهِ الشُّرُوطِ“

”مذکورہ بالا شرط کے ساتھ دم کے جواز پر علماء کا اجماع و اتفاق ہے۔“<sup>①</sup>

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دم کا شرعی ہونا ضروری ہے کیوں کہ شرکیہ دم درست نہیں ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ»<sup>②</sup>

”دم میں جب تک شرک نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔“

جو لوگ شرکیہ دم سے بچتے ہیں اور شرعی دم کرواتے ہیں، ان سے بھی ایک چیز کا خوف رہتا ہے کہ یہ شرعی دم میں بھی کبھی کبھی جادو گروں اور شعبدہ بازوں کی مشابہت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح حرام ہے جیسے شرکیہ دم حرام ہے۔  
آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطَيِّرَ لَهُ أَوْ تَكْهَنَ أَوْ تُكْهَنَ لَهُ ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ»<sup>③</sup>

”جو شخص خود بری فال نکالے یا وہ بری فال اس کے لیے نکالی جائے، یا غیب دانی کرے یا اس کے لیے کی جائے، یا جادو کرے یا اس کے لیے کیا جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

جس طرح جادو گر وغیرہ سے دم کروانا درست نہیں اسی طرح کاہن اور نجومی سے دم کروانا بھی درست نہیں ہے، جس کا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

④ دم کی شرائط میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ دم کسی حرام حالت و صورت میں نہ ہو جیسے کہ کوئی

① فتح الباری : ۲۰۶/۱۰۔

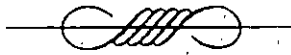
② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لا باس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک : ۲۲۰۰۔

③ صحیح الجامع الصغیر للالبانی : ۵۴۳۵۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ : ۲۱۹۵۔

مجمع الزوائد : ۱۱۷/۵۔ طبرانی فی الکبیر : ۱۶۲/۱۸۔

شخص حالت جنابت میں دم کرے یا قبرستان میں یا حمام میں دم کرے تو یہ غلط ہے۔  
 شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دم کسی ایسی زبان میں درست نہیں ہے جس کا معنی و مفہوم سمجھ میں نہ آئے۔  
 اگر اس میں شرکیہ الفاظ ہوں تو پھر وہ بالکل حرام ہے اور وہ دم بھی حرام ہے  
 جس کے بارے میں اہل علم کہیں کہ اس میں شرک ہے۔ یاد رہے کہ بعض  
 اوقات دم کرنے والے قرآن کی کوئی سورت اونچی آواز میں پڑھتے ہیں اور جو  
 شرکیہ دم ہوتا ہے اسے چھپاتے ہیں (لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے)۔ لہذا اللہ  
 تعالیٰ اور اس کے رسول نے مرض کے علاج میں جو دوا اور دم وغیرہ جائز قرار  
 دیے ہیں ان سے علاج کروا کر شرک سے بے نیاز ہوا جاسکتا ہے۔“<sup>①</sup>



## شرعی دم کے لیے چند ہدایات

جو شخص شرعی دم کے ذریعے علاج کرتا ہے وہ اصل میں ایک نہایت مضبوط الہی ہتھیار کے ذریعے سے بیماری کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہتھیار کی عمدگی و اچھائی کا انحصار ہتھیار استعمال کرنے والی کی قوت و صلاحیت پر ہوتا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب الہی ہتھیار استعمال ہوتا ہے تو نتیجہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہی نکلتا ہے۔ لہذا الہی اسلحے کے صحیح استعمال کے لیے دم کرنے والے اور دم کروانے والے کو اپنے اندر مندرجہ ذیل خوبیاں پیدا کرنی چاہیے۔

تو سب سے پہلے ان خوبیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا ایک معالج یعنی دم کرنے والے میں ہونا ضروری ہے:-

### ① حسن اعتقاد:

اس کا مطلب یہ ہے کہ معالج یعنی دم کرنے والا اس امت کے سلف صالحین کے عقیدہ و منہج پر عمل پیرا ہو اور ہر قسم کے شرک اور بدعت سے مکمل اجتناب کرے۔ بعض معالجین شعبہ بازوں کی تقلید کرتے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں جو درست نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» ①

① صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلخوا علی صلح جور فصلح مردود: ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم: ۱۷۱۸

”جس شخص نے ہمارے اس معاملے (یعنی دین) میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو پہلے اس میں نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔“

حسن اعتقاد ہی میں سے یہ بھی ہے کہ دم کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سچی توجہ کرے اور اسی پر توکل کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (المائدة: ۲۳)  
 ”اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل و بھروسہ کرو۔“

یہ بھی حسن اعتقاد ہی میں سے ہے کہ معالج یعنی دم کرنے والا اس بات پر بھی عقیدہ رکھے کہ نفع و نقصان سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کے سوا کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

(یونس: ۱۰۷)

”اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس تکلیف کا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشش والا مہربان ہے۔“

## ② نیت کا خالص اور مقصد کا اچھا ہونا:

دم کرنے والے میں دوسری خوبی یہ ہونی چاہیے کہ اس کی نیت خالص اللہ کے لیے اور دم کرنے کا مقصد اچھا ہو، کوئی برا ارادہ نہ ہو۔ اس لیے خالص نیت سے کیے گئے دم میں بڑی تاخیر ہوتی ہے، خصوصاً جب دم کرنے والا دوران دم خالص نیت اور اللہ تعالیٰ کا خیال

زہن میں رکھتا ہے۔ معالج کا مقصد دم کے ذریعے دنیا کی طمع و لالچ اور ریا کاری نہ ہو، بلکہ اس کا مقصد خدمت خلق اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب ہو۔

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ نَفَسَ عَنْ أَحْيِهِ كُرْبَةً نَفَسَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كَرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ »<sup>①</sup>

”جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے کوئی پریشانی دور کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کی پریشانی سے اسے نجات دے دے گا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ (البینہ: ۵)

”اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ »<sup>②</sup>

”تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر منحصر ہے، اس لیے انسان کو وہی کچھ حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے گا۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَعَمَلْ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزْدَدَتْ بِهِ

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن :

۲۶۹۹۔ ترمذی، کتاب القراءات، باب ما قعد قوم فی المسجد ..... الخ: (۲۹۴۵)

② صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ

ﷺ: ۱۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب إنما الأعمال بالنیات: (۱۹۰۷)

دَرَجَةً وَرَفَعَةً»<sup>①</sup>

”(اے سعد!) تیری عمر دراز ہو، اللہ کی خوشنودی کے لیے تو جو بھی کام کرے گا اس کے بدلے اللہ تجھے فائدہ دے گا اور تجھے بلند کرے گا۔“

### ③ اچھے کاموں کی حرص اور برے کاموں سے نفرت:

عالم کی ایک خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ نیکی کے کاموں پر حریص اور برائی کے کاموں سے نفرت کرنے والا ہو، کیونکہ دم کرنے والا جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں ہوگا اتنا زیادہ اس کے دم میں اللہ کے حکم سے اثر ہوگا اور جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوگا اتنا ہی کم اثر ہوگا۔ اس لیے کہ انسان کی جب نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہوں تو شیطان اس پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾

(الزخرف: ۳۶)

”اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، سو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔“

اس لیے عالم کو لوگوں کے لیے بذات خود ایک اچھا اسوہ اور نمونہ ہونا چاہیے، اسے پانچوں نمازوں کی باجماعت پابندی، سچائی، امانت اور صبر کا عملی مظاہرہ کرنا چاہیے۔

### ④ حرام اور مشکوک کاموں سے اجتناب کرنا:

عالم کی ایک خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ حرام حتیٰ کہ مشکوک کاموں سے بھی اپنے دامن

① صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث: ۱۶۲۸۔ صحیح بخاری،

کتاب الجنائز، باب رثاء النبی ﷺ سعد بن خولہ: (۱۲۹۵)

کو پہچانے والا ہو۔ اسے چاہیے کہ وہ اجنبی عورتوں کے ساتھ دم کا بہانہ کر کے خلوت و تنہائی میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالْدُخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمُو؟ قَالَ الْحَمُو الْمَوْتُ» ①

”تم عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو۔“ ایک انصاری صحابی نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! خاوند کے بھائی (دیور وغیرہ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دیور تو موت ہے۔“

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا عَلَى مُعَيَّبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوْ اثْنَانِ» ②

”آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو الا یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور ہوں۔“

### ⑤ اللہ کی طرف دعوت دینا:

بعض عامل حضرات مریض کے پاس آتے ہی بلاچوں و چرا دم کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ مریض پر عدم استقامت اور گناہوں کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، پھر بھی وہ اسے پند و نصیحت نہیں کرتے ہیں۔ یہ صریح غلطی ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سارے لوگ اللہ تعالیٰ سے دوری کے سبب مشکلات اور

① صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة الا ذو محرم: ۵۲۳۲۔

صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالاجنبیة والدخول علیہا: ۲۱۷۲۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالاجنبیة والدخول علیہا: ۲۱۷۳۔



بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں، خاص طور سے جنوں کا تسلط اسی وجہ سے ہوتا ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اکثر و بیشتر جنات کا تسلط دین سے دوری اور دل و زبان کا اللہ تعالیٰ کے اذکار اور تعوذات سے خالی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (حَم السجدة: ۳۳)

”اور اس شخص سے بات کے لحاظ سے کون اچھا ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔“

اس لیے عامل کو چاہیے کہ دم کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت کا کام اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتا رہے، مریض اور اس کے اہل و عیال کو تقویٰ، پابندی نماز، کثرت ذکر و اذکار گناہوں سے اجتناب اور اللہ کی تقدیر پر صبر کرنے کی تلقین کرتا رہے۔

### ⑥ مریض کے راز کی پردہ پوشی:

معالج و طبیب کے سامنے اکثر و بیشتر مریض کا کوئی نہ کوئی روز ظاہر ہو جاتا ہے، تو اسے چاہیے کہ مریض کی پردہ پوشی کرے، اس کے راز کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے، اگر کوئی بات کرنا ضروری ہی ہو تو پھر بغیر نام لیے کرے۔ کیونکہ کوئی بھی شریف طبع اپنے راز کا افشاں ہونا پسند نہیں کرتا۔ لہذا مریض کے اندرونی حالات اور اس کے پردہ کو چاک نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

«الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ»<sup>①</sup>

”جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ اس پر امین ہوتا ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا ایک دوسرا فرمان ہے:

«وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»<sup>②</sup>

”جس شخص نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“

### ⑦ مریض کے حالات سے واقفیت:

ایک کامیاب معالج کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مریض کے حالات سے واقف ہو، کیونکہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مرض کی تشخیص آدھا علاج ہے، اس لیے مریض کے حالات کا جائزہ لینا اور مرض کے اسباب و پیچیدگیوں کو سمجھنا ان اہم امور میں سے ہے جو علاج پر اس کے معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تو مریض کے حالات سے واقفیت کے لیے چند طریقے کار گر ہیں:-

(الف) فہم و فراست کے ذریعے سے مریض کے حالات معلوم کرنا۔ فراست کی تعریف کرتے ہوئے رازی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

”الْإِسْتِدْلَالُ بِالْأَحْوَالِ الظَّاهِرَةِ عَلَى الْأَخْلَاقِ الْبَاطِنَةِ“<sup>③</sup>

① ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فی المشورة: ۵۱۲۸۔ ترمذی: ۲۸۲۲۔ ابن ماجہ:

۳۷۴۵۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۶۷۰۰۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ: ۱۶۴۱۔

② صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه:

۲۴۴۲۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم: ۲۵۸۰۔

③ الفراسة للرازی۔

”(فراست نے مراد مریض کے) ظاہری حالات سے اس کے اخلاق باطنہ یعنی اندرونی عادات و حالات پر معلومات حاصل کرنا ہے۔“

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ (النحصر: ۷۵)

”بے شک اس میں اہل فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔“

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس کا بہترین شاہد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لونڈی دیکھی جس کے چہرے کی رنگت نظر بد کی وجہ سے تبدیل ہو کر سیاہی مائل ہو گئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اِسْتَرْقُواْ لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ﴾<sup>①</sup>

”اسے دم کرو، کیونکہ یہ نظر بد کا شکار ہے۔“

(ب) مریض کے حالات جاننے کا ایک ذریعہ یہ ہے اس سے اس کے حالات سے متعلق ایسے سوال کیے جائیں جو ان کی علامات کے طور پر معتبر ہوں اگرچہ وہ ظنی ہی ہوں، کیونکہ اس سے مرض کی حقیقت کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اسی طرح مریض کے قریبی رشتہ داروں سے بھی اس کے حالات دریافت کرنے چاہئیں، کیونکہ کبھی کبھی وہ ایسی چیزوں کا انکشاف کر دیتے ہیں جو معالج کے لیے بے حد مفید ثابت ہوتی ہیں۔

(ج) مریض کی حالت کو سمجھنے کے لیے مہارت و تجربہ کا بھی بہت زیادہ عمل و دخل ہوتا ہے۔

⑧ جنات کی حقیقت اور احوال کی معرفت:

معالج و دم کرنے والے کو جنات سے اور ان کی دھمکیوں سے خوف نہیں کھانا چاہیے۔

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقية العين: ۵۷۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين: ۲۱۹۷۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن: ۶)

”اور یہ کہ بعض بنی آدم بعض جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے، اس سے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی۔“

عامل کو اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ شیطان ناتواں و کمزور ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ۷۶)

”بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے۔“

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دم کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ شیطان کی سازش کمزور ہے، باوجود اس کے کہ جنوں کو خلاف عادت بہت زیادہ قوت دی گئی ہے، ان کی یہ قوت کئی واقعات سے ثابت ہے، لیکن بوقت مقابلہ وہ بہت زیادہ کمزور ثابت ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء (۷۶) میں یہ فرمان بالکل سچ ہے: ”بے شک شیطان کی چال اور اس کا داؤ کمزور ہے۔“<sup>①</sup>

اس بات سے بھی آگاہ رہنا چاہیے کہ جن بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں، اس لیے ہر بات میں ان کی تصدیق نہ کریں جیسا کہ صحیح حدیث میں مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس چور شیطان کے متعلق فرمایا جو مسلسل تین راتیں چوری کرنے آتا رہا:

«صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ»<sup>①</sup>

”شیطان نے تم سے سچ کہا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔“

⑨ مریض اور اس کے اہل و عیال کو تسلی دینا:

خواہ کوئی بھی مرض ہو اس کے اثرات مریض کے دل پر ضرور ہوتے ہیں اور کبھی کبھی مریض اس مرض سے جس میں وہ مبتلا ہے شفا کے سلسلے میں مختلف شکوک و شبہات اور دوسوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے معالج کو چاہیے کہ وہ مریض کے دل میں امید کی روح پھونک دے اور معاملہ کو آسان بتائے، مشکل کہہ کر اسے خوفزدہ نہ کرے۔ کتنے ایسے مریض ہیں جنہوں نے اپنے مرض کو لا علاج سمجھا، جس سے ان کی قوت جواب دے گئی اور وہ اسی کی بھینٹ چڑھ گئے اور کتنے ایسے مریض ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا پا گئے اس لیے کہ وہ مرض پر غالب آ گئے تھے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَفَفَسُوا لَهُ فِي الْأَجَلِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ»<sup>②</sup>

”جب تم مریض کی عیادت کے لیے جاؤ تو اس سے موت کے غم کو دور کرو، یہ کسی چیز (یعنی موت) کو روک نہیں سکتی لیکن اس سے مریض کی روح کو تسلی

① صحیح بخاری، کتاب الوکالة، باب إذا وکل رجلاً فترك الوکیل شیئاً: ۲۳۱۱۔

② ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض: ۱۴۳۸۔ ترمذی، کتاب

الطب، باب تطییب نفس المریض: ۲۰۸۷۔ یہ حدیث ضعیف ہے، ضعیف ترمذی: ۱۸۲۔

۲۰۸۷۔ الاحادیث الضعیفة: ۱۸۲۔

ہوتی ہے۔“

### مریض کے لیے چند ہدایات:

بہت سی ایسی چیزیں جن کا معالج و عامل میں پایا جانا ضروری ہے، ان کا مریض میں بھی ہونا ضروری ہے، جیسے صحیح العقیدہ ہونا، نیت کا اللہ کے لیے خالص ہونا، اللہ کی طرف سچی توجہ ہونا، نیکی کے کاموں پر حریص اور گناہوں کے کاموں سے نفرت ہونا، حرام حتیٰ کہ مشکوک چیز سے بھی پرہیز کرنا۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس نوع کا علاج دو چیزوں سے ہوتا ہے، ایک کا تعلق آسیب زدہ سے اور دوسری کا تعلق معالج و عامل سے ہے۔ پس جس کا تعلق مریض و آسیب زدہ سے ہے وہ یہ ہے کہ اس کے اندر قوت نفس اور ان جنات کے پیدا کرنے والے رب ذوالجلال کی طرف سچی توجہ ہو..... اور دوسرے چیز کا تعلق معالج سے ہے بایں طور کہ اس کے اندر بھی ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔“<sup>①</sup>

اس سے پہلے جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان کے علاوہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے، ان کا تعلق مریض سے ہے:-

### ① اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین:

مریض کو اس بات پر پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ ہر قسم کا نفع و نقصان اللہ وحدہ لا شریک نہ ہی کی طرف سے ہے، اس کے علاوہ نہ کوئی بیمار کر سکتا ہے اور نہ شفا دے سکتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

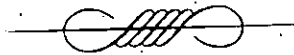
(یونس: ۱۰۷)

”اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخششے والا مہربان ہے۔“

یہ اس لیے کہ مریض کا دل کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ دوسروں کے ساتھ معلق ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی یہ شرک خفی کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ پس بعض (آسیب زدہ) مریض اور ان کے اقارب کہتے ہیں کہ فلاں عامل فلاں سے بہتر ہے، اس لیے کہ اس نے جن کو نکال دیا، دوسرا نہیں نکال سکا تھا۔

## ② صبر کرنا:

مریض پر واجب ہے کہ وہ صبر سے کام لے اور اپنا حوصلہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ بلند رکھے اور شفا کے سلسلے میں جلد بازی نہ کرے۔



## کیا دم سے علاج کرنا توکل کے منافی ہے؟

بعض اہل علم نے علاج معالجہ کو ناپسند کیا ہے اور دلیل اس حدیث کو بنایا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ”باب من لم یرق“ کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایک مجلس میں آئے اور فرمایا:

« عُرِضَتْ عَلَى الْأُمَمِ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا عَظِيمًا سَدَّ الْأَفْقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي فَقِيلَ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفْقَ فَقِيلَ لِي انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفْقَ فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَبَدَّكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَمَا نَحْنُ قَوْلُكَ دَنَا فِي الشِّرْكِ وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَطْفِرُّونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْفُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عِكَاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ



سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ»<sup>①</sup>

”تمام امتوں کو مجھ پر پیش کیا گیا، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی چل رہا ہے، کسی نبی کے ساتھ دو آدمی ہیں اور کسی نبی کے ساتھ ایک جماعت ہے اور کوئی ایسا نبی بھی ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ بعد ازاں افق کے خلا پر ایک بڑی جماعت نظر آئی، میں پر امید ہو گیا کہ یہ میری امت کے لوگ ہیں۔ لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لوگ ہیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ (آسمان کی طرف) دیکھیے، وہاں میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی، پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو، میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت آسمان کے خلا کو پر کیے ہوئے ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ تیری امت کے لوگ ہیں، ان کے ساتھ ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔“ اس کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کی وضاحت نہیں کی تھی۔ نبی ﷺ کے اصحاب نے اس پر آپس میں گفتگو کی کہ وہ لوگ کون ہوں گے، انھوں نے کہا: ”ہم لوگ تو شرک پر پیدا ہوئے تھے (اگرچہ بعد میں) ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے، لیکن یہ ستر ہزار لوگ ہماری اولاد ہیں ہوں گے (جو حالات اسلام میں پیدا ہوں گے)۔“ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگ وہ ہیں جو نہ فال نکالتے ہیں نہ داغنے کا کام کرتے ہیں اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں، صرف اپنے رب پر بھروسہ و توکل رکھتے ہیں۔“ یہ بات سننا تھی کہ عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا:

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب من لم یرق : ۵۷۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب : ۲۲۰۔

”اللہ کے رسول! کیا میں ان میں سے ہوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں!“  
 ایک دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور کہا: ”کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟“  
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”عکاشہ بازی جیت گئے۔“

تو اس حدیث سے متعلق تیسیر العزیز الحمید کے مؤلف فرماتے ہیں: یہ جان لو! کہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کر رہی کہ وہ لوگ اسباب کو بروئے کار لانے کے بالکل قائل نہیں تھے جیسا کہ اس حقیقت سے نا واقف بعض لوگ خیال کرتے ہیں، کیونکہ اسباب و وسائل کو اختیار کرنا ایک فطری اور ضروری امر ہے، جس سے کسی کو بھی مفر نہیں ہے یہاں تک کہ جانوروں کو بھی۔ بلکہ اہم اسباب و ذرائع کا استعمال کرنا ہی اصل توکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (الطلاق: ۳)

”جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کے لیے کافی ہے۔“

اور حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ امور کو ان کی حاجت کے باوجود بھی اللہ پر توکل کرتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں جیسے دم کرنا اور داغنا، وہ اسے صرف سبب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مکروہ و ناپسندیدہ سبب کی وجہ سے ترک کر دیتے تھے۔ مریض کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ جسے شفا کا ذریعہ خیال کرتا ہے، خواہ وہ مکڑی کا جالا ہی کیوں نہ ہو، اس کا سہارا لینے کی کوشش کرتا ہے اور یہ لوگ ایسا نہیں کرتے تو یا وہ اپنے رب پر صحیح معنوں میں توکل کرتے ہیں۔ رہا اسباب و ذرائع کا استعمال کرنا اور کسی طریقہ پر علاج کرنا اس میں کوئی کراہت نہیں ہے اور نہ یہ توکل ہی کے منافی ہے، اس لیے کہ علاج معالجہ کرنا کوئی برا کام نہیں ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً ۝ ﴾<sup>①</sup>

”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کی شفا نازل نہ کی ہو۔“

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ چند دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انھوں نے کہا:

﴿ يَا رَسُولَ اللَّهِ! اتَّعَدَوْنِي؟ قَالَ: نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ! تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ قَالُوا وَمَا هُوَ؟ قَالَ: الْهَرَمُ ۝ ﴾<sup>②</sup>

”کیا ہم علاج کروا سکتے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! اللہ کے بندو! تم دوا اور علاج کرواؤ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کے لیے شفا نازل نہ کی ہو سوائے ایک بیماری کے۔“ لوگوں نے پوچھا: ”وہ کون سی بیماری ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ بڑھاپا ہے۔“

اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ان احادیث میں اسباب اور مسببات کا ثبوت اور ان کا انکار کرنے والے پر رد اور علاج معالجہ کا حکم ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ بھوک و پیاس اور گرمی و سردی کو ان کے اَضداد سے دور کرنا توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ توحید کی حقیقت اسی وقت مکمل ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے ساتھ

① بخاری، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء: ۵۰۶۷۸۔ صحیح الجامع الصغیر: ۵۵۵۹۔

② ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء في الدواء والحث عليه: ۲۰۳۸۔ ابن داؤد، : ۳۸۵۵۔ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء ..... الخ: ۳۴۳۶۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۷۹۳۴۔

ساتھ وہ اسباب بھی بروئے کار لائے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تقدیری اور شرعی تقاضے پورے کرنے کے لیے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہے۔ ان اسباب کو بے کار قرار دینا توکل میں عیب لگانا اور اسے کمزور کرنا ہے کیونکہ اسباب کا انکار کرنے والا خیال کرتا ہے کہ اسباب کو استعمال نہ کرنا توکل کی اعلیٰ شکل ہے حالانکہ اسباب کو استعمال نہ کرنا عاجز آنا اور توکل کے منافی ہے کیونکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ دین و دنیا کے ہر نفع و نقصان کی بابت اپنا دلی اعتماد اللہ تعالیٰ کے اوپر کرنا، مگر اس دلی اعتماد کے ساتھ ساتھ اسباب کا استعمال کرنا بہت ضروری ہے ورنہ امر حکمت اور شرع کا انکار لازم آتا ہے اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ عاجزی و کمزوری کو توکل کا نام دے دے اور جو حقیقی توکل ہے اسے عدم توکل کا نام دے دے۔“<sup>①</sup>

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا دم توکل کے منافی ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ توکل کا معنی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے میں اللہ تعالیٰ پر حقیقی اعتماد و بھروسہ کیا جائے اور ساتھ ان اسباب کو بھی استعمال کیا جائے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ توکل کا یہ مفہوم بالکل نہیں ہے کہ بغیر اسباب و ذرائع کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر لیا جائے، اس لیے کہ بغیر اسباب کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کی حکمت میں تہمت لگانا اور ہتک کرنا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے نتائج کو اسباب سے متعلق کیا ہے۔

تو یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا کون شخص ہے؟ تو اس کا جواب یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ ﷺ ضرر و نقصان سے بچنے کے لیے اسباب و ذرائع کا استعمال کرتے

تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! جب آپ ﷺ جنگ کے لیے جاتے تھے تو زرہیں پہن کر جاتے تھے تاکہ تیروں سے بچ سکیں اور غزوہ اجد میں آپ ﷺ دوزرہیں پہن کر گئے تھے اور یہ سب چیزیں پیدا ہونے والے حادثات سے بچنے کی تیاری تھیں۔ اس لیے اسباب کا استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ انسان کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ اسباب صرف اسباب اور وسائل ہیں، بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ان میں کوئی تاثیر نہیں ہے۔ اس لیے انسان کا اپنے آپ کو یا اپنے کسی مریض بھائی کو دم کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ وہ معوذات کے ذریعے خود کو دم کرتے تھے اور جب آپ کے اصحاب بیمار ہوتے تھے تو انھیں بھی دم کرتے تھے۔<sup>①</sup>

### دم کرنے پر اجرت لینا:

دم کی اجرت سے متعلق سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي سَفَرٍ فَمَرُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمْ فَقَالُوا لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَإِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ لَيَدِيعُ أَوْ مُصَابٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ نَعَمْ فَاتَّاهُ فَرَفَّاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَّئَ الرَّجُلُ فَأُعْطِيَ قَطِيعًا مِنْ غَنَمٍ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا وَقَالَ حَتَّى أَذْكَرَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ مَا رَقِيتُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ: وَمَا أَذْرَاكَ أَنَّهَا رُقِيَةٌ؟ ثُمَّ قَالَ خُذُوا مِنْهُمْ وَاضْرِبُوا إِلَيَّ بِسَهْمٍ مَعَكُمْ»<sup>②</sup>

① مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۶۶/۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفتح الکتاب: ۵۷۳۶۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذکار: ۲۲۰۱۔

”رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام سفر میں تھے کہ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس سے ان کا گزر ہوا۔ انھوں نے ضیافت طلب کی تو اس قبیلہ کے لوگوں نے ضیافت سے انکار کر دیا (اتفاق سے ان کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا) تو انھوں نے ان سے پوچھا: ”کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟“ کیونکہ قبیلہ کا سردار مارگزیدہ یا مصیبت زدہ ہے۔“ ان میں سے ایک صحابی نے کہا: ”میں دم جانتا ہوں۔“ وہ صحابی آئے اور سورۃ فاتحہ کے ذریعے اس کا علاج کیا تو سردار شفا یاب ہو گیا اور انھیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیا گیا۔ انھوں نے کہا: ”مجھے یہ منظور نہیں ہے یہاں تک کہ میں نبی ﷺ سے پوچھ لوں۔“ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور پورا واقعہ سنایا اور کہا: ”میں نے صرف سورۃ فاتحہ پڑھی تھی۔“ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ سورۃ فاتحہ دم ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان سے بکریوں کو لے لو اور اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگا لو۔“

تو آپ ﷺ کا قول کہ ”ان سے لے لو اور اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگاؤ“ اس میں فاتحہ اور ذکر و اذکار کے ساتھ کیے گئے دم پر اجرت لینے کی وضاحت ہے کہ یہ حلال ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

اور آپ ﷺ کا فرمان کہ ”اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگاؤ“ ان لوگوں کے دل کو خوشی و تسلی دینا اور ان کی تعریف میں مبالغہ کرنا مقصود تھا کہ وہ حلال ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔<sup>①</sup>

امام احمد رحمہ اللہ نے یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ

① مسند احمد: ۱/۴، ۱۷۱، ۱۷۲۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ دارمی: ۱۰/۱۔ زاد المعاد: ۶۸/۴۔

ایک عورت اپنے آسیب زدہ بیٹے کو نبی ﷺ کے پاس لائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اُخْرِجْ عَدُوَّ اللَّهِ اَنَا رَسُولُ اللَّهِ »

”اللہ کے دشمن نکل جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔“

تو وہ لڑکا صحت یاب ہو گیا اور اس عورت نے دو دنبے، گھی اور پنیر بطور ہدیہ

آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے یعلیٰ! گھی، پنیر اور ایک دنبہ لے لو اور دوسرا دنبہ اسے واپس کر دو۔“<sup>①</sup>

لیکن آج کل اکثر دم کرنے والوں نے اس معاملہ میں توسیع کر لی ہے اور بہت زیادہ مال کمانے لگے ہیں یہاں تک ان کا مقصد و مطلب صرف مال جمع کرنا رہ گیا ہے، جس سے ان کی نیت میں فتنہ اور کھوٹ پائی جانے لگی اور ان کے دم کی برکت ختم ہو گئی۔ اس لیے دم کرنے والے پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صرف مال اکٹھا کرنے کی نیت نہ رکھے اور بھاری معاوضے کو ترک کر دے اور ضرور تمندوں کے حالات کی رعایت کرے کیونکہ اس میں سب سے زیادہ جس بات کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ شعبہ باز لوگوں پر اپنے دم کے ذریعے غالب آجائیں گے اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر کے لوگوں کا مال لے کر ان کا کچھ مر نکالنا شروع کر دیں گے جیسا کہ آج نظر آ رہا ہے۔

اس لیے جو شخص لوگوں کو دم کرنے اور ان کے نفع کے لیے اپنے آپ کو وقف کرے اسے چاہیے کہ اس کے اجر و ثواب کی امید اللہ تعالیٰ کے پاس رکھے۔ پس اگر کچھ مل گیا تو لے لیا ورنہ اگر کچھ بھی نہ لے اور انکار کر دے تو یہ چیز اجر و ثواب اور برکت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے لیے افضل اور بہتر ہے۔

## دم سے متعلق بعض خطرناک چیزیں:

① کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک عامل کے پاس لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے اور یہ ہجوم دیکھ کر لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس عامل میں کوئی خاص بات ہے حتیٰ کہ وہ اس عامل کو کلام اللہ سے بھی زیادہ اہمیت دینا شروع کر دیتے ہیں یعنی ان کا اتنا یقین کلام اللہ پر نہیں ہوتا جتنا اس عامل پر ہو جاتا ہے۔ یہ ایک خطرناک غلطی اور عقیدہ کی خرابی ہے جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

② شیطان جب دیکھتا ہے کہ لوگوں کے دل کسی خاص شخص کے ساتھ متعلق ہو چکے ہیں تو وہ اس شخص کی مدد کرنا شروع کر دیتا ہے جبکہ وہ شخص اس سے لاعلم ہوتا ہے اور شیطان اس شخص سے خود کا ڈرنا ظاہر کرتا ہے اور مریض سے نکل جاتا ہے تاکہ لوگوں کا اعتماد اور بھروسہ اس شخص پر ان آیات اور مسنون اذکار سے زیادہ ہو جائے جو وہ تلاوت کرتا ہے اور لوگ یہ اعتقاد کر لیں کہ اس میں کوئی خاص راز ہے یہاں تک کہ کسی شخص کو جب بھی کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو وہ اس کے پاس آتا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ اس میں جن ہے یا نہیں ہے۔

③ خود پسندی کا شکار ہونا، بعض عامل جب دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس مریضوں کا ازدحام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دم کے سبب بہت سے لوگوں کو شفا یاب کر رہا ہے اور شیطان کس طرح اس سے خوفزدہ ہے تو وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔

④ دم کے ذریعے مال و دولت جمع کرنا، جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے

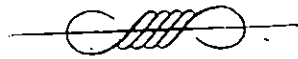
⑤ امراض کی تشخیص میں انکل پچو سے کام لینا، جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

## ۲۔ شرکیہ دم:

دم کی دو قسمیں ہیں، ایک شرعی دم اور دوسرا شرکیہ دم، شرعی دم سے متعلق آپ جان



چکے تو شرکیہ دم سے مراد وہ دم ہے جس میں غیر اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے یعنی اس میں غیر اللہ کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا اور پناہ طلب کرنا ہوتا ہے۔ جیسے جن، فرشتے، انبیاء اور نیک لوگوں کے ناموں سے جھاڑ پھونک کیا جائے۔ تو یہ غیر اللہ کو پکارنا ہے جو شرک، اکبر ہے۔ اگر دم کے الفاظ عربی زبان کے علاوہ کسی غیر معروف زبان میں ہیں جن کا مطلب معلوم نہیں تو اس سے بھی بچنا از حد ضروری ہے، کیونکہ اس میں خفیہ طور سے شرک و کفر کے داخل ہونے کا خوف ہے، اس لیے اس طرح کا دم شرعی طور پر ممنوع ہے۔



## تعویذ اور اس کا حکم

تعویذ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

تمام (تعویذ) یہ تسمیہ کی جمع ہے، اس سے مراد تسبیح کے وہ دانے اور مہرے ہیں جنہیں دیہاتی لوگ اپنے بچوں کی گردن میں اپنے وہم و گمان کے مطابق نظر بد و جادو ٹونا سے بچانے کے لیے لٹکاتے تھے، اسلام نے اسے باطل قرار دے دیا۔ (لسان العرب: ۷۰/۱۲) اور تمام اس چیز کو بھی کہتے ہیں جسے نظر بد سے بچانے کے لیے بچوں کی گردن وغیرہ میں لٹکا دیا جائے۔<sup>①</sup>

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تمام تسمیہ کی جمع ہے جس کا معنی گردن میں ڈالے جانے والا ہار یا مہرہ ہے۔ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ یہ مصائب و آفات کو دفع کرتا ہے۔“<sup>②</sup>

تعویذ کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:-

① قرآنی تعویذ

① الدر النضید علی کتاب التوحید للشیخ محمد بن عبد الوہاب: ۷۳۔

② فتح الباری: ۲۰۶/۱۰۔

## ② غیر قرآنی تعویذ

## ① قرآنی تعویذ اور اس کا حکم:

وہ تعویذ جس میں قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات ہوں، اس کے لٹکانے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور اس بارے میں دو قول ہیں:-

(ا) ایسے تعویذ لٹکانا جائز ہے۔ یہ قول صحابہ کی ایک جماعت کا ہے جن میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور یہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا ظاہری مفہوم ہے، اسی کے قائل ابو جعفر الباقر اور ایک روایت کے مطابق امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور منع والی حدیث کو ان لوگوں نے اس تعویذ پر محمول کیا ہے جس میں شرک ہو۔

(ب) ایسے تعویذ لٹکانا بھی ناجائز ہے۔ یہ قول بھی صحابہ کی ایک جماعت کا ہے جن میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما شامل ہیں اور یہی حذیفہ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما اور ابن عکیم ظاہری کا قول ہے، اس قول کی قائل تابعین میں سے بھی ایک جماعت ہے جن میں اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ابن حنبل رضی اللہ عنہ کے اکثر ساتھیوں نے اسی کو اختیار کیا ہے اور متاخرین نے قطعیت کے ساتھ اسی کو تسلیم کیا ہے اور وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

«إِنَّ الرُّفْيَ وَالْتَّمَائِمَ وَالْبَتُولَةَ شِرْكٌ» ①

”بلاشبہ دم، تعویذ گنڈے اور محبت کی گرہیں سب شرک ہیں۔“

① ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التَّمَائِمِ: ۳۸۸۳۔ ابن ماجہ: ۳۵۳۰۔ مسند

مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر دوسرا قول رائج ہے :-

- ① تعویذ کی ممانعت عام ہے جس کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔
- ② سد باب کے لیے کہ یہ ایسی چیزوں کے لٹکانے کی طرف مائل کر دے گا جن کا لٹکانا جائز نہیں ہے۔
- ③ قرآن کی آیات کے لٹکانے سے لازمی طور پر ان کی توہین ہوتی ہے، اس لیے کہ لٹکانے والا قصائے حاجت و استعجا وغیرہ کے دوران اس کو الگ نہیں کر سکتا ہے۔<sup>①</sup>

## ② غیر قرآنی تعویذ اور اس کا حکم :

غیر قرآنی تعویذ سے مراد وہ تعویذ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارا گیا ہوتا ہے، لوگ انھیں اپنی گردن میں لٹکاتے اور بازو وغیرہ پر باندھتے ہیں۔ یہ مختلف قسم کے ہوتے ہیں جیسے تسبیح کے دانے، مہرے، دھاگے، منکے اور وہ چیزیں جن پر جنات و شیطین کے نام وغیرہ لکھے ہوتے ہیں۔ یہ قطعی حرام اور شرک ہے، اس لیے کہ اس کا تعلق غیر اللہ سے ہے۔

بعض لوگ ان اشیاء کو اپنے آپ پر، اپنی گاڑیوں پر، گھروں کے دروازوں پر اور اپنی اولاد کی گردن میں اس اعتقاد کے ساتھ لٹکاتے ہیں کہ یہ چیزیں نظر بد و حسد کو دور کر دیں گی جبکہ یہ تمام چیزیں حرام ہے۔

## ایک سوال اور اس کا جواب :

سعودی عرب کے علماء کی افتاء کمیٹی سے جو اس سے متعلق سوالات ہوئے ہیں ان میں سے تین سوال اور ان کا جواب درج ذیل ہیں۔

(سوال) کیا نظر بد، حسد اور کسی دوسرے نقصان سے بچنے کے لیے جیب میں قرآنی آیات تحریری صورت میں یا چھوٹے قرآنی نسخے رکھنا جائز ہے؟ انھیں صرف اس نیت سے رکھا جائے کہ یہ بابرکت رب کا بابرکت کلام ہے اور یہ کلام انسان کا محافظ ہے، اس کے علاوہ کوئی اور عقیدہ نہ ہو۔ اور کیا یہ چیزیں گاڑی اور دکان وغیرہ میں بھی رکھنا جائز ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

(سوال) نظر بد اور حسد سے بچاؤ یا کسی اور سبب جیسے کامیابی حاصل کرنے، کسی مرض یا جادو وغیرہ سے شفا حاصل کرنے کی خاطر قرآنی آیات سے لکھے گئے تعویذ کو لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

(سوال) سنہری زنجیروں میں یا کسی اور چیز میں قرآنی آیات کے تعویذ کا کسی نقصان اور شر سے بچنے کے لیے لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) قرآن کا نزول اللہ تعالیٰ نے اس لیے فرمایا ہے کہ لوگ بطور کلام اللہ اس کی تلاوت کریں اور اس کے معانی و مفاہیم پر غور کریں، اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل پیرا ہوں، جس سے ان کو پند و نصیحت حاصل ہو، ان کے دل نرم ہو جائیں اور سینے میں موجود ضلالت و جہالت دور ہو جائے اور شرک کی گندگیوں اور معصیت و گناہ کے اثرات سے نفس کی طہارت ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اس شخص کے لیے ہدایت و رحمت بنایا ہے جو اس کے لیے اپنے دل کو کھول دے اور حاضرہ کرکان لگا کر اسے سنے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاء لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (یونس: ۵۷)

”لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا

اور مومنوں کے لیے رحمت اور ہدایت آ پینچی ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾  
(الزمر: ۲۳)

”اللہ نے نہایت اچھا کلام نازل فرمایا ہے، جو ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں اور بار بار دہرائی (پڑھی) جاتی ہیں، جس سے ان لوگوں کے جسم کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾  
(ق: ۳۷)

”اس میں ہر صاحب دل (یعنی عقل مند) کے لیے عبرت ہے اور اس کے لیے جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو۔“

قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے بطور ایک معجزہ نازل کیا ہے اور یہ تمام لوگوں کی جانب آپ کے رسول ہونے پر ایک واضح نشانی ہے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو ان تک ان پر رحم و کرم کرتے ہوئے اور حجت قائم کرنے کے لیے پہنچا دیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (النجم: ۵۰، ۵۱)

”اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں؟ کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے۔ اس ہیں اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں۔ کیا ان لوگوں کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، کچھ تک نہیں کہ مومن لوگوں کے لیے اس میں رحمت اور نصیحت ہے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ﴾ (الفصص: ۲)

”یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ﴾ (لقمان: ۲)

”یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔“

علاوہ ازیں بہت ساری آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک ایک معجزہ اور نشانی ہے۔

قرآن دراصل شریعت کی کتاب اور احکام کا بیان ہے اور وہ ایک عظیم نشانی، ایک بڑا معجزہ اور قطعی حجت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی تائید کی ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ قرآن کے ذریعے خود دم کیا کرتے

تھے اور اپنے آپ پر تینوں معوذات ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا کرتے تھے اور آپ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے اس دم کی اجازت دی ہے جس میں شرک نہ ہو۔ جیسے قرآن اور مسنون دعاؤں کے ذریعے دم کرنا اور آپ نے قرآن کے ذریعے کیے گئے صحابہ کے دم کو ثابت اور برقرار رکھا ہے، اس پر لی گی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كُنَّا نَرَفِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ؟»

فَقَالَ أَعْرِضُوا عَلَيَّ رَفَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقِيِّ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ»<sup>①</sup>

”ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے تو میں نے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”آپ اس دم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا دم ہمیں بتاؤ، جب تک اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔“

اسی طرح سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«إِن طَلَّقَ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْبَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمْ فَلِدِعَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَبَسَعُوا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَاتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ! إِنَّ سَيِّدَنَا لِدِعَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَفِي وَلَكِنَّا وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ



فَلَمْ تُضَيِّقُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعَلًا فَصَالِحُوهُمْ  
 عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَأَنْطَلِقَ يَنْفُلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ﴾ فَكَأَنَّمَا نَشِطُ مِنْ عِقَالٍ فَأَنْطَلِقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلْبَةٌ قَالَ  
 فَأَوْفُوهُمْ جَعَلَهُمُ الَّذِي صَالِحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اقْسِمُوا فَقَالَ  
 الَّذِي رَفَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْ لَهُ  
 الَّذِي كَانَ فَتَنْظَرُ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ؟ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ  
 اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ» ①

”نبی ﷺ کے کچھ صحابہ سفر میں تھے کہ انھوں نے عرب کے قبائل میں سے ایک  
 قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا اور ضیافت طلب کی، ان لوگوں نے ضیافت سے انکار  
 کر دیا۔ بعد ازاں اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا۔ ان لوگوں نے  
 ہر ممکن علاج کیا لیکن ان کے سردار کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تب ان کے ایک آدمی  
 نے کہا: ”اگر تم ان آنے والے لوگوں کے پاس جاؤ تو ممکن ہے کہ کسی کے  
 پاس سے کوئی چیز (علاج کے لیے) مل جائے۔“ وہ ان لوگوں کے پاس آئے  
 اور کہا: ”ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور ہم نے ہر ممکن علاج کیا ہے  
 لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، کیا آپ میں سے کسی کے پاس کچھ ہے؟“ تب ایک  
 صحابی نے کہا: ”ہاں! میں اس کا دم جانتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! ہم نے تم سے

① صحیح بخاری، کتاب الإجارة، باب ما يعطى فى الرقية على أحياء العرب بفاتحة  
 الكتاب: ۲۲۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية  
 القرآن والاذکار: ۲۲۰۱۔

ضیافت طلب کی تھی، تم نے ضیافت سے انکار کر دیا، اس لیے میں تمہارے لیے دم نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم ہمارے لیے کوئی معاوضہ مقرر نہ کرو۔“ ان لوگوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ پر مصالحت کر لی، وہ صحابی گئے اور اس پر تھوک لگانے لگے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے لگے، جس سے مریض ایسے ہو گیا جیسے کسی بندھن سے آزاد ہو گیا ہو اور اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف آئی ہی نہ ہو۔“ تب ان لوگوں نے اپنا وہ عہد پورا کر دیا جس پر مصالحت کی تھی (یعنی بکریوں کا ریوڑ دے دیا)۔ بعض صحابہ نے کہا: ”لاؤ اسے تقسیم کرو۔“ لیکن دم کرنے والے صحابی نے کہا: ”نہیں، اسے تقسیم نہ کرو یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر اس کے بارے میں پوچھ نہ لیں۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر انھوں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں نے درست کیا ہے، اسے تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگا لو۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔“

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

« كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفِّهِ بِ: ﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ حَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكَيْتُ كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ» ①

”رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر

دونوں ہتھیلیوں میں پھونک مارتے پھر انھیں اپنے چہرے اور جسم کے جس جس حصے پر ممکن ہوتا پھیرتے تھے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تھے تو مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیتے تھے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض اہل و عیال پر دم فرماتے تھے اور داہنے ہاتھ سے مسح کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهَبِ الْبَاسَ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیُّ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ لَا شِفَاءَ لَا یُعَادِرُ سَقَمًا »<sup>①</sup>

”اے میرے اللہ! اے لوگوں کے رب! تو (یہ) بیماری دور کر دے اور شفا دے دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں اور تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، اس لیے تو ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔“

اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن اور مسنون وظائف سے دم کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے اور اس دم کو برقرار رکھا ہے جس میں شرک کی ملاوٹ و آمیزش نہ ہو اور نبی ﷺ سے، جن پر قرآن کا نزول ہوا اور وہ اس کے احکام اور قدر و منزلت سے بخوبی واقف تھے، یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے اپنے اوپر یا کسی غیر پر قرآن وغیرہ کا تعویذ لٹکایا ہو اور قرآن یا اس کی آیات کا تعویذ حسد و شر سے بچنے کے لیے بنایا ہو یا قرآن اور اس کے اجزاء کو اپنے لباس، مال و متاع یا سواری پر لٹکایا ہو، تاکہ دشمن کے شر سے محفوظ رہیں یا ان پر کامیابی حاصل کر لیں یا آپ کے لیے منزل طے کرنا آسان ہو جائے اور سفر کی صعوبتیں ختم ہو جائیں یا اور کسی نفع کو حاصل کرنے اور نقصان کو ختم کرنے کا اس سے ارادہ کیا ہو۔

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ: ۵۷۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض: (۲۱۹۱)

اس لیے اگر یہ کام مشروع ہوتے تو آپ اس کے کرنے پر حریص ہوتے اور اپنی امت کو بتاتے اور اسے واضح کر دیتے، اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾  
(المائدة: ٦٧)

”اے پیغمبر! جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں وہ سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم اللہ کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور اللہ تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا، بے شک اللہ منکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اگر آپ ﷺ نے ان کاموں کو کیا ہوتا یا صحابہ سے بیان کیا ہوتا تو صحابہ ہم تک اسے نقل کرتے اور اس پر عمل کرتے۔ اس لیے کہ وہ دین کی تبلیغ کے لیے امت میں سے سب سے زیادہ حریص تھے اور قولاً و فعلاً شریعت کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ اتباع کرنے والے تھے۔ لیکن ان میں سے کسی سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا کسی مال و متاع، گاڑی اور خزانے وغیرہ میں حسد سے بچنے، اس کی حفاظت کے لیے یا کسی اور فائدہ کے حاصل کرنے اور نقصان و ضرر سے بچنے کی غرض سے رکھنا یا لٹکانا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کو تعویذ بنانا یا اس کی بعض آیات کا چاندی و سونے کی زنجیروں میں لکھنا تاکہ گردن وغیرہ میں لٹکایا جاسکے، جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں نبی ﷺ کے طریقہ اور آپ کے صحابہ کے طریقہ کی مخالفت ہے، نیز یہ اس حدیث کے عموم میں بھی داخل ہے:

«مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَمَّ لِلَّهِ لَهُ»<sup>①</sup>

”جو شخص تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کا (وہ) کام پورا نہ کرے۔“

اور ایک روایت میں ہے:

«مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ»<sup>②</sup>

”جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔“

اور یہ چیز آپ ﷺ کے اس قول کے عموم میں بھی داخل ہے:

«إِنَّ الرُّقَى وَالْتِمَائِمَ وَالتَّوَلَةَ شُرُكٌ»<sup>③</sup>

”بلاشبہ (غیر شرعی) دم، تعویذ گنڈا اور محبت کے تعویذ شرک ہے۔“

لیکن دم کو نبی ﷺ نے اپنے دوسرے قول سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے اور جب تک اس میں شرک نہ ہو اسے مباح قرار دیا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن آپ نے تعویذ گنڈا کو کہیں بھی مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ ان تمام کی مخالفت اپنی اصل پر باقی ہے، اسی کے قائل عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صحابہ و تابعین کی ایک جماعت بھی ہے۔ انہی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب جیسے ابراہیم بن یزید النخعی رضی اللہ عنہ ہیں۔

علماء کی ایک جماعت نے حفاظت وغیرہ کی غرض سے قرآن اور اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے تعویذوں کو لٹکانے کی رخصت دی ہے اور اسے تعویذ کے سلسلے میں آپ ﷺ کی وارد حدیث سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جس طرح اس دم کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جس میں شرک نہ ہو۔ اس لیے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے، یہ

① مسند احمد: ۱۵۴/۴۔ مستدرک حاکم: ۴/۲۱۶، ۴۱۷۔

② مسند احمد: ۱۵۶/۴۔ مستدرک حاکم: ۳/۲۱۹۔

③ ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمام: ۳۸۸۳۔ ابن ماجہ: ۳۵۳۰۔

شرک نہیں ہے، اس لیے اس کا تعویذ بنانے سے منع نہیں کیا جائے گا اور اسے ساتھ رکھنا یا اس کو اس کی برکت و منفعت کی امید سے لٹکانا درست ہوگا۔ یہ قول منسوب ہے ایک ایسی جماعت کی طرف جن میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ لیکن اس بارے میں ان سے روایت ثابت نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس سند میں محمد بن اسحاق ہیں جو مدلس ہیں اور معتمد سے روایت کرتے ہیں۔ اگر یہ روایت ثابت بھی ہو جائے تو بھی تعویذوں کے لٹکانے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ اس لیے کہ اس روایت میں ہے کہ وہ اپنے بڑے بچوں کو قرآن حفظ کرواتے تھے اور چھوٹے بچوں کے لیے تختی میں لکھ کر ان کی گردنوں میں لٹکا دیا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ وہ ان کے ساتھ ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ وہ اس لکھی ہوئی تحریر کو بار بار دہرائیں یہاں تک کہ وہ حفظ ہو جائے، نہ کہ اس لیے کہ آپ انھیں حسد اور دیگر قسم کے نقصانات سے بچانے کے لیے ایسا کرتے تھے۔ اس لیے اس سے تعویذوں کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

عبدالرحمن بن حسن نے اپنی کتاب فتح الجبید میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے مذہب کو اختیار کیا ہے جس میں قرآنی وغیر قرآنی تمام تعویذوں سے منع کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ مذہب تین وجوہ کی بنا پر صحیح اور درست ہے:-

- ① تعویذ کی ممانعت عام ہے اور اس عمومیت کی کسی روایت سے تخصیص نہیں ہوتی ہے۔
- ② شرکیہ تعویذوں کے سدباب کے لیے، کیونکہ ان تعویذوں کے لٹکانے سے شرکیہ تعویذوں کے لٹکانے کا راستہ بھی کھل جائے گا۔

- ③ اس لیے بھی کہ جب کوئی شخص اسے لٹکائے گا تو ضروری ہے کہ وہ اسے لٹکائے ہوئے قضائے حاجت و استیجاب وغیرہ کے لیے بھی جائے گا جس سے قرآن کی توہین و تحقیر ہوگی۔<sup>①</sup>

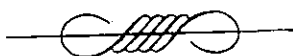
### محبت کا تعویذ:

”التَّوَلَّۃُ“ یعنی محبت کا تعویذ، یہ مہرے کی ایک قسم ہے جسے جادو کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جس سے بیوی شوہر سے محبت کرنے لگتی ہے۔ (لسان العرب: ۸۱/۱۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”تَوَلَّوْهُ وہ شے ہے جس کے ذریعے بیوی اپنے شوہر کی محبت کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ جادو کی ایک قسم ہے۔ یہ جائز نہیں ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الرُّفَىَّ وَالتَّمَائِمَ وَالتَّوَلَّۃَ شِرْكٌ»<sup>①</sup>

”بلاشبہ (غیر شرعی) دم، تعویذ گنڈے اور محبت کے تعویذ شرک ہیں۔“



① ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التماائم: ۳۸۸۳۔ ابن ماجہ: ۳۵۳۰۔

## کہانت اور علم نجوم

کاہن کی تعریف:

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو کائنات کے بارے میں مستقبل کی خبریں بتائے اور راز و اسرار کو جاننے کا دعویٰ کرے۔<sup>①</sup>

ازہری نے کہا ہے:

”عرب میں کہانت کا وجود سیدنا محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے تھا..... جب آپ کی بعثت ہوئی اور شہاب ستاروں کے ذریعے آسمان پر پھرے لگا دیے گئے اور شیاطین و جنات کو چوری چھپے آسمان کی خبریں سننے اور انھیں کاہنوں تک پہنچانے سے روک دیا گیا تو کہانت کا علم باطل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے کاہنوں کے باطل و کذب کو فرقان حمید کے ذریعے جس سے اللہ تعالیٰ حق و باطل میں فرق کرتا ہے، ناپید کر دیا۔“<sup>②</sup>

اور کتاب التوحید میں ہے:

”کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ کے حالات کے بارے میں خبر دے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو دل کی بات بتائے۔“<sup>③</sup>

① لسان العرب: ۱۳/۳۶۳۔

② لسان العرب: ۱۳/۳۶۳۔

③ حاشیہ کتاب التوحید لعبد الرحمن بن محمد: ص ۲۰۶۔



## نجوی کی تعریف و حکم:

عربی زبان میں نجوی کو ”العراف“ کہتے ہیں، جن کے لغوی معنی کاہن کے بھی ہیں۔  
عروہ بن حزام کا قول ہے:

فَقُلْتُ لِعَرَّافِ الْيَمَامَةِ دَاوِينَ فَإِنَّكَ إِنْ أَبْرَأْتَنِي لَطِيبُ  
”میں نے یمامہ کے کاہن و نجوی سے کہا کہ میرا علاج کر! اگر تو نے مجھے شفا  
دے دی تو بلاشبہ تو حکیم ہے۔“<sup>①</sup>

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى  
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»<sup>②</sup>

”جو شخص غیب کی خبریں بتانے والے کے پاس آئے یا کسی کاہن و نجوی کے  
پاس آئے اور ان کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے نبی ﷺ پر نازل کردہ  
شریعت کا انکار کیا۔“

یہاں عراف سے مراد نجوی یا حازی یعنی قیافہ شناس ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے  
جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں خاص کر رکھا ہے۔ کتاب التوحید میں ہے:

”بنغوی ﷺ نے کہا: ”کاہن یا عراف اس شخص کو کہتے ہیں جو بعض مقدمات و  
تمہیدات کے ذریعے معاملات کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جن سے وہ مسرور و  
گم شدہ مال کے موقع محل وغیرہ پر استدلال کرتا ہے۔“ اور اس کے حاشیہ میں

① لسان العرب: ۲۳۸/۹۔

② صحيح الجامع الصغير للالباني: ۵۹۳۹۔ ابو داود، كتاب الطب، باب في الكهان

کہا: ”کاہن یا عراف وہ شخص ہے جو مختلف واقعات کی اطلاع دیتا ہے، چوری کے مال اور چور کے بارے میں خبر دیتا ہے، اسی طرح گم شدہ چیز اور اس کی جگہ کے متعلق بتاتا ہے۔ وہ کچھ اسباب و مقدمات، باطل قیاسات اور شیطانی خیالات کے سہارے ان چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ بعض اوقات ان کے پاس شیطان بھی آتے ہیں اور نجومی کی خبیث سانسیں اپنے شیطان بھائیوں کی خبیث سانسوں کے ساتھ مل کر چلتی ہیں (یعنی جو خبر شیطان دیتا ہے، وہی یہ آگے پھیلا دیتے ہیں)۔“<sup>①</sup>

کاہن و نجومی کے پاس علاج کے لیے جانے کا حکم:

بلاشبہ صحت و عافیت کا لباس ایک ایسی ضرورت ہے جس کے لیے ہر شخص جدوجہد اور تگ و دو کرتا ہے اور وہ یہ کوشش کیسے نہ کرے جبکہ وہ محتمد لوگوں کے سروں کا تاج ہے، جسے صرف مریض اشخاص ہی سمجھ سکتے ہیں اور ہمارے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے:

«نِعْمَتَانِ مَعْبُودٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ»<sup>②</sup>

”دو نعمتیں یعنی صحت اور فارغ البالی ایسی ہیں جس میں بہت سے لوگ فریب خوردہ ہیں۔“

لیکن اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک مسلمان شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کے ذریعے علاج کروانا جائز ہے؟ اور کیا وہ اس چیز کے ساتھ بھی شفا طلب کر سکتا ہے جو محض وہم و جھوٹ ہے؟ اسی طرح کیا ایک مسلمان جادو گروں، کاہنوں اور

① حاشیہ کتاب التوحید لعبد الرحمن بن قاسم: ص ۲۰۶۔

② صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ..... الخ: ۶۶۱۲۔ ترمذی:

۲۳۰۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۶۷۷۸۔

نجومیوں سے علاج کروا سکتا ہے؟

تو اس کا جواب ایک بار بھی نفی میں ہے اور ہزار بار بھی نفی ہی میں ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام چیزوں سے علاج کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالذَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً ، فَتَدَاوُوا وَلَا تَتَدَاوُوا بِحَرَامٍ »<sup>①</sup>

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مرض اور علاج دونوں کو پیدا فرمایا ہے اور ہر مرض کے لیے دوا بنائی ہے اس لیے تم دوا اور علاج کرو لیکن حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔“

رہا ان چیزوں میں شفا تلاش کرنا جو حقیقت میں شفا نہیں بلکہ ایک فریب و دھوکا اور جھوٹ ہیں، تو ان میں شفا تلاش کرنے کے نتائج بہت برے ہیں۔ بہت سارے لوگ ان جھوٹے ادھام و خرافات کے پیچھے بھاگتے ہیں اور بسا اوقات ان سے مطمئن بھی ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً اس وقت جب یہ دجال و کذاب بہ حسن و خوبی اپنے جھوٹے پیشے کو سرانجام دیتے ہیں تو سادہ لوح لوگ ان کے فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اور جادوگر، شعبہ باز اور نجومی جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے پاس جانا ایک بڑا گناہ اور کھلی برائی و غلطی ہے۔ شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کاہنوں، نجومیوں، شعبہ بازوں اور ان جیسے دوسرے لوگوں سے جو غیب کی خبر دیتے ہیں، سوال کرنا حرام اور ناجائز ہے اور ان کی تصدیق کرنا اور بھی سخت گناہ اور حرام ہے بلکہ نبی ﷺ کے قول کی وجہ سے کفر کے ضمن میں آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

① ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الأدوية المکروهة : ۳۸۷۴۔ یہ حدیث ضعیف ہے، ضعیف ابو داؤد : ۳۸۷۴۔

«مَنْ آتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا»<sup>①</sup>  
 ”جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔“

اور صحیح مسلم ہی میں سیدنا معاویہ بن حکم سلمیؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:  
 «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ إِيْتَانِ الْكُهَّانِ وَسُؤَالِهِمْ»<sup>②</sup>  
 ”بے شک رسول اللہ ﷺ نے نجومی و کاہن کے پاس جانے سے اور اس سے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔“

اور اہل سنن نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:  
 «مَنْ آتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»<sup>③</sup>  
 ”جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے نبی ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار کیا۔“

اس معنی کی اور بہت ساری حدیثیں ہیں، اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ کاہنوں، نجومیوں اور ان تمام لوگوں سے جو غیب کی خبر دینے کا دعویٰ کرتے ہیں اور طب وغیرہ کے نام سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان سے سوال کرنے سے نبی ﷺ کے گزشتہ ارشادات

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانة وإیتان الکھان، قبل الحدیث:

۲۲۲۸۔

② مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانة وإیتان الکھان: ۲۲۳۰۔

③ ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الکھان: ۳۰، ۴۔ ترمذی، کتاب الطہارة، باب ماجاء فی کراهیة إیتان النحاض: ۱۳۵۔ ابن ماجہ، کتاب الطہارة، باب النهی عن إیتان النحاض: ۶۳۹۔

میں ممانعت کی وجہ سے پرہیز کریں، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اس ممانعت میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو طب کے نام سے غیبی امور کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ انھیں مریض کی پگڑی اور رومال یا مریضہ عورت کا دوپٹا وغیرہ سونگھنے سے حالات کا پتہ چل جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مریض یا مریضہ نے ایسا کہا ہے، اسے ایسا ہوا ہے یعنی ایسے غیبی امور کا پتہ دیتا ہے کہ جن پر ان چیزوں کو سونگھنا دلالت ہی نہیں کرتا ہے۔ لیکن اس سے اس کا مقصد عوام کو گمراہ کرنا ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگ اسے طب کا ماہر اور امراض کے اسباب کا تجربہ کار کہنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی وہ لوگوں کو کچھ دوائیں دے دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق شفا کے موافق ہو جاتی ہیں، جسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس کی دوا کے اسباب سے ہے اور کبھی کبھی مرض ان جنات و شیاطین کے سبب سے ہوتا ہے جو اس دھونگی طبیب کے خادم ہوتے ہیں اور اسے بعض ان غیبی امور کی اطلاع دیتے ہیں جن پر وہ مطلع رہتے ہیں، اور یہ انھیں ان کے شایان شان عبادت سے راضی کرتا ہے، جس کے سبب یہ اس مریض سے دور ہو جاتے ہیں اور اسے تکلیف و ایذا دینا بھی ترک کر دیتے ہیں اور یہ جن و شیطان اور ان کے ساتھ معاملات کرنے والوں کے بارے میں بہت ہی معروف و مشہور چیز ہے۔“<sup>①</sup>

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کہانت کا پیشہ اختیار کرنا، کاہن کے پاس جانا، کہانت کا علم حاصل کرنا، ریت پر لکیریں کھینچنا اور جو کے دانوں کا یا کنکریوں کو بکھیر کر قسمت آزمائی کرنا، ان سب کی تعلیم حرام ہے اور ان کے عوض لی جانے والی اجرت بھی صحیح نص سے حرام ہے۔“<sup>②</sup>



① اقامة البراهین علی من استغاث بغير الله أو صدق الكهنة والعرافین لابن باز: ص

۳۵۰۳۴۔

② روضة الطالبین للنووی: ۳۴۶/۹۔

## شعبہ بازوں اور دجالوں سے ہوشیار

آج کل شعبہ بازوں، کاہنوں اور دجالوں کا ہر طرف دور دورہ ہے جیسا کہ ہر دور میں ان کا یہ فتنہ عروج پر رہا ہے۔ شعبہ باز لوگوں کے عقائد کو خراب کرنے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی توحید خالص سے پھیرنے کی انتھک کوشش میں رہتے ہیں جس سے لوگ اللہ تعالیٰ سے نانا جوڑنے کی بجائے ان سے نانا جوڑ لیتے ہیں۔

لوگوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کے علاوہ ان شعبہ بازوں اور دجالوں کے اور بھی بہت سے مقاصد ہیں۔

ان جھوٹوں اور جادوگروں میں سے اکثر بلکہ سب کو یہ بات معلوم ہے کہ یہی دجل و فریب کی راہ وہ راہ ہے جس کے ذریعے سے ہم لوگوں کے اموال پر قبضہ کر سکتے ہیں اور فریب خوردہ معصوم لوگوں کی دولت پر ہاتھ صاف کر سکتے ہیں، لہذا ان ایمان اور مال کے ڈاکوؤں سے ہوشیار رہنا بہت ضروری ہے اور ہمیں اچھے اور برے عامل کی تمیز، جس کا بیان آگے آ رہا ہے، کرنی چاہیے۔

ایک شعبہ باز سے جب اس کی تحقیق کی گئی اور پوچھا گیا کہ تم نے یہ پیشہ کیوں اور کیسے اختیار کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک ٹیکسی ڈرائیور تھا کہ مجھے پتا چلا کہ شعبہ بازی ہی وہ آسان راستہ و طریقہ ہے جس سے لوگوں کے مال پر آسانی سے قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو بھی اس پیشہ کو اختیار کرتا ہے وہ جھوٹ بولنے اور دھوکا دینے میں ماہر ہوتا

ہے۔ وہ چند ٹوٹے آزماتا ہے اور الٹی سیدھی عبارتیں یاد کر لیتا ہے اور ساتھ بہم سی گفتگو کرتا ہے اور پھر سادہ لوح لوگوں کو اپنے جال میں پھانس لیتا ہے۔

### اچھے اور برے عامل کی پہچان کے طریقے:

یہاں ہم ایسی علامات و نشانیاں بیان کر رہے ہیں جن سے جادوگروں، کانہوں، نجومیوں، شعبدہ بازوں، دجالوں اور ان کے علاوہ جو اس بد بودار جوہر میں غرق ہیں انہیں پہچانا جاسکتا ہے تاکہ کوئی مسلمان ان لوگوں کے ہاں قربانی کا بکرا بن کر اپنے دین و ایمان اور مال میں نقصان نہ اٹھائے۔ تو اس جگہ ہم بعض وہ علامات بیان کر رہے ہیں جن کے ذریعے ایک عام قاری بھی آسانی سے ایک اچھے اور برے عامل میں فرق کر سکتا ہے، وہ علامات مندرجہ ذیل ہیں:

① ماں کا نام پوچھنا اور یہی ان کے نزدیک اصل ہے، پھر حقائق کی پردہ پوشی کے لیے کبھی کبھی باپ کا نام بھی پوچھ لیتے ہیں بہر حال وہ دونوں میں سے جس کا نام بھی پوچھیں تو ہمیں ان سے اس کی وجہ پوچھنی چاہیے کہ ان کی اس نام سے کیا غرض ہے۔ اے مسلمان بھائی! جب تو دیکھے کہ وہ اس سلسلے میں سوال کر رہا ہے تو اس سے ایسے بھاگ نکلو جیسے کہ شیر سے بھاگا جاتا ہے۔

② مریض کے آثار میں سے کسی اثر کا طلب کرنا، جیسے رومال، کپڑا، دوپٹا وغیرہ، پس جب تم سے وہ یہ چیزیں طلب کرے تو ایسے ہی بھاگو جیسے پہلے بھاگے تھے۔

③ ایسے کلام کے ساتھ دم کرنا جو غیر معروف ہو اور اس کا معنی سمجھ میں نہ آئے۔ کبھی کبھی یہ شعبدہ باز قرآنی آیات بھی پڑھتے ہیں تاکہ لوگوں سے حقائق کو چھپا سکیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دم کی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو یا

کسی ایسی زبان میں ہو جو معروف ہو اور اس کا معنی معلوم ہو۔

- ④ عامل کا ایسے تعویذ دینا جو بعض حروف مقطعات اور مختلف خانوں اور شکلوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور کبھی کبھار ان میں قرآن کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے تاکہ مریض وغیرہ کو گمان ہو کہ یہ شعبہ باز جو کچھ کر رہا ہے وہ عین شرع کے مطابق ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ شعبہ باز اور جادوگر اپنے شکار کو بند تعویذ دیتے ہیں اور اسے کھولنے سے منع کر دیتے ہیں، جیسا کہ اس طرح کا ایک تعویذ ہمارے پاس بھی ہے، لانے والا شخص کہہ رہا تھا کہ عامل نے اسے کھولنے سے منع فرمایا ہے۔ جس وقت ہم نے اسے کھولا تو شعبہ باز کا شکار شخص سخت پریشان ہوا گویا کہ وہ ایک بم ہے جو پھٹنے والا ہے۔
- ⑤ شعبہ باز اور جادوگر وغیرہ کا خلاف شرع کام کرنے کا حکم دینا، جیسے ایک معینہ مدت تک پانی کو ہاتھ نہ لگانا، غسل نہ کرنا۔ اس سے انسان وضو، نماز اور دوسرے لوگوں سے مصافحہ کرنے سے محروم رہے گا اور مجھے یاد ہے کہ میں ایک شخص سے ملنے گیا تھا، اس کا بھائی بھی وہاں اس کے پاس موجود تھا، میں نے اسے سلام کر کے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس نے اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ جب میں نے اس کے بھائی سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ وہ ان شعبہ بازوں میں سے کسی کے پاس علاج کے لیے گیا تھا جس نے اسے اس کی تلقین کی ہے۔ کبھی یہ عامل اپنے مریض کو لوگوں سے ایک معینہ مدت تک الگ رہنے کی بھی تلقین کرتے ہیں جسے وہ پردہ و آڑ کا نام دیتے ہیں۔
- ⑥ کوئی چیز مریض کو دے کر اسے کسی خاص جگہ دفن کرنے کا حکم کرتے ہیں، یا کسی حیوان کو ذبح کرنے اور اسے کسی جگہ دفن کرنے کا کہتے ہیں اور اس جیسے دوسرے غیر شرعی کام کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔





## آسیب زدہ کو دم کرنے کا طریقہ

عامل یعنی دم کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو، گناہ کے کاموں سے بچنے والا ہو، کیونکہ بندے کا اپنے رب سے جس قدر رابطہ گہرا ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کا رعب اس کے دشمن کے دل میں ڈال دے گا۔  
 دم کرنے والے کے لیے یہ مستحسن ہے کہ وہ مضبوط جسم و جاں والا ہو اور ٹھوس قوت ارادہ کا مالک ہو، باکردار ہو اور اگر ہو سکے تو اس کی معاونت کے لیے کوئی نیک شخص اس کے ساتھ ہو۔

### دم کی دعائیں:

دم کرنے والے کو سب سے پہلے مریض کے کان میں اذان کہنی چاہیے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ »<sup>①</sup>

”جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اذان نہیں سنتا اور اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے۔“

اذان کے بعد عامل مریض کے سر پر ہاتھ رکھے اور مندرجہ ذیل آیات اور مسنون

① بخاری، کتاب الأذان، باب فضل التأذین: ۶۰۸۔ مسلم، کتاب الصلوة، باب فضل الأذان: ۳۸۹

دعائیں پڑھنا شروع کر دے:

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○  
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ  
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾

(الفاتحة: ۱-۷)

﴿ اَلَمْ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ  
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ  
بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ○ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ  
عَلٰى هُدًى مِّنْ رَبِّهِمْ ○ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (البقرة: ۱-۵)

﴿ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا فِى  
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مِّنْ ذَا الَّذِى يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا  
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ  
وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِىُّ  
الْعَظِيْمُ ﴾ (البقرة: ۲۵۵)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ : ﴿ اَللّٰهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى  
الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْذَلُوْا مَا فِىْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخَفُوْهُ يَحٰسِبْكُمْ بِهٖ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ  
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اَمِنْ  
الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ ○ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اَمِنْ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ  
وَ كُتُبِهٖ ○ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ○ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا  
غُفْرٰنَكَ رَبَّنَا ○ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا

كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا  
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا  
تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا  
فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿البقرة: ۲۸۴-۲۸۶﴾

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ : ﴿ اَلَمْ يَكُنِ  
اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا  
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَ الْاِنْجِيلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ  
الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَ اللّٰهُ عَزِيزٌ  
ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَ لَا فِى السَّمَاءِ ۝  
هُوَ الَّذِى يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِى اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَتٌ هُنَّ اُمُّ  
الْكِتَابِ وَ اُخَرُ مُتَشَبِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِى قُلُوْبِهِمْ رِيزٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ  
مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَاْوِيلِهِ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيلَهُ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرُّسُلُوْنَ  
فِى الْعِلْمِ يَقُولُوْنَ اٰمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ  
۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً  
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ  
لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَا  
اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ وَقُودُ النَّارِ ﴿

(آل عمران: ۱-۱۰)

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ

الْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿

(آل عمران: ۱۸)

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (آل عمران: ۲۷، ۲۶)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَثَلَتْ سَحَابًا ثِقَالًا سَفَّهَتْ لِبَدًا مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

(الأعراف: ۵۳-۵۷)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ

وَحَدَّهٖ وَلَوْ اَعْلٰی اَدْبَارِهِمْ نَفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ اِذْ  
يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰی اِذْ يَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا  
رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا  
يَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ وَ قَالُوْا اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ؕ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ  
خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ  
فِیْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُعِيْدُنَا قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ  
فَسَيُنْغِصُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَاَقُوْلُوْنَ مَتٰی هُوَ قُلْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ  
قَرِيْنًا ﴿ بنی اسرائیل : ۴۵-۵۱ ﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِيْمِ : ﴿ وَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَلْقِ  
عَصَاكَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَأْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا  
یَعْمَلُوْنَ ۝ فَعَلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴾ (الاعراف : ۱۱۷-۱۱۹)  
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِيْمِ : ﴿ وَاَقَالَ فِرْعَوْنُ اَتُنُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ  
عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوْسٰی اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلقُوْنَ ۝  
فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهٖ السَّحَرِ اِنَّ اللّٰهَ سَیَبْطِلُھُ اِنَّ اللّٰهَ لَا  
یُضِلُّ عَمَلِ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكُلِّمَنِّہٖ وَ لَوْ كَرِهَ  
الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ (یونس : ۷۹-۸۲)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِيْمِ : ﴿ قَالُوْا یٰمُوسٰی اِنَّمَا اَنْ تَلْقٰی وَاِنَّمَا  
اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوا فَاِذَا جِبَالُهُمْ وَعِصِيَّتُهُمْ یُخِیْلُ  
اِلَیْہِ مِنْ سٰحِرِهِمْ اَنّٰہَا تَسْبٰغِی ۝ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَةً مُّوسٰی ۝  
قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ وَاَلْقٰی مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفُ مَا صَنَعُوْا

إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدَ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى ﴿

(طہ: ۶۵-۶۹)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ: ﴿ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴾ (المؤمنين: ۱۱۵-۱۱۸)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: ﴿ وَالصُّفُتُ صَفًا ۝ فَالزَّجْرَاتِ زَجْرًا ۝ فَالتَّلَايَاتِ ذِكْرًا ۝ إِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ إِنَّا زَيْنًا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ ۝ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَاِ الْأَعْلَى وَيُقَدِّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُخُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهَمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۝ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّنَا لَمَبْعُوثُونَ ۝ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴾

(الصافات: ۱-۱۸)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ: ﴿ فَبَايَ الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ۝ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ فَبَايَ الْآءِ رَبِّكُمَا

تُكَذِّبِينَ ○ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَا الثَّقَلَيْنِ ○ فَيَايَا آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ○  
يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَنِ ○ فَيَايَا آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿  
(الرحمن: ۲۸-۳۴)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ  
لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ  
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ  
هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ○ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ  
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِيمُنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا  
يُشْرِكُونَ ○ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى  
يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿

(الحشر: ۲۱-۲۴)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ  
أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ○ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا  
مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَافُوتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ  
○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ﴿

(الملك: ۱-۴)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ  
بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَحْنُودٌ ○ وَمَا هُوَ إِلَّا

ذِكْرٌ لِلْعَلَمِينَ ﴿الْقَلَم: ۵۱-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا﴾ (الحن: ۳)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ○ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ○ وَلَا أَنتُمْ عِبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ○ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ○ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ (الکافرون: ۱-۶)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ○ اللَّهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (اخلاص: ۱-۴)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق: ۱-۵)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلَهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِي يُّوسِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ○ مِنَ الْغِيَةِ وَالنَّاسِ﴾ (الناس: ۱-۶) ①

«اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ، اشفِ اَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا، اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلَىٰ هَذَا الْوَجْعِ»

”اے میرے اللہ! اے لوگوں کے رب! اے بیماری کو دور کرنے والے! تو شفا



دے دے! تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں شفا دینے والا مگر تو ہی، ایسی شفا دے جو کوئی بیماری نہ چھوڑے! تو اس تکلیف پر اپنی رحمت سے رحمت اور اپنی شفا سے شفا اتار۔“

« بِسْمِ اللَّهِ ” اَمْنَا بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَيْسَ مِنْهُ شَيْءٌ مُّمْتَنِعٌ، وَبِعِزَّةِ اللّٰهِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ وَلَا تُضَامُ، وَبِسُلْطَانِ اللّٰهِ الْمَنِيعِ نَحْتَجِبُ بِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا عَائِدِيْنَ بِاللّٰهِ مِنَ الْاَبَالِسَةِ، وَمَنْ شَرَّ كُلِّ مُسِيْرٍ وَمُعْلِنٍ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَكُنُّ بِالنَّهَارِ وَيَخْرُجُ بِاللَّيْلِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَكُنُّ بِاللَّيْلِ وَيَخْرُجُ بِالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَا وَبَرَا، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ، رَبِّيْ اِخِذْ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ »

”میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں، ہم ایمان لائے اس اللہ کے ساتھ جس کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں، اللہ کی اس عزت کے ساتھ جس کا قصد نہیں کیا جاسکتا اور نہ مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور ہم ایمان لائے اللہ کی اس سلطنت کے ساتھ جو بہت ہی مضبوط ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے پردہ میں آتے ہیں، اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں ہر ابلیس سے اور ہر شر سے جو پوشیدہ اور ظاہر ہو اور ہر برائی سے جو چھپتی ہے دن کو اور نکلتی ہے رات کو اور ہر برائی سے جو چھپتی ہے رات کو اور نکلتی ہے دن کو اور ہر اس شر سے جو اس نے پھیلایا اور جسے تخلیق کیا۔ اور ہر برائی سے جو اترنے والی ہے رات کو اور دن کو اور ہر جانور کے شر سے، میرا رب اس جانور کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔“

« يَسْمُ اللّٰهَ ” اَمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ كَفَرْتُ بِالْحَبِيْبِ وَالطَّاعُوْتِ  
وَاَسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا اَنْفِصَامَ لَهَا، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ،  
حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفَى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهَى رَضِيْتُ  
بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَرَسُولًا»  
”شروع اللہ کے نام سے، میں اللہ عظیم کے ساتھ ایمان لایا ہوں، میں شیطان  
اور بت کا انکار کرتا ہوں اور میں مضبوط کڑا پکڑتا ہوں جس کے لیے ٹوٹنا  
نہیں اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ کافی ہے مجھے اللہ، سن لیا اللہ نے  
اس کو جس نے اس سے دعا کی، اللہ کے سوا کوئی انتہا نہیں، میں راضی ہوا اللہ  
تعالیٰ کے رب ہونے کے ساتھ اور اسلام کے دین ہونے کے ساتھ اور محمد ﷺ  
کے نبی اور رسول ہونے کے ساتھ۔“

« يَسْمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ  
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ»  
”شروع اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں  
دیتی، زمین میں اور آسمان میں، وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

« اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ »  
”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ، اس چیز  
سے جو اس نے پیدا کی۔“

« اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاَجِرٌ مِنْ شَرِّ  
مَا خَلَقَ وَ ذَرَأَ وَبَرًّا وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ فِيْهَا  
وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِى الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ الْبَلِّ

وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ! ﴿١﴾  
 ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کے ساتھ جن سے آگے نہیں  
 گزر سکتا کوئی نیک اور نہ کوئی بدکار اور میں پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جو اس  
 نے پیدا کی اور اس برائی سے جو اس نے زمین میں پیدا کی اور اس برائی سے  
 جو زمین سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں  
 اور رات اور دن میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں، مگر وہ جو آنے  
 والا ہے بھلائی کے ساتھ، اے رحمن!“

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ  
 لَّامِيَةٍ»

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان  
 سے اور ہر زہریلی چیز سے اور ہر اس نظر سے جو لگ جانے والی ہے۔“

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ  
 هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونُ»

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ اس کے  
 غضب سے، اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطان کے  
 وسوسوں سے اور یہ کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔“

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا  
 أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَآثِمَ وَالْمَغْرَمَ اللَّهُمَّ لَا يَهْزُمُ  
 جُنْدُكَ وَلَا يُخْلِفُ وَعْدُكَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ»

”اے میرے اللہ! میں تیرے معزز چہرے کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے

پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جس کی پیشانی تو پکڑنے والا ہے۔ اے میرے اللہ! تو دور کرتا ہے گناہ اور قرض کو، اے میرے اللہ! آپ کا لشکر شکست خوردہ نہیں ہوتا اور نہیں خلاف ہوتا آپ کا وعدہ، تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ۔“

«أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَا شَيْءَ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ النَّامَاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرًّا وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ لَا أَطِيقُ شَرَّهُ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ اخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے عظیم چہرہ کے ساتھ، وہ کہ کوئی چیز بھی اس سے بڑی نہیں اور اس کے ان کلمات کے ساتھ جو پورے پورے ہیں، جن سے آگے نہ تو نیکو کار جا سکتا ہے اور نہ بدکار۔ اور اللہ کے اسمائے حسنی کے ساتھ جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں اور ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کو وہ پکڑنے والا ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔“

«اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَخْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا»

”اے میرے اللہ! تو میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو ہی، تیرے اوپر میرا توکل ہے اور تو عرش عظیم کا رب ہے۔ جو اللہ چاہے گا ہوگا اور جو نہ چاہے گا وہ

نہ ہوگا۔ نہیں طاقت برائی سے پھرنے کی اور نہیں طاقت نیکی کرنے کی مگر اللہ کی دی گئی توفیق کے ساتھ۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اپنے علم کے لحاظ سے اور اس نے شمار کیا ہے ہر چیز کی تعداد کو۔“

« تَحَصَّنْتُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَإِلَيْهِ كُلُّ شَيْءٍ وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّي وَرَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ، حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ، حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ الْمُرْزُوقِ، حَسْبِيَ اللَّهُ هُوَ حَسْبِيَ، الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ، حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَا، وَلَيْسَ وَرَاءَ اللَّهِ مَرْمَى، وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ »

”میں اس اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہر چیز اس کی طرف جھکتی ہے۔ میں پناہ میں آتا ہوں اپنے رب اور ہر چیز کے رب کی اور میں اس زندہ رہنے والے پر، جسے موت نہیں آئے گی، توکل کرتا ہوں اور میں شر دور کرتا ہوں ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ (نہیں برائی سے پھرنے کی طاقت اور نہیں نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ کے ساتھ) کے ذریعے سے۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ بندوں سے مجھے میرا رب ہی کافی ہے۔ مخلوق سے مجھے میرا خالق ہی کافی ہے۔ مجھے رازق کافی ہے رزق دیے گئے لوگوں سے، مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے وہ جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اسے پناہ نہیں دی جاتی۔ کافی ہے مجھے اللہ میرا

رب، سن لیا جس نے اسے پکارا، اللہ کے سوا میرا کوئی مطلق نظر نہیں اور اے اللہ! ہمارے سردار محمد ﷺ پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے!“

## ② قدرتی دوائیں:

قرآن مجید اور حدیث شریف کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جادو اور آسیب زدگی کے لیے کچھ قدرتی علاج اور ادویات بھی پائی جاتی ہیں جو نہایت مفید اور مؤثر ہیں، اگر انسان ان ادویات کو پورے وثوق اور مکمل توجہ کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے ہوئے استعمال کرے کہ شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو ان شاء اللہ وہ شفا یاب ہو جائے گا۔

علاوہ ازیں جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ کچھ معجون اور دیگر دوائیں بھی پائی جاتی ہیں جو انسانی تجزیہ اور تجربہ کی روشنی میں تیار کی جاتی ہیں جن سے بعض لوگوں کو فائدہ بھی ہوا ہے، ایسی دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ ان میں کوئی حرام چیز نہ ہو۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں کہ دوا حصول شفا کا ایک سبب ہے اور سبب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اس لیے بغیر مشیت ربانی کے کوئی شے از خود کسی چیز کا سبب بننے سے قاصر ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب دو طرح کے ہیں:-

① شرعی اسباب

② حسی اسباب

## ① شرعی اسباب:

مثلاً قرآن کریم اور مسنون دعائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے سورہ فاتحہ کے بارے میں ایک قبیلے کے سردار کو دم کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورہ فاتحہ دم ہے؟“ اور خود رسول اللہ ﷺ دعا کے ذریعے دم فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعاؤں سے جسے چاہتا شفا یاب کر دیتا تھا۔

## ② حسی اسباب:

جیسے کہ مادی ادویات جو شریعت مطہرہ سے معلوم ہوئی ہیں مثلاً شہد وغیرہ، یا تجربہ کی روشنی میں معلوم کی گئی ہوں جیسے موجودہ دور کی ادویات۔ اس دوسری نوع کی ادویات کے لیے ضروری ہے کہ ان کی تاثیر براہ راست محسوس کی جائے اور اس کا انحصار وہم و گمان پر نہ ہو اور جب اس کی تاثیر معلوم ہو جائے تو انھیں دوا کی شکل دے دی جائے، ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

واضح ہو کہ اگر کسی دوا کا تجربہ کسی ایسے شخص پر ہوا ہے جو فی الواقع مریض نہیں ہے، بس وہم و گمان اور شک کا مریض ہے، جسے اس دوا سے نفسیاتی سکون مل گیا ہے یا اس کا مرض کم ہو گیا یا اس کا وہم ہی ختم ہو گیا اور وہ صحیح ہو گیا، تو اس کی تاثیر پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو دوا تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ تاکہ انسان خواب و خیال ہی میں گم نہ ہو جائے۔ اسی لیے شفا کا اعتقاد رکھتے ہوئے غیر شرعی تعویذ گنڈے اور چھلا وغیرہ کے استعمال سے منع کیا گیا، کیونکہ یہ نہ تو شرعی سبب ہے اور نہ حسی۔ اس لیے جب تک کسی چیز کا شرعی یا حسی سبب ثابت نہ ہو جائے اس کو سبب ماننا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ سے جنگ و جدل کرنے کے مترادف ہے اور اسباب کی خود ساختہ ایجاد شرک ہے۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے اپنی تصنیف ”کتاب التوحید“ میں باب باندھا ہے ”باب من الشرك لبس الحلق والخيط ونحوهما لدفع البلاء ورفعہ“ یعنی تعویذ گنڈا اور چھلا کو شفا کا سبب جان کر پہننا شرک ہے۔<sup>①</sup>

کچھ مفید دوائیں درج ذیل ہیں جن کے استعمال سے باذن اللہ تعالیٰ شفا کا حصول

ممکن ہے:-

① شہد

② کلونچی

③ زیتون کا تیل

④ آب زم زم اور بارش کا پانی

⑤ غسل کرنا، صفائی رکھنا اور خوشبو استعمال کرنا

① شہد:

شہید ہر قسم کی بیماری کے لیے تریاق کا حکم رکھتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل ۶۸، ۶۹)

”اور تمھارے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور (اونچی اونچی) چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں، گھر بناؤ اور ہر قسم کے میوے کھاؤ اور اپنے پروردگار کے صاف رستوں پر چلتی جاؤ۔ ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے۔ بے شک سوچنے والوں کے لیے اس میں نشانی ہے۔“

اسی طرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ شَرْبَةُ عَسَلٍ وَشَرْطَةُ مِحْجَمٍ وَكَفَّةُ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيْ» ①



”تین چیزوں میں شفا ہے شہید کا گھونٹ پینا، سینگلی لگوانا اور آگ سے داغنا، لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔“

بذریعہ شہد مرگی کے علاج کا طریقہ:

صبح نہار منہ ایک کپ شہد پیا جائے اور شام کو ایک کپ گرم پانی میں شہد ملا کر اس پر سورہ جن پڑھ کر دم کر کے پی لیا جائے، بعد ازاں مریض سو جائے۔ یہ عمل ایک ہفتہ تک جاری رکھا جائے، ان شاء اللہ مکمل شفا نصیب ہوگی۔<sup>①</sup>

② کلو نجی تمام امراض کے لیے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ، وَهُوَ الْمَوْتُ»<sup>②</sup>

”سیاہ دانہ یعنی کلو نجی ضرور استعمال کرو، کیوں کہ اس میں موت کے علاوہ تمام بیماریوں کی شفا موجود ہے۔“

③ زیتون کا تیل:

زیتون کا درخت ایک مبارک درخت ہے اور اس کے پھل میں برکت ہے۔ زیتون کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے:

﴿وَالزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سِينِينَ﴾ (التين: ۱-۲)

① معجزات الشفاء محمد عزت: ص ۳۲۔

② صحیح بخاری، کتاب الطب، باب حبة السوداء: ۵۶۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالحبة السوداء: ۲۲۱۵۔ مسند احمد: ۱۳۸/۶۔

”انجیر کی قسم! زیتون کی قسم! طور سینا کی قسم!“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۝ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝ وَحَدَائِقَ

عُلْبًا ۝ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ﴾ (عبس: ۲۷-۳۲)

”پھر ہم نے اس میں اناج اگایا۔ اور انگور اور ترکاری۔ اور زیتون اور کھجوریں۔

اور گھنے گھنے باغ۔ اور میوے اور چارہ۔ (یہ سب کچھ) ہم نے تمہارے اور

تمہارے چار پایوں کے لیے بنایا۔“

تیسرا فرمان اقدس ہے:

﴿وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالذُّهْنِ وَصَيْغٍ لِلْأَكْلَيْنِ﴾

(المؤمنون: ۲۰)

”اور وہ درخت بھی (ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے (یعنی

زیتون کا درخت کہ) کھانے کے لیے روغن اور سالن لیے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔“

چوتھے مقام پر فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ

تُسِيمُونَ ۝ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ

كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۱۱، ۱۰)

”وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، جسے تم پیتے ہو اور اس سے

درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جنہیں تم اپنے چار پایوں کو چراتے ہو۔ اسی

پانی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت)

اگاتا ہے اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے اس

میں (اللہ تعالیٰ کی قدر کی بڑی) نشانی ہے۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ ”والزیتون“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”کعب الاحبار، قتادہ اور ابن زید رحمہم کا کہنا ہے کہ زیتون بیت المقدس کا درخت ہے۔“<sup>①</sup>

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سب سے عمدہ و افضل روغن زیتون کا ہے جو مبارک سرزمین یعنی بیت المقدس کا درخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ﴾ (الاسراء: ۱)

”وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک، جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں، لے گیا۔“

تجربہ اور ریسرچ سے بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ سب سے افضل تیل زیتون کا ہے۔

زیتون احادیث کی روشنی میں :

سیدنا عمر بن خطاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿كُلُوا الزَّيْتِ وَأَدِّهْنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ﴾<sup>②</sup>

”زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے ماش بھی کرو، اس لیے کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے۔“

① تفسیر ابن کثیر: ۴/۵۲۶

② ترمذی، کتاب الأطعمة، باب ما جاء فی أكل الزيت: ۱۸۵۱۔ ابن ماجہ: ۳۳۲۰۔ صحيح الجامع الصغير للالبانی: ۴۴۹۸۔ الأحادیث الصحيحة: ۳۷۹۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَتَدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ »<sup>①</sup>

”زیتون کے تیل کا سالن بناؤ اور اس سے ماش کرو، کیونکہ وہ بابرکت درخت سے ہے۔“

ابن السنی اور ابونعیم دونوں ابن الجوزی سے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« عَلَيْكُمْ بِزَيْتِ الزَّيْتُونِ فَكُلُوهُ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَنْفَعُ مِنَ الْبَوَاسِيرِ »<sup>②</sup>

”روغن زیتون کو لازم پکڑو، اسے کھاؤ اور اس سے ماش کرو اور وہ بواسیر کے لیے مفید ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے:

« مَنِ ادَّهَنَ بِالزَّيْتِ لَمْ يَقْرُبْهُ الشَّيْطَانُ »<sup>③</sup>

”جو روغن (زیتون) سے ماش کرتا ہے شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔“

روغن زیتون کے فوائد:

روغن زیتون گرم و تر ہے، اس کی یہ دونوں خاصیتیں اسے معتدل رکھتی ہیں۔ زہر

① ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ، باب الزيت : ۳۳۱۹۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی : ۱۸۔

② المنہل الروی فی الطب النبوی ابن طولون : ص ۲۲۴۔ یہ حدیث ضعیف ہے، ضعیف الجامع الصغیر للالبانی : ۳۷۸۴۔

③ المنہل الروی فی الطب النبوی ابن طولون : ص ۲۲۴۔ یہ حدیث مسخت ضعیف ہے۔ ضعیف الجامع الصغیر : ۳۷۸۸۔

کے لیے تریاق اور مسہل ہوتا ہے، پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا اور بڑھاپے کو جلد آنے سے روکتا ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اس کا استعمال بالوں اور دیگر اعضا کو قوت بخشتا ہے۔ سوائے روغن زیتون کے دیگر تمام روغن معدہ کو کمزور کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ذات الحجب یعنی پچھپھروں کے مریض کے لیے روغن زیتون اور ورس (زرد بوئی) تجویز فرمایا کرتے تھے۔<sup>①</sup>

#### ④ آب زمزم اور بارش کا پانی:

آب زم زم کو روئے زمین کے ہر قسم کے پانی پر فوقیت اور برتری حاصل ہے، یہ سب سے افضل، اشرف اور بہتر ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جناب ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جو کعبہ اور اس کی چار دیواری میں تیس دن تک مقیم رہے اور آب زم زم کے سوا ان کے پاس کوئی دوسرا توشہ نہ تھا: ”آب زم زم کھانوں میں سے ایک کھانا ہے۔“<sup>②</sup>

امام بیہقی نے مجمع الزوائد میں جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« خَيْرُ مَاءٍ عَلَى الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ وَشَرُّ مَاءٍ عَلَى الْأَرْضِ مَاءُ بَوَادِي بَرْهُوْتِ بِقِيَّةٍ بِحَضَرِ مَوْتِ كِرَجَلِ الْجَرَادِ مِنَ الْهُوَامِ تُصْبِحُ تَدْفَقُ وَتُمْسِي لَا بَلَالٍ فِيهَا »<sup>③</sup>

① الأَطْعِمَةُ الْقُرْآنِيَّةُ غِذَاءٌ وَدَوَاءٌ، محمد کمال عبد العزیز: ۲۲۵/۷۔ ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی دواء ذات الحجب: ۶۰۷۹، ۲۰۷۸۔ ابن ماجہ: ۳۴۶۷۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ترمذی: ۲۰۷۹، ۲۰۷۸۔

② صحیح مسلم، باب من فضائل أبی ذر رضی اللہ عنہ: ۲۴۷۳۔

③ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۳۳۲۲۔ طبرانی کبیر: ۹۸/۱۱۔ الصحیحۃ:

”روئے زمین پر سب سے عمدہ پانی آب زمزم ہے، اس میں غذائیت اور شفا ہے اور سب سے بدتر پانی حضر موت کے برہوت جنگلوں کا ہے۔ ٹڈی کے پیروں کی مانند کیڑے کھوڑے اس پر صبح شام اچھلتے کودتے ہیں اور اس پانی میں شفا و سیرابی اور تری نہیں ہے۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں اور میرے علاوہ دیگر لوگوں نے آب زم زم کو بطور شفا آزمایا ہے اور مجھے باذن اللہ آب زم زم کے ذریعے متعدد امراض سے نجات مل گئی ہے۔“

رہا آب باران یعنی بارش کا پانی تو اس کے بارے اللہ عز و جل کا ارشاد ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا﴾ (ق : ۹)

”اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا۔“

### ⑤ غسل، صفائی اور خوشبو کا استعمال:

ان کا شمار سنن نبوی ﷺ میں سے ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ لِلَّهِ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ وَإِنْ كَانَ لَهُ طَبِيبٌ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ﴾<sup>①</sup>

”ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق یہ ہے کہ وہ ہر سات دن میں غسل کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اسے بھی لگائے۔“

خوشبو:

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« حُبِّ إِلَىٰ مِنْ دُنْيَاكُمْ النِّسَاءُ وَالطَّيِّبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ »<sup>①</sup>

”دنیا کی چیزوں میں عورت اور خوشبو مجھے عزیز ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

اور صحیح حدیث ہے:

« أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيِّبَ »<sup>②</sup>

”آپ ﷺ خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ عَرِضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّيْحِ »<sup>③</sup>  
 ”جس شخص کو تحفہ میں پھول پیش کیا جائے وہ اسے واپس نہ کرے، کیونکہ وہ اٹھانے میں ہلکا اور عمدہ خوشبو ہے۔“

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ عَرِضَ عَلَيْهِ طَيِّبٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ »<sup>④</sup>  
 ”جس شخص کو عطر پیش کیا جائے اسے چاہیے کہ وہ اسے رد نہ کرے کیونکہ یہ اٹھانے میں ہلکی ہوتی اور اس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے۔“

① مسند احمد: ۱۲۸/۳۔ نسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء: ۳۳۹۱۔  
 صحيح الجامع الصغير: ۳۱۲۴۔

② صحيح بخاری، کتاب اللباس، باب من لم يرد الطيب: ۵۹۲۹۔

③ صحيح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك ..... الخ: ۲۲۵۳۔

④ نسائی، کتاب الزينة، باب الطيب: ۵۲۶۱۔ ابوداؤد: ۴۱۷۲۔ صحيح الجامع الصغير للالباني: ۶۳۹۳۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب طب النبوی میں خوشبو اور حفظانِ صحت سے متعلق نبی کریم ﷺ کی سنت و ہدایت کی ایک فصل قائم کی ہے، جس میں درج ہے کہ عمدہ خوشبو روح کو غذا مہیا کرتی ہے اور روح طاقت و قوت کی سواری ہے اور خوشبو سے قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ خوشبو قلب و ذہن اور اعضائے باطنہ کو قوت بخشتی ہے اور قلب و جگر اور روح کو فرحت و انبساط مہیا کرتی ہے اور روح کے لیے نہایت مفید و نفع بخش ہے بلکہ ان دونوں میں بڑی مناسبت ہوتی ہے اور خوشبو نبی کریم ﷺ کی دو دنیاوی محبوب چیزوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ مزید بیان کرتے ہیں: ”خوشبو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ فرشتے اسے پسند کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں، انھیں بدبودار مکروہ چیزیں محبوب ہوتی ہیں، اس لیے کہ اچھی روحیں اچھی چیزوں اور عمدہ خوشبوؤں کو پسند کرتی ہیں جبکہ چند بدبخت اور خبیث روحیں خبیث اور مکروہ چیزوں سے لگاؤ رکھتی ہیں۔ ہر روح اس چیز کی طرف مائل ہوتی ہے جو اس کے مناسب اور شایانِ شان ہوتی ہے۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔ اگرچہ یہ بیان مردوں اور عورتوں کے بارے میں ہے لیکن قول و فعل، کردار و گفتار، خورد و نوش، زیب و زینت اور لباس اور خوشبو میں بھی لفظ کی عمومیت یا خصوصیت معنی کے اعتبار سے یہی قاعدہ اور اصول نافذ ہوگا۔“<sup>①</sup>

نبی کریم ﷺ کثرت سے خوشبو استعمال فرماتے، مکروہ اور بدبودار چیزیں آپ پر بہت شاق اور ناگوار گزرتی تھیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ”جس طرح خورد و نوش، تواضع و سنجیدگی، فرحت و انبساط، احباب و اقارب کے ساتھ خوش باش اور پسندیدہ امور کے باعث قوت میں اضافہ



ہوتا ہے، اسی طرح خوشبو سے بھی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ روح کو تقویت اور فرحت بخشتی ہے۔ خوشبو صحت کی حفاظت کرتی ہے اور اپنی قدرتی اور فطری قوت کے سبب بہت سارے امراض و آلام کا خاتمہ کر دیتی ہے۔<sup>①</sup>

امام شافعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ چار چیزیں بدن کو قوت پہنچاتی ہیں:-

① گوشت کھانا

② خوشبو سونگھنا

③ بغیر ہمبستری کے بکثرت غسل کرنا

④ سوتی کپڑا استعمال کرنا۔

عمدہ اور نفع مند خوشبوئیں:

عطر میں سب سے عمدہ اور نفع بخش خوشبو عود ہے جسے ”الوہ“ کہتے ہیں۔ سیدنا نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَحَمَّ اسْتَحَمَّ بِالْأَلْوَةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلْوَةِ ، ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ يَسْتَحِمُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »<sup>②</sup>

”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خالص عود (اگر بتی) جلاتے تھے، اس میں کوئی اور چیز نہیں ملا تے تھے البتہ کچھ کافور ملا لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ”رسول اللہ ﷺ اسی طرح عود کی خوشبو جلاتے تھے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے اہل جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

① الطب النبوی لابن قیم، تحقیق عبد المعطی: ص ۵۰۹۔

② صحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك ..... الخ: ۲۲۵۴۔

﴿مَحَامِرُهُمُ الْآلُوهُ﴾<sup>①</sup>

”ان کی خوشبوئیں الوہ (اگر بتی) کی ہیں۔“

محامر محمر کی جمع ہے، یہ اس چیز کو کہتے ہیں جو خوشبو کے لیے استعمال کی جائے۔ اس کی بہت ساری انواع و اقسام ہیں، سب سے عمدہ ”عود ہندی“ ہے پھر ”چینی“ پھر ”قماری“ اور اس کے بعد ”مندلی“ کا شمار ہوتا ہے۔ ان میں بھی سب سے عمدہ عود وہ ہے جو سیاہ، نیلگوں، ٹھوس اور چکنا ہو۔ عود جتنا ہلکا اور پانی میں تیرتا ہوگا وہ عمدگی کے اعتبار سے اتنا ہی کمتر ہوگا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہجر ایک درخت ہوتا ہے جسے کاٹ کر ایک سال تک زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے، زمین بے فائدہ چیزوں کو کھا کر خالص عود کو باقی چھوڑ دیتی ہے، اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے اس کا چھلکا اور بے خوشبو حصہ متعفن ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔

یہ جسم کے مسام اور گیس کو رفع کرتا ہے۔ جسم سے زائد رطوبت کو نکالتا، قلب و جگر اور دیگر اعضا کو تقویت و فرحت بخشتا ہے۔ ذہن و دماغ اور حواس کے لیے بے حد مفید ہے۔ پیٹ کو سمارٹ بناتا ہے اور سلسل البول کے مرض کو جو مشانہ کی برودت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، ختم کرتا ہے۔

ابن کجون کا بیان ہے: ”عود کی بہت ساری انواع و اقسام ہیں جن کا جامع نام الوہ ہے نیز عود کا استعمال داخلی و خارجی دونوں طریقوں پر ہوتا ہے۔ اسے تنہا اور کسی دوسری چیز کے ساتھ ملا کر دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے کافور کے ساتھ ملا کر ڈھانپ کر بھاپ لینا طبی نقطہ نظر سے بہت اچھا ہے۔ عود کافور سے اور کافور عود سے مل کر دونوں ایک

① صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة :

۲۲۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب الجنة : ۲۸۳۴۔

دوسرے کی اصلاح کر دیتے ہیں۔ یہ ان چھ ضروری اشیاء میں سے ہے جن کی اصلاح سے بدن کی اصلاح رہتی ہے۔<sup>①</sup>

ان تمام باتوں کو جاننے کے بعد ضروری ہے کہ ہم اس کے استعمال کے فرق کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں یعنی عود کا استعمال جو خوشبو کے لیے کیا جاتا ہے اس میں اور شعبہ بازوں کی دھونی میں فرق ہے جو گھاس پھوس اور مختلف جڑی بوٹیوں وغیرہ کی آگ کے ساتھ دھونی سلگاتے ہیں۔ اس سلسلے میں مملکت سعودی عرب کی فتاویٰ کی اعلیٰ کمیٹی سے ایک سوال کیا گیا جو درج ذیل ہے۔

(سوال) کیا نظر بد سے بچنے کے لیے آگ اور مختلف قسم کی گھاس پھوس اور پتوں کی دھونی سلگانا جائز ہے؟

(جواب) نظر بد اور جادو ٹونے کا علاج مذکورہ طریقے سے جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ نظر بد کے عام علاج اور اسباب میں سے نہیں ہے بلکہ عموماً اس دھونی کا مقصد شیاطین کو خوش کرنا اور ان سے حصول شفا کے لیے مدد مانگنا ہوتا ہے۔ اس کا علاج شرعی دم ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ کیا جاتا ہے، جس کا کتاب و سنت سے ثبوت ملتا ہے۔<sup>②</sup>

قرآن اور شہد کو ملا کر علاج کرنا:

قرآن اور شہد کو ملا کر علاج کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالشِّفَآءِیْنِ الْعَسَلُ وَالْقُرْآنُ»<sup>③</sup>

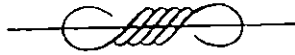
”دو شفا کی چیزوں کو لازم پکڑو، ایک شہد اور دوسرا قرآن۔“

① الطب النبوی لابن قیم تحقیق عبدالمعطی: ص ۵۱۷۔

② مجموع الفتاویٰ اللجنة الدائمة، رقم: ۴۳۹۳۔

③ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب العسل: ۳۴۵۲۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ابن ماجہ: ۶۹۳۔ ضعیف جامع الصغیر للالبانی: ۳، ۴۔

ابن طولون نے کہا ہے: ”آپ ﷺ نے اپنے اس فرمان ”دو شفا کی چیزوں یعنی قرآن اور شہد کو لازم پکڑو“ میں طب الہی، طب انسانی، روحانی و طبعی تاثیر، علاج اجسام و ارواح اور اسباب ارضی و سماوی کو جمع کر دیا ہے: ”نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”شفا والی چیزوں کو لازم پکڑو“ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ صرف قرآن کریم کے دم پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے اور کوشش ترک نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے اور حصول رزق کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے استعانت و توفیق طلب کرنی چاہیے۔“<sup>①</sup>



## چند ضروری باتیں

گزشتہ سطور میں ہم قرآن کریم اور دیگر قدرتی اشیاء کے ذریعے حصول شفا کے متعلق بیان کر چکے ہیں، ساتھ ہی اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اس کے بعد قرآن کریم اور شہد کو جمع کر کے شفا حاصل کرنے کے متعلق بھی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب آگے چند ایسے امور کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو نہایت ہی اہم ہیں، ان کو مؤثر اور کامیاب علاج کے لیے مد نظر رکھنا بہت ہی ضروری ہے، ان میں سے پانچ زیادہ اہم درج ذیل ہیں:-

- ① نماز کا اہتمام کرنا۔
- ② اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا اور گریہ و زاری کرنا۔
- ③ صبر کرنا۔
- ④ مریض کی عیادت کرنا، اسے تسلی دینا، اس کی شفا کے لیے دعا کرنا۔
- ⑤ صدقات و خیرات کرنا اور لوگوں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا۔

### ① نماز کی پابندی کرنا:

بعض لوگ جب کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو نماز سے سستی و غفلت برتنے لگتے ہیں اور بیماری کی وجہ سے اپنے آپ کو معذور سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے، اس لیے کہ نماز پر ہیئگی اور اس کی حفاظت کرنا فرض ہے بلکہ مریض کو زیادہ توجہ اور انہماک سے نماز پڑھنی

چاہیے بلکہ مرض و مصیبت کو دور کرنے اور حصول شفا میں نماز کی تاثیر کا بڑا عمل دخل ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَأَنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾

(البقرة: ۴۵)

”(رج و تکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو، بے شک یہ بہت ہی بڑا کام ہے مگر ڈرنے والوں کے لیے نہیں (ان کے لیے آسان ہے)۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ: ۱۳۲)

”اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔“

حدیث شریف میں مذکور ہے:

﴿كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَرَعَ إِلَى الصَّلَاةِ﴾<sup>①</sup>

”جب نبی ﷺ کو کوئی تشویش ناک معاملہ درپیش ہوتا تو آپ ﷺ نماز کا سہارا لیتے تھے۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نماز رزق لانے والی، صحت کی حفاظت کرنے والی، تکلیف کو دور کرنے، امراض کو بھگانے، دل کو تقویت پہنچانے، چہرہ تر و تازہ اور روشن کرنے، نفس کو فرحت بخشنے، سستی و کاہلی کو دور کرنے، اعضا و جوارح کو مضبوط و چست کرنے، طاقت و ہمت پیدا کرنے، شرح صدر کرنے، روح کو غذا فراہم

① مسند احمد: ۳۸۸/۵۔ ابو داؤد، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی ﷺ من

اللیل: ۲۲۱۹۔ صحیح الجامع الصغیر: ۴۷۰۳۔

کرنے، قلب و جگر کو روشن کرنے، رحمت و نعمت کی حفاظت کرنے، زحمت و عذاب کو دور کرنے، برکت لانے، شیطان سے دور کرنے اور رخصت سے قریب کرنے والی ہے۔ نماز ہی میں دنیا و آخرت کے آلام و مصائب کو دور کرنے کی ایک عجیب تاثیر ہے بشرطیکہ وہ مکمل توجہ اور انتہاک اور اپنے تمام تر حقوق کے ساتھ ادا کی جائے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے مصائب و مشکلات کو دور کرنے اور منافع و مصالح کو لانے میں نماز کی مثل کوئی شے نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ بندہ اپنے رب سے جتنا تعلق و قربت رکھتا ہے اسی قدر اس پر خیرات و برکات کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اسی قدر اس پر برائیوں کے دروازے اور اسباب بند کر دیے جاتے ہیں اور اس پر رحمت الہی کے دروازے کھل جاتے ہیں، پھر صحت و عافیت، غنی و غنیمت، راحت و اطمینان اور فرحت و مسرت یہ چیز حاضر خدمت ہو جاتی ہے۔“<sup>①</sup>

## ② اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ (البقرة: ۱۸۶)

”اور (اے پیغمبر!) جب تم سے میرے بندے میرے بارے دریافت کریں تو کہہ دو کہ میں تو (تمہارے) پاس ہوں۔“

مصائب کو دور کرنے اور مشکلات کو رفع کرنے میں دعا کا بڑا اثر ہوتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی شانی اور نجات دہندہ ہے، جیسا کہ فرمان گرامی ہے:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء: ۹۰)

”اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے۔“

لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم صدق و یقین کے ساتھ دعا کریں۔

چند مفید دعائیں:

صحیحین میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت فرمایا کرتے تھے:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَبِيرِ﴾<sup>①</sup>

”نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو بڑا اور بردبار ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ

جو عرش عظیم کا رب ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو ساتوں آسمانوں اور زمین

کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔“

جامع الترمذی میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو جب کوئی معاملہ پریشان کرتا تو آپ ﷺ فرماتے:

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ﴾<sup>②</sup>

”اے زندہ و قائم رہنے والے! ہم تیری رحمت و مدد کے طلب گار ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بھی آپ کو کوئی پریشان کن معاملہ درپیش ہوتا تھا تو آپ ﷺ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور ”سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“ پڑھتے تھے

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب: ۶۳۴۶۔ مسلم:

۲۷۳۰۔ مسند احمد: ۲۵۴/۱۔ ابن ماجہ: ۳۸۸۳۔

② ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۳۵۲۴۔ صحیح الجامع الصغیر: ۴۷۷۷۔



اور جب اصرار مطلوب ہوتا تھا تو ”يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ“ پڑھا کرتے تھے۔<sup>①</sup>

مسند امام احمد میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی بندے پر غم و اندوہ اور حزن و ملال کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے حزن و ملال کو دور کر کے اسے فرحت و مسرت بخش دیتا ہے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدَلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمِيَتْ بِهِ نَفْسُكَ أَوْ أُنْزِلَتْهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْثَرَتْ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجَلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي»<sup>②</sup>

”اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ میں تیرا ہی حکم چلتا ہے اور میرے متعلق تیرا ہر فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ میں تجھ سے تیرے ان اسمائے حسنیٰ کے ذریعے سوال کرتا ہوں جن سے تو نے اپنے آپ کو مسکمی کر رکھا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوقات میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے علم غیب میں خاص کر رکھا ہے کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، سینے کا نور اور حزن و ملال کا مداوا بنادے۔“

جامع ترمذی میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”يُونُسُ ذُو النُّونِ عليه السلام کی وہ دعا جس سے انھوں نے اپنے رب کو اس وقت پکارا تھا

① ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء ما يقول عند الكرب : ۳۴۳۶۔ یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ ضعیف ترمذی : ۳۴۳۶۔

② مسند احمد : ۱/۳۹۴۔ مستدرک حاکم : ۱/۵۰۹۔

جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے، اس کے ذریعے جو مسلمان کوئی دعا مانگے اور جس وقت مانگے گا تو وہ قبول ہوگی:

«لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ»<sup>①</sup>

”نہیں ہے کوئی معبود مگر (اے اللہ!) تو ہی، تو پاک ہے اور یقیناً میں ہی ظالم ہوں۔“

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے جس کسی کو یا اس کے بھائی کو کسی قسم کی شکایت و پریشانی کا سامنا ہو، وہ یہ دعا پڑھے تو شفا یاب ہوگا:

«رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ وَأَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحِمْتَنَا فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ إِنْ غَفِرْنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ»<sup>②</sup>

”اے ہمارے رب! تو آسمان میں ہے، تیرا نام مقدس و تبرک ہے۔ زمین و آسمان میں تیرا ہی حکم نافذ ہے، جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے زمین پر بھی نازل فرما دے۔ ہماری خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرما دیے، تو نیکوکاروں کا رب ہے (اس بیماری اور پریشانی کو دور کرنے کے لیے) اپنی رحمت اور شفا نازل فرما۔“

① ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء في دعوة ذي النون: ۳۵۰۵۔ مستند احمد:

۱۷۰/۱۔

② ابو داؤد، کتاب الطب، باب كيف الرقي: ۳۸۹۲۔ مستدرک حاکم: ۱/۳۴۴۔ یہ

حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ابو داؤد: ۳۸۹۲۔

## ③ صبر کرنا:

اللہ تعالیٰ نے دنیاوی زندگی تخلیق فرما کر اسے غم و اندوہ، حزن و ملال، مصائب و آلام اور پریشانیوں سے بھر دیا ہے۔ ایک دن کی خوشی کے عوض کتنے دنوں کی غمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

هَبِ الدُّنْيَا تَوَافِقُنَا سَنِينًا فَتُكَدِّرُ سَاعَةً وَتَلَذِّجُنَا

”چھوڑ دو اس دنیا کو جو ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے باوجود ایک گھنٹہ کی مکدر زندگی کے عوض چند لمحہ کا سرور و لذت دیتی ہے۔“

جب دنیا کی یہ حالت ہے تو گویا اس سے مقابلہ آرائی کی ضرورت ہے لیکن سوائے مومن صادق کے کہ جس کا دل ایمان سے معمور ہو، کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے لیے ایمان اور مصائب و آلام پر صبر اور قضا و قدر پر رضا کی ضرورت ہے اور اس سے مقابلہ کے لیے یہی سب سے عمدہ ہتھیار ہے۔ گویا کہ ایمان و اسلام میں صبر کی وہی اہمیت و حیثیت ہے جو جسم میں سرکی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَتَبْلُوَنَّهُمْ بَشِيٍّ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۰، ۱۵۶)

”اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے، تم صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) خوشخبری سناؤ، ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْٰنُ صَبْرُكُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ﴾ (النحل: ۱۲۶)

”اور اگر (تم) صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

”جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی فریاد سن لیتے ہیں:

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ! اُجِرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا﴾<sup>①</sup>

”ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے میری اس پریشانی کے بدلے اجر و ثواب سے نواز دے اور اس کے عوض اس سے بہتر شے عطا فرما دے۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ دعا مصیبت زدہ شخص کے علاج معالجہ کے لیے نہایت ہی اہم ہے اور جلد یا بدیر ہر دو صورتوں میں مفید و موثر بھی ہے کیونکہ یہ دعا دو عظیم امور پر مشتمل ہے اگر ان دونوں کو بندہ سمجھ لے تو مصیبت سے نجات پا جائے۔ ایک یہ کہ بندہ اس کے اہل و عیال اور اس کی دولت و ثروت سب حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ دوسرا یہ کہ بندے کا مرجع و ماویٰ اور ٹھکانا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اسے لازمی طور پر اس دنیا سے رشتہ توڑ کر، اسے چھوڑ کر تنہا اپنے رب کے پاس جانا ہے۔ پس جب بندہ اپنی ابتدا و انتہا کی حقیقت کو سمجھ لے گا تو حاصل شے پر خوش ہوگا اور مفقود پر رنجیدہ نہیں ہوگا۔ اس لیے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی

ابتدا اور انتہا پر غور کرے، یہی اس دنیا کے مصائب و امراض کا علاج ہے۔“<sup>①</sup>

### صبر کا طریقہ:

① انسان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر یقین رکھے کہ جن مصائب سے وہ دوچار ہوا ہے اسے قضا و قدر کے مطابق ان کا سامنا کرنا ہی تھا اور جن مشکلات سے محفوظ رہا ہے ان سے اسے محفوظ ہی رہنا تھا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِكَيْ لَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴾

(الحديد: ۲۲، ۲۳)

”کوئی بھی مصیبت زمین پر اور خود تم پر نہیں آتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں، وہ ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے اور یہ کام اللہ کے لیے آسان ہے تاکہ جو (چیز) تم سے فوت ہوگی ہے اس کا غم نہ کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر گھمنڈ نہ کرو اور اللہ کسی اترانے اور شخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔“

② اپنی مصیبت و پریشانی پر غور کرے تو اسے پتا چلے گا کہ اس کے رب نے اسی جیسی یا اس سے بہتر دوسری نعمتیں اس کے لیے باقی رکھی ہیں اور اگر وہ صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں اس کے لیے اس آنے والی مصیبت کے عوض بہت زیادہ ثواب ذخیرہ کر رکھا ہے جو اس مصیبت سے کہیں زیادہ ہے۔ یہاں اس عورت کا قصہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جسے عہد نبوی میں مرگی کی شکایت تھی۔ آپ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا کہ وہ چاہے تو آپ اس کے لیے

شفا کی دعا فرما دیں اور وہ شفا پا جائے یا صبر کر لے اور اس کے عوض جنت حاصل کر لے، تو وہ عورت صبر پر راضی ہو گئی۔<sup>①</sup>

③ انسان کو چاہیے کہ اپنی مصیبت کی تپش کو دیگر اہل مصائب کی ہمدردی اور غم خواری سے ٹھنڈا کر لے اور یہ جان لے کہ یہاں کوئی بھی شخص آسودہ حال و خوش نہیں ہے، اگر انسان اپنے دائیں بائیں نظر دوڑائے تو اسے سوائے حسرت و ندامت، مصائب و آلام کے کچھ نظر نہیں آئے گا اور اگر پوری دنیا کی چھان بین کرے تو ہر شخص مصیبت زدہ و پریشان ملے گا۔ کوئی محبوب کی جدائی کے قلق میں ہے تو کوئی کسی مصیبت و مرض میں مبتلا ہے۔ غرضیکہ دنیا کی فرحت و مسرت کی حقیقت ایک خواب اور ڈھلتی چھاؤں سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر اس دنیا نے کسی کو ہنسایا ہے تو رلایا بھی بہت ہے اور ایک دن کی خوشی کے بدلے طویل عرصہ کی رنجیدگی بھی دکھائی ہے یعنی اگر غور کیا جائے تو یہاں غم و اندوہ، مصائب اور مشکلات کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”لِكُلِّ فَرْحَةٍ تَرْحَةٌ وَمَا مِلَى يَتِّ فَرْحًا إِلَّا مِلَى تَرْحًا“

”ہر خوشی کے لیے غمی ہے اور کوئی ایسا گھر نہیں جہاں خوشی کے بعد غمی نہ آئی ہو۔“

ایک بادشاہ نعمان جس کی حکومت چھین لی گئی تھی، اس کی بیٹی ہند سے کسی نے اس کے گزرنے ہوئے حالات کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا:

”صبح کے وقت ہماری یہ حالت تھی کہ عرب کا ہر باشندہ ہمارے در پر امیدیں

وابستہ کیے ہوئے تھا لیکن شام کے وقت ہمارا یہ حال تھا کہ عرب کا کوئی بھی

باشندہ ایسا نہ تھا جو ہمارے حال پر ترس نہ کھا رہا ہو۔“

کسی شاعر نے شاید کوئی ایسا ہی منظر دیکھ کر کہا ہو

فَبَيْنَا نَسُوسُ النَّاسُ وَالْأَمْرُ أَمْرُنَا إِذَا نَحْنُ فِيهِمْ سَوْفَةٌ نُنْتَصِفُ

”ایک وقت وہ تھا جب ہم لوگوں کی قیادت کرتے تھے اور ہمارا حکم چلتا تھا اور

ایک وقت یہ ہے کہ اب ہم گھٹیا اور خادم شمار کیے جاتے ہیں۔“

فَأَفِ لِدُنْيَا لَا يَدُومُ نَعِيمُهَا تَقَلُّبُ تَارَاتِ بِنَا وَتَصَرَّفُ

”تف ہے اس دنیا پر جس کی نعمتیں پائیدار نہیں ہیں، اس کا الٹ پھیر اور

گردش دوراں ہمارے ساتھ جاری رہتا ہے۔“

④ انسان اس بات پر یقین رکھے کہ جزع فزع کرنے اور حزن و ملال کے اظہار سے

مصیبت اور دکھ سے نجات نہیں ملتی بلکہ اس میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے سچے

مومن کے شایان شان یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم و تقدیر پر راضی و خوش رہے اور

دنیاوی امور میں اپنے سے کمتر اور اپنے سے بڑی مصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھے جس

سے اس کے قلب و جگر کو سکون و راحت ملے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم و قضا پر قانع و

صابر ہو جائے گا۔

④ مریض کی عیادت اور اس کے لیے دعا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَتَقَسَّوْا لَهُ فِي الْأَجَلِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا

وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ»<sup>①</sup>

① ترمذی، کتاب الطب، باب تطیب نفس المریض : ۲۰۸۷۔ ابن ماجہ، کتاب

الحنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض : ۲۶۸۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ترمذی :

۲۰۸۷۔ ضعیف ابن ماجہ : ۱۴۳۸۔

”جب تم کسی مریض کی عیادت کرو تو موت کے سلسلے میں اپنی باتوں سے اسے تسلی اور اطمینان پہنچاؤ۔ اس سے کوئی چیز لوٹ تو نہیں سکتی، کچھ ہونے والا تو نہیں ہے تاہم مریض کی روح کو سکون ملتا ہے۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”مریض کی شفا اور اس کے مرض کی کمی میں تسلی و تشفی اور سرور انبساط کا بڑا عمل دخل ہے، اس سے اعضا و ارواح کو تقویت ملتی ہے اور یہ طبیعت کو امراض و آلام کے دفع کرنے میں مدد دیتے ہیں اور یہ مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ مریض کے اعصاب اور اعضا کو ان اشخاص و احباب کی زیارت و عیادت اور گفت و شنید سے تقویت ملتی ہے جو ان کے نزدیک محبوب اور محترم ہوتے ہیں۔“<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ مریض سے اس کی تکلیف اور دکھ کے بارے میں پوچھتے تھے اور شفا کے لیے دعا کرتے ہوئے اس مرض سے متعلق مفید چیز کی تلقین فرماتے تھے اور کہتے تھے:

«لَا بَأْسَ طَهُورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى»<sup>②</sup>

”کوئی حرج نہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ بیماری باعث طہارت و مغفرت ہوگی۔“

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِي»<sup>③</sup>

”بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، مریضوں کی عیادت کرو اور قیدیوں کو رہائی دلاؤ۔“

① زاد المعاد : ۱۱۶/۴۔

② صحیح بخاری، کتاب المرض، باب عيادة الأعراب : ۵۶۵۶۔

③ صحیح بخاری، کتاب الأطعمة، باب قول الله تعالى ..... الخ : ۵۳۷۳۔



### ⑤ صدقہ و خیرات:

مصائب و مشکلات کے دفع کرنے میں صدقات و خیرات اور احسان کی تاثیر کے متعلق بحث گزر چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① « دَاوُوا مَرَضَكُمْ بِالصَّدَقَةِ »

”صدقہ و خیرات کے ذریعے اپنے مریضوں کا علاج کیا کرو۔“



## باب چہارم

## جادو کا بیان

جادو کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

عربی زبان میں جادو کو سحر کہتے ہیں جس کا معنی ہے وہ شے جس کا سبب پوشیدہ اور لطیف ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ﴾ (الاعراف: ۱۱۶)

”انھوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی)۔“

اور جادو سے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ لَسِحْرًا﴾<sup>①</sup>

”بعض بیانات میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔“

اہل عرب کے ہاں سحر کا اطلاق مکرو فریب، دھوکا دہی اور چال بازی پر بھی ہوتا ہے، اس لیے کہ اس کا سبب بھی پوشیدہ و دقیق ہوتا ہے، جس پر لبید شاعر کا قول شاہد ہے:

فَإِنْ تَسْأَلِنَا فِيمَ نَحْنُ فَإِنَّا

عَصَافِيرُ فِیْ هَذَا الْأَنَامِ الْمُسَحَّرِ

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب أن من البیان سحرا: ۵۷۶۷۔

② لسان العرب: ۱۰۶/۲۔

”اگر تم ہمارے بارے میں دریافت کر رہی ہو کہ ہم کس حال میں ہیں تو ہماری مثال ان دھوکے باز لوگوں میں پرندوں کی سی ہے۔“

جادو ایک فن ہے، اس لیے کہ وہ اس شخص سے جو اسے بطور پیشہ اختیار کرنا چاہتا ہے مہارت و تجربے کا تقاضا کرتا ہے اور جادو ایک باطل علم بھی ہے، اس لیے اس کے اصول و مناج اور ٹھوس قواعد و ضوابط ہیں۔

جادو کے قواعد و ضوابط پیچیدہ، خفیہ اور رازدارانہ ہوتے ہیں، اس لیے ان لوگوں کی تعداد جو اپنے آپ کو جادوگر سمجھتے ہیں بہت زیادہ ہے اور درحقیقت یہی لوگ وہ دجال ہیں جو مکر و فریب اور لوٹ کھسوٹ کی کوشش کرتے ہیں۔<sup>①</sup>

اصطلاحی طور پر جادو سے مراد ایسے تعویذ گنڈے اور گرہیں وغیرہ ہیں جو جسم میں اثر انداز ہوتے ہیں اور جس سے آدمی بیمار اور ہلاک و برباد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میاں بیوی کے مابین تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے بے پروا ہو جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِينَ

بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

”پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں اور

دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق: ۴)

”اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔“

یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر جادو کی کوئی حقیقت و ماہیت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیتا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت میں ”النَّفْثُ“ سے مراد اذیت دینے والی بدروحیں ہیں۔

جادو کے واقع ہونے کا ثبوت:

جادو کا واقع ہونا کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

① کتاب الہی سے دلائل:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يَعْلَمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

”اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو کچھ اتارا گیا شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اور وہ دونوں کسی کو اس وقت تک کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ

کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور وہ (جادو کی) کچھ ایسی چیزیں دیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتی اور کچھ فائدہ نہ دیتی اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بری تھی، کاش وہ اس بات کو جانتے۔“

سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَمَّا أَفْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴾  
(الأعراف: ۱۱۶)

”جب انہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا کر) انہیں ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِّتُسْحَرْنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴾  
(الأعراف: ۱۳۲)

”اور کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس خواہ کوئی بھی نشانی لاؤ تا کہ اس سے ہم پر جادو کرو، مگر ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔“

سورہ مومنوں میں ہے:

﴿ سَيَقُولُ لَوْ كَانَ لِإِلَهِهِ قُلٌّ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ ﴾ (المؤمنون: ۸۹)

”فورا کہہ دیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) اللہ ہی کی ہے تو کہو کہ پھر تم پر کہاں سے جادو کیا جاتا ہے؟“

سورۃ مائدہ میں ہے:

﴿ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴾ (المائدة: ۱۱۰)  
 ”تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔“

سورۃ انعام میں ہے:

﴿ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴾  
 (الانعام: ۷)  
 ”پس یہ اسے اپنے ہاتھوں سے بھی ٹٹول لیتے تو جو کافر ہیں وہ یہی کہہ دیتے  
 کہ یہ تو صاف جادو ہے۔“

سورۃ سبأ میں ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴾  
 (سبأ: ۴۳)  
 ”اور کافروں کے پاس جب حق آیا تو اس کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ تو  
 صریح جادو ہے۔“

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

﴿ قَالَ أَجَسْتَنَا لِنُخْرِجَنَّهُ مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَمُوسَى ﴾ (طہ: ۵۷)  
 ”کہنے لگا اے موسیٰ! تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ اپنے جادو (کے  
 زور) سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو۔“

سورۃ طہ میں ہے:

﴿ فَإِذَا جَبَّالَهُمْ وَعَصِيَّهُمْ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ﴾  
 (طہ: ۶۶)

”تو اچانک ان کی رسیاں اور لائیاں موسیٰ (ﷺ) کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان) میں ادھر ادھر دوڑ رہی ہیں۔“

سورہ یونس میں ہے:

﴿أَسْحَرْ هَذَا وَلَا يُلْحِقِ السَّاجِرُونَ﴾ (یونس: ۷۷)

”کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پائیں گے۔“

اور ایک دوسری جگہ فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُّلقُونَ﴾

(یونس: ۸۰)

”جب جادوگر آئے تو موسیٰ (ﷺ) نے ان سے کہا کہ جو تم کو ڈالنا ہو ڈالو۔“

ان کے علاوہ قرآن پاک میں اور بھی کئی آیات ہیں جن سے جادو کا وجود ثابت

ہوتا ہے۔

## ② سنت نبوی ﷺ سے دلائل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

«سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَ دَعَا ثُمَّ قَالَ أَشْعَرْتُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرَ عِنْدَ رِجْلِي فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا وَجَعَ الرَّجُلُ؟ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ: فِيمَاذَا؟ قَالَ فِي مَسْطَبٍ وَمُسَاقِفَةٍ وَجَفَّتْ طَلْعَةٌ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ فِي بَيْتِ دُرَّوَانَ فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ

رَجَعَ: نَحْلُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ فَقُلْتُ اسْتَخَرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: لَا،  
أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ وَخَشِيتُ أَنْ يُبَيِّرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ  
دُفِنْتُ الْبُحْرُ»<sup>①</sup>

”نبی ﷺ پر جادو کر دیا گیا اور جادو کا اثر اس حد تک ہو گیا کہ آپ ﷺ کو خیال آتا تھا کہ آپ ﷺ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا یہاں تک کہ آپ نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی، اس کے بعد مجھے فرمایا: ”کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے باخبر کر دیا ہے کہ کس چیز میں میری شفا یابی ہے؟ اس طرح سے کہ دو آدمی میرے پاس آئے، ان میں سے ایک میرے سر ہانے اور دوسرا میری پائنتی کی طرف بیٹھ گیا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: ”اس شخص کو کیا بیماری ہے؟“ دوسرے نے جواب دیا: ”سحر زدہ ہے“ (یعنی اسے جادو کیا ہوا ہے)۔“ پہلے نے پوچھا: ”جادو کس نے کیا ہے؟“ دوسرے نے کہا: ”بلید بن اعصم نے کیا ہے۔“ پھر اس نے پوچھا: ”جادو کس طرح کیا گیا؟“ اس نے جواب دیا: ”کنگھی کے دندانوں اور آپ کے بالوں کے ساتھ کھجور کے خوشہ میں کیا گیا ہے۔“ اس نے دریافت کیا: ”یہ کہاں ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”ذروان کے کنویں کے اندر پڑا ہوا ہے۔“ بعد ازاں نبی ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اس (جگہ) کی کھجوریں شیطانوں کے سر کی طرح ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ”کیا آپ نے اسے کنویں سے نکال دیا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں،“

① صحیح بخاری، کتاب الطب، بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده : ۳۲۶۸۔

صحیح مسلم، کتاب السلام، باب السحر : ۲۱۸۹۔



اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی اور میں نے اس ڈر سے اسے نہیں نکالا کہ وہ لوگوں کے لیے باعث فتنہ نہ ہو جائے۔“ پھر اس کنویں کو بند کر دیا گیا ہے۔“

### ③ اجماع سے ثبوت:

قرآنی کہتے ہیں:

”جادو کے وقوع و تاثیر کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے اور اس کی حقیقت سے واقف تھے بلکہ قدر یہ کے ظہور سے پہلے جادو کے وقوع پر صحابہ کا اجماع تھا۔“<sup>①</sup>

### کیا جادو کی کوئی حقیقت ہے؟

جادو حق ہے اور یہ ایک حقیقی تاثیر رکھتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول شاہد ہے:

﴿وَحَاءٌ وَيُسْحَرُ عَظِيمٌ﴾ (الأعراف: ۱۱۶)

”اور وہ بہت بڑا جادو لائے۔“

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ سورۃ الفلق کے نزول کا سبب لبید بن اعصم کا نبی ﷺ پر جادو کرنا ہے، نیز رسول اکرم ﷺ کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا یاب کر دیا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ پر جادو کا اثر تھا کیونکہ لفظ شفا کا استعمال بر موقع و محل اسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان کسی بیماری سے نجات پائے۔ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جادو حق ہے اور اس کی ایک حقیقت اور تاثیر ہے۔ اس لیے جادوگر کے ہاتھوں خرق عادت و واقعات کے وجود و ظہور سے انکار نہیں کیا جاسکتا، جو عام انسان کے بس کی بات نہیں ہوا کرتی، جیسے کسی کو بیمار کر دینا، تفرقہ پیدا کرنا، عقل ضائع کر دینا، کسی عضو کو ٹیڑھا کر دینا اور

ہلاک کر دینا۔ قرانی کا بیان ہے:

”جادو ایک حقیقت ہے جس کی وجہ سے سحر زدہ شخص مر سکتا ہے، اس کی عادات و اطوار میں تبدیلی آ سکتی ہے اگرچہ فوری اس کا اثر ظاہر نہ بھی ہو، امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل رحمہما بھی اسی بات کے قائل ہیں۔“<sup>①</sup>

امام نووی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

”صحیح بات یہی ہے کہ جہور کا قطعی فیصلہ اور عام علماء کی رائے بھی یہی ہے اور کتاب و سنت سے بھی یہی ثابت ہے۔“<sup>②</sup>

### جادو سیکھنے کا حکم:

جادو سیکھنا کفر ہے، اس لیے کہ یہ شیاطین سے استعانت و مدد اور ان کی عبودیت کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں اس میں حرام اور کفر و شرک کے کاموں کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ یہ اس کے لازمی اجزا ہیں جنہیں جادوگر دانستہ اور نادانستہ طور پر کرتا رہتا ہے۔ اس لیے کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ جادو سیکھے۔ جادوگر کے کافر ہونے کے بہت سارے دلائل ہیں جن میں سے چند ایک کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

① ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا يَعْلَمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

(البقرة: ۱۰۲)

”وہ دونوں اس وقت تک کسی کو بھی (جادو) نہیں سکھاتے تھے جب تک وہ (اسے) یہ نہ کہہ دیتے کہ بلاشبہ ہم آزمائش ہیں تو (جادو سیکھ کر) کفر نہ کر۔“

① الفروق للقرافی: ص ۸۹۔

② روضة الطالبین للنووی: ۳۴۶/۹۔

یہ آیت صراحت کے ساتھ جادو سیکھنے والے کے کافر ہو جانے پر دلالت کرتی ہے۔

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اجْتَنِبُوا الْمُؤَبَقَاتِ: الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَالسِّجْرُ»<sup>①</sup>

”ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو ہے۔“

③ جادو کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصانات ہیں اگرچہ بعض حضرات کا گمان ہے کہ اس میں فوائد بھی ہیں اور شریعت اسلام نے ہر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے جس میں صرف نقصانات ہوں یا اس کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہوں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ﴾ کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

”اس آیت سے یہی استدلال کیا گیا ہے کہ جادو کا سیکھنا کفر ہے اور اس کو سیکھنے والا کافر ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جادو کا عمل حرام ہے اور اس کے کبیرہ ہونے پر علماء کا اجماع ہے نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کو سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے۔“<sup>②</sup>

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

”جادو سیکھنا و سیکھانا حرام ہے اور اس میں میرے علم کے مطابق اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔“<sup>③</sup>

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الشرب والسحر من الموبقات : ۵۷۶۴۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر و اکبرها : ۸۹۔

② فتح الباری : ۲۲۴/۱۰۔

③ المغنی لابن قدامة : ۱۰۱/۸۔

”تیسرا کبیرہ گناہ جادو ہے، اس لیے کہ جادوگر کفر کے ارتکاب سے بچ نہیں سکتا۔“<sup>①</sup>

### جادوگر کی سزا:

جادوگر کا حکم یہ ہے کہ اس کی گردن اڑادی جائے جیسا کہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

« حَذَّ السَّاحِرِ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ »<sup>②</sup>

”جادوگر کی سزا یہ ہے کہ (اس کی گردن) تلوار سے اڑادی جائے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے دو ماہ پہلے اپنے گورنروں کو ایک حکم نامہ جاری کرتے ہوئے فرمایا:

« أَقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَ سَاحِرَةٍ »<sup>③</sup>

”تمام جادوگروں اور جادوگرنیوں کا سر قلم کر دیا جائے۔“

امام مالک نے مؤطا میں روایت کی ہے:

« أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَتْ

بِقَتْلِ جَارِيَةٍ لَهَا سَجَرَتُهَا فَقَتَلَتْ »<sup>④</sup>

”ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔“

① الکبائر للذهبی: ۱۴۰۔

② جامع ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد الساحر: ۱۴۶۰۔ مستدرک

حاکم: ۳۶۰/۴۔ بیہقی: ۱۳۶/۸۔ یہ حدیث ضعیف ہے، ضعیف ترمذی: ۱۴۶۰۔

③ مسند احمد: ۱/۱۹۰، ۱۹۱۔ ابوداؤد، کتاب الخراج، باب فی أخذ الجزية من المحوس: ۳۰۴۳۔

④ مؤطا امام مالک، کتاب العقول، باب ما جاء فی الغيلة والسحر: ۱۳۔ بیہقی:

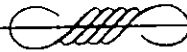
جس نے ان پر جادو کر دیا تھا اور وہ قتل کر دی گئی۔“

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وہ جادوگر جو سیخ، تنکا یا جھاڑو پر سوار ہو کر ہوا میں اڑتا ہے یا اس جیسا کوئی دوسرا عمل کرتا ہے تو وہ اس کے سبب کافر ہو جائے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔“<sup>①</sup>

جادوگر کی توبہ کا حکم:

اہل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جادوگر سے توبہ کرنے کے لیے نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کا سرتن سے جدا کر دیا جائے گا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان جادوگروں سے توبہ طلب نہیں کی تھی جن کے بارے انھوں نے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا، اگر اس نے توبہ کر لی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ اس کا گناہ شرک سے بڑھ کر نہیں ہے، تو جب مشرک سے توبہ کے لیے کہا جائے گا اور اس کی توبہ قبول کی جائے گی، تو پھر یہی حکم جادوگر کے لیے بھی ہونا چاہیے۔ یہ اختلاف توبہ کے وقت سزا کے ختم کر دینے سے متعلق ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی حائل نہیں ہے، اگر اس نے سچے دل سے توبہ کی تو ان شاء اللہ اس کی توبہ قبول ہوگی۔



## جادو سے بچاؤ کے طریقے

اسلامی شریعت میں وہ تمام وسائل و ذرائع موجود ہیں جو خیر و برکت کو قریب اور شر و فساد کو دور کرنے والے ہیں، انہی وسائل و ذرائع میں وہ ادعیہ و اذکار بھی ہیں جو کتاب و سنت میں وارد ہیں، جن کی تفصیل شر سے بچاؤ کے طریقے میں بیان کی جا چکی ہے، اس لیے یہاں صرف جادو سے بچاؤ کے طریقے ہی بیان کیے جا رہے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

### اذکار اور تعوذات:

شر و فساد سے بچاؤ کے طریقے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”جب دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے معنور ہو اور زبان پر تعوذات اور ادعیہ و اذکار کا ورد جاری ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف اتابیت و توجہ ہو اور دل زبان کا ہم نوا بھی ہو یعنی دل زبان کی کہی ہوئی بات کی طرف متوجہ بھی ہو تو یہ جادو سے بچاؤ کا سب سے عمدہ طریقہ ہے اور اگر جادو ہو جائے تو اس کا سب سے بہتر علاج ہے۔ جادو کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ وہ ان پر زیادہ اثر کرتا ہے جن کے دل (ایمان کے لحاظ سے) کمزور اور جلدی متاثر ہونے والے ہوتے ہیں اور نفسانی خواہشات سے مغلوب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ دین میں کمزور، توکل سے خالی، توحید سے عاری اور مسنون و طائف نہیں کرتے ان پر جادو زیادہ ہوتا ہے۔“<sup>①</sup>

عجوه کھجور:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجُوةٍ لَمْ تَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سِمْ وَلَا سِحْرٌ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَا بُتَيْهَا حِينَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ سِمْ حَتَّى يُمِيتَ»<sup>①</sup>

”جس شخص نے صبح سات عجوه کھجوریں کھالیں اس دن اس پر زہر اور جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔“ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سات کھجوریں، جو مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہیں، صبح کے وقت کھالے تو شام تک اس کو کوئی زہر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

ابن طولون طب نبوی کے موضوع پر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

”عجوه مدینہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور ہے جو صحابی سے بڑی اور سیاہی مائل ہے، اس کھجور کو نبی ﷺ نے خود لگایا تھا اور شاید یہ اتنے سارے فوائد آپ ﷺ کے لگانے کی برکت کی وجہ سے ہیں، جیسے آپ ﷺ نے دو قبروں پر دو شاخیں رکھی تھیں، جنہیں عذاب دیا جا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید یہ ان شاخوں کے خشک ہونے تک عذاب سے بچ جائیں۔“ تو یہ عذاب کا رک جانا رسول اللہ ﷺ کی برکت کی وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ نے ان کی قبروں پر دو شاخیں رکھی تھیں۔“<sup>②</sup>

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر: ۵۷۶۹۔ صحیح

مسلم، کتاب الأشربة، باب فضل تمر المدينة: ۲۰۴۷۔

② المنہل الروی فی الطب النبوی لابن طولون: ص ۱۹۰۔

”عجوبہ کی وجہ سے زہر اور جادو کا اثر نہ کرنا یہ مدینہ کی کھجور کے لیے نبی ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے ہے، کھجور کی خاصیت نہیں ہے۔“<sup>①</sup>

امام نووی رحمہ اللہ کا بیان ہے:  
 ”عجوبہ کی تخصیص اور سات عدد کی تخصیص کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، بس اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ نماز کی تعداد رکعات اور زکوٰۃ کا نصاب۔“<sup>②</sup>  
 حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اولیٰ و مناسب یہی ہے کہ یہ خصوصیات مدینہ کی عجوبہ کھجور ہی کے ساتھ خاص مانی جائیں۔ لیکن ایک سوال ہے کہ آیا اس کی یہ خصوصیت زمانہ نبوی کے ساتھ خاص تھی یا اب بھی ہے؟ بہر حال ان دونوں کا احتمال ہے اور یہ احتمال تجربہ سے دور کیا جاسکتا ہے، اگر کوئی شخص اس کا تجربہ کرے اور اسے زہر اور جادو اثر نہ کرے تو یہ بات طے ہو جائے گی کہ اس کی یہ خصوصیت ہمیشہ کے لیے ہے ورنہ اسی زمانہ کے ساتھ خاص سمجھی جائے گی۔“<sup>③</sup>

صحیح بات یہی ہے کہ یہ قیامت تک کے لیے ایک مستقل علاج ہے، اس لیے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث مطلق ہے، اس میں زمانے کی قید نہیں ہے اور یہ صرف عجوبہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مدینہ کی تمام کھجوروں میں یہ صلاحیت اور خاصیت موجود ہے کیونکہ آپ ﷺ نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کی کھجوریں بیان فرمایا ہے، آپ کا یہ فرمان مدینہ کی سب کھجوروں کو شامل ہے۔<sup>④</sup>

① فتح الباری: ۲۵۰/۱۰۔

② شرح النووی علی مسلم: ۳/۱۴۔

③ فتح الباری لابن حجر: ۲/۱۰۔

④ من تعلیقات لابن باز: ۱/۸، ۱۴۱۳ھ، ہجری۔



### جادو کا علاج:

جادو کا علاج درج ذیل دو طریقوں سے ممکن ہے:-

① حرام طریقہ

② جائز طریقہ۔

### ① حرام طریقہ:

حرام طریقہ یہ ہے کہ جادوگروں اور شعبہ بازوں کے پاس جا کر ان سے جادو کا حل طلب کیا جائے۔ یہ بالکل حرام ہے۔

### ② جائز طریقہ:

یہ مندرجہ ذیل شرعی طریقوں سے ہو سکتا ہے:-

① جادو کا نکالنا اور اسے باطل کر دینا، جادو کا یہ سب سے افضل و بہتر علاج ہے۔

② سیگی کے ذریعے سے۔

③ شرعی دم کے ذریعے سے۔

### ① جادو کا نکالنا اور اسے باطل کر دینا:

یہ جادو کا سب سے بہتر اور مؤثر علاج ہے۔ یہاں کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ جب جادو کو مٹانے اور باطل کرنے کے لیے جادوگروں کے پاس جانا جائز نہیں ہے تو وہ کون سے شرعی وسائل و ذرائع ہیں جن سے یہ کام ہو سکتا ہے؟

تو اس بارے میں چند اہم امور حسب ذیل ہیں:-

① اللہ تعالیٰ کی جانب خالص توجہ کرنا اور دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ کی رہنمائی فرمادے

جہاں جادو کیا ہوا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث ثابت ہے کہ جب

آپ ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی فرمائی تو آپ ﷺ نے جا کر کنویں سے اس جادو کو ختم دیا جو کنگھی کے دندانوں اور آپ کے بالوں کے ساتھ زکھجور کی کلی و شکوفہ میں کیا گیا تھا۔ جب آپ ﷺ نے اسے باطل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دے دی اور آپ کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ آپ ﷺ کسی بندش سے آزاد ہو گئے ہیں۔<sup>①</sup>

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جادو کا یہ سب سے بہتر علاج ہے اور یہ سیکنگی کے ذریعے جسم کے فاسد و خبیث مادے نکال دینے کی طرح ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کو تو بذریعہ وحی اس کی اطلاع مل گئی تھی لیکن ہماری رہنمائی اس سلسلے میں کیسے ہو سکتی ہے؟ تو یہ بات بعید از امکان نہیں کہ جب بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا و گریہ زاری کرے تو وہ اسے بھی اپنے فضل و کرم سے اس جگہ کو خواب میں دکھا دے جہاں جادو کیا ہوا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے سحرزدہ بندے پر فضل خاص ہوگا، کیونکہ یہ طریقہ انتہائی آسان ہے۔“<sup>②</sup>

## ② سیکنگی کے ذریعے:

جسم سے فاسد مادوں کو نکال دینا بھی جادو کے علاج میں موثر ہے۔ تو سیکنگی کے ذریعے خون اس جگہ سے نکالا جائے جہاں جادو کا اثر اور اس کی وجہ سے تکلیف ہو۔ کیونکہ جادو کی ایک تاثیر ہوتی ہے جس سے طبیعت میں ایک خاص قسم کا ہیجان اور مزاج میں تشویش

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب السحر: ۵۷۶۶۔ صحیح مسلم، کتاب

السلام، باب السحر: ۲۱۸۹

② الطب النبوی لابن القیم: ۲۶۷۔

پیدا ہوتی ہے، اس لیے جب کسی عضو میں جادو کا اثر ظاہر ہو اور وہاں سے فاسد مادے یعنی خون نکالنے کا امکان ہو تو یہ انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے جسم سے فاسد مادے نکالنے کے پانچ طریقے بیان کیے ہیں: دست کے ذریعے سے، قے کے ذریعے سے، خون نکال کر، بخارات کے ذریعے اور پسینے کے ذریعے سے۔ ان میں سے سینگی یعنی خون نکلوانا سب سے زیادہ مفید ہے۔

### سینگی کی تعریف:

سینگی کو عربی میں حجامت کہتے ہیں اور یہ حجم سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا ابھرنا، کیونکہ سینگی لگوانے کے بعد اس جگہ کا گوشت ابھر آتا ہے۔ حجام یعنی سینگی لگانے والے کو مصاص (خون چوسنے والا) بھی کہتے ہیں۔ ازہری نے کہا ہے کہ سینگی لگانے والوں کو حجام اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اکہ سینگی کے منہ پر منہ رکھ کر خون چوستا ہے۔

### جادو میں سینگی کا اثر:

ابو عبید نے اپنی کتاب ”غریب الحدیث“ میں عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جب نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے سینگ کے ذریعے اپنے سر پر سینگی لگوائی۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بیان ہے:

”اس وقت بچھنا لگوانا جادو کا سب سے عمدہ علاج تھا، اس لیے آپ ﷺ نے بچھنا لگوایا تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی جادو کے متعلق باخبر نہیں کیا تھا، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو جادو کے بارے میں باخبر کر دیا تو آپ ﷺ جادو کے حقیقی علاج یعنی جادو کے نکالنے اور ختم کر دینے کی طرف متوجہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ

نے آپ کی راہنمائی فرمائی اور آپ نے جادو کو نکال لیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شفا دے دی اور آپ اس طرح ہو گئے گویا کہ کسی جکڑ بندی سے آزاد ہو گئے ہیں۔“<sup>①</sup>

### سینگی کا مفید وقت :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوانے کے لیے مفید وقت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

«مَنْ احْتَمَحَ لِسَعِ عَشْرَةٍ مِنَ الشَّهْرِ وَتِسْعَ عَشْرَةٍ وَاحِدَى وَعِشْرِينَ كَانَ لَهُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ»<sup>②</sup>

”جس نے مہینے کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنا لگوا لیا تو وہ تمام بیماریوں سے شفا یاب ہو جائے گا۔“

### ③ شرعی دام (نشرہ) سے جادو کا علاج :

نشرہ سے مراد دم ہے جس سے مجنون اور مریض کا علاج کیا جاتا ہے اور نشرہ سے مراد تعویذ بھی ہے۔<sup>③</sup>

ابو السعادات نے تیسیر میں بیان کیا ہے :

”نشرہ علاج اور دم کی ایک قسم ہے جس سے آسیب زدہ شخص کا علاج کیا جاتا ہے۔ نشرہ کو نشرہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے اس بیماری اور اثر کو ختم

① طب نبوی لابن قیم : ص ۱۱۸۔

② ابوداؤد، کتاب الطب، باب منی تستحب الحمامة؟ : ۳۸۶۱۔ صحیح الجامع

الصغیر للالبانی : ۵۹۶۸۔ الأحادیث الصحیحة : ۶۲۲۔

③ لسان العرب : ۲۰۹/۵۔

کر دیا جاتا ہے جو مریض کو ڈھانپے ہوئے ہوتا ہے۔ امام حسن کا بیان ہے کہ نشرہ بھی ایک جادو ہے۔ امام ابن الجوزی کا کہنا ہے کہ نشرہ کے ذریعے جادو زدہ کے جادو کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اس پر صرف وہی شخص قادر ہوتا ہے جو جادو کے اثرات کو جانتا ہو۔<sup>①</sup>

### نشرہ کی اقسام اور اس کا حکم:

صحیح بخاری میں قتادہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

”میں نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”اگر کسی شخص پر جادو کیا گیا ہو یا اسے اس کی بیوی تک پہنچنے سے باندھ دیا گیا ہو تو کیا اس کا دفعیہ کرنا اور جادو کو باطل کرنے کے لیے دم کرنا درست ہے یا نہیں؟“ تو انھوں نے جواب دیا:

”اس میں کوئی قباحت نہیں، جادو کو باطل کرنے والوں کی نیت اچھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع نہیں فرمایا جس سے فائدہ ہو۔“<sup>②</sup>

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

”نشرہ یہ جادو زدہ انسان کے جادو کا حل اور علاج ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، ایک جادو کا حل جادو کے ذریعے سے جو شیطانی عمل ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے قول کو اسی پر محمول کیا جائے گا کہ ناشر (جادو کا دم کرنے والا) اور منتشر (جس پر جادو کا دم کیا جا رہا ہے) یہ دونوں شیطان کی پسندیدہ چیز کے ذریعے اس کے قریب ہو رہے ہوتے ہیں کہ جادو زدہ سے شیطانی عمل کے ذریعے جادو کا توڑ کرتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شرعی دم، تعویذات اور

① تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید: ص ۴۱۶

② صحیح بخاری، کتاب الطب، باب هل يستخرج السحر، قبل الحديث: ۵۷۶۵۔

جائز دواؤں کے ذریعے علاج کیا جائے، یہ طریقہ جائز ہے۔“

شارح کتاب التوحید کا بیان ہے:

”یہی دوسرا طریقہ ہے جس پر سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا کلام محمول کیا جائے گا اور امام احمد رضی اللہ عنہ کا قول بھی۔ جن لوگوں کا یہ گمان ہے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے جادو والے کے لیے نشرہ کی اجازت دی ہے، تو ان کا یہ گمان درست نہیں ہے۔“<sup>①</sup>

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نشرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ»<sup>②</sup>

”یہ شیطانی عمل ہے۔“

جادو کے لیے جائز دم:

ساحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”جادو ہو جانے کے بعد اس کا ایک بہترین علاج یہ ہے، خصوصاً اس شخص کے لیے جو بذریعہ جادو اپنی بیوی سے ہمبستر ہونے سے روک دیا گیا ہو کہ وہ بیری کے سات ہرے پتے لے، پھر اسے کسی پتھر وغیرہ سے کوٹ کر ایک برتن میں رکھے اور اس میں اتنا پانی ڈالے جو اس کے غسل کے لیے کافی ہو اور اس پانی میں مندرجہ ذیل دعائیں پڑھے۔

سب سے پہلے آیت الکرسی کی تلاوت کرے:

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ. لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا فِی

① تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید: ص ۴۱۹۔

② مسند احمد: ۲۹۴/۳ - ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی النشرہ: ۳۸۶۸۔

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا  
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ  
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ  
الْعَظِيمُ ﴿البقرة: ٢٥٥﴾

اس کے بعد سورۃ الکافرون:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبِدُونَ مَا  
أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ  
دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾

پھر سورۃ الاخلاص:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ  
لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

پھر سورۃ الناس کو تین مرتبہ پڑھا جائے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ  
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ  
وَالنَّاسِ﴾

اس کے بعد یہ آیتیں تلاوت کرے:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۝  
فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَغَلَبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا

صَاغِرِينَ﴾ (الاعراف: ۱۱۷-۱۱۹)

پھر سورۃ یونس کی مندرجہ ذیل آیتیں پڑھے:

﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اَتُؤْتِنِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحَقِّقُ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴾ (یونس: ۷۹-۸۲)

اور سورہ طہ کی مندرجہ ذیل آیات پڑھیں :

﴿ قَالُوا يُمُوسَى اِمَّا اَنْ تُلْقٰى وَامَّا اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوا فَاِذَا جِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنّٰهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْحَسْ فِىْ نَفْسِهِ خَيْفَةً مُّوسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقٰى مَا فِىْ يَمِيْنِكَ تَلَفَافًا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدًا مَّجِيْرًا وَلَا يُفْلِحُ السَّحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴾ (طہ ۶۵-۶۹)

مذکورہ سورتوں اور آیتوں کو پانی میں پڑھ کر پھونکنے کے بعد پانی کا کچھ حصہ پی لیا جائے، باقی سے غسل کر لیا جائے تو ان شاء اللہ بیماری ختم ہو جائے گی، اگر ضرورت محسوس ہو تو دو یا اس سے زیادہ بار بھی اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہاں تک کہ بیماری دور ہو جائے۔<sup>①</sup>

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مندرجہ ذیل آیتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو سے نجات مل جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک برتن میں پانی لے کر ان آیتوں کو اس میں پڑھا جائے پھر سحر زدہ شخص کے سر پر انڈیل دیا جائے۔“ وہ آیات درج ذیل ہیں :



﴿ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحَقِّقُ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴾ (يونس: ۸۱، ۸۲)

﴿ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۝ وَأَلْقَى السَّحْرَ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴾ (الاعراف: ۱۱۸ - ۱۲۲)

﴿ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَاحِرٌ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى ﴾ (طہ: ۶۹)

ابن بطال فرماتے ہیں:

”وہب بن منبہ کی کتاب میں ہے کہ جادو کے علاج کے لیے پیری کے سات ہرے پتے لے لیے جائیں اور انھیں دو پتھروں میں کوٹ لیا جائے پھر پانی میں ملا کر اس میں آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ لیے جائیں، بعد ازاں اس سے تین گھونٹ پانی پی کر باقی سے غسل کر لیا جائے، تو ان شاء اللہ بیماری مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ یہ آدمی کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب وہ بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونے سے جادو کے ذریعے روک دیا گیا ہو۔“<sup>①</sup>

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جادو کا سب سے بہتر اور سب سے اچھا علاج الہی دوائیں ہیں (یعنی شرعی دم اور مسنون وظائف وغیرہ) کیونکہ جادو سفلی بدروحوں کے اثرات کی وجہ سے ہوتا ہے، تو ان کے برے اثرات کو اسی چیز کے ساتھ ختم کیا جاسکتا ہے جو اس کا

مقابلہ کر سکے اور وہ مسنون اذکار اور قرآنی آیات ہیں جن کی مدد سے ان بدروحوں کے برے اثرات اور ان کی تاثیر کو ختم کیا جاسکتا ہے۔“<sup>①</sup>



## باب پنجم

## نظر بد کا بیان

## نظر بد کی تعریف:

عربی میں نظر بد کو ”العین“ کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: ”عَيْنُ الرَّجُلِ“ کہ اس نے فلاں شخص کو نظر لگا دی۔ نظر لگانے والے کو ”عَائِنٌ“ کہتے ہیں اور جسے نظر لگی ہو اسے ”مَعِينٌ“ یا ”مَعْيُونٌ“ کہتے ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ اگر مکمل نظر نہ لگی ہو تو ”معین“ اور اگر مکمل لگی ہو تو ”معیون“ کہتے ہیں۔ تقریباً یہی فرق زجاج نے بھی بیان کیا ہے۔<sup>①</sup>

## نظر بد کی اصطلاحی تعریف:

نظر بد کی حقیقت یہ ہے کہ نظر لگانے والا کبھی اچھی نگاہ ہی سے دیکھتا ہے اور کبھی خبیث طبع کے حسد کی آمیزش بھی ہو جاتی ہے جس سے نظر لگنے والے شخص کو نقصان پہنچتا ہے۔ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نظر بد ایک ایسا تیر ہے جو حاسد و بدکار اور بد طینت کی جانب سے نکل کر دوسرے شخص کی طرف جاتا ہے، یہ کبھی اس کے اندر پیوست ہو جاتا ہے اور کبھی خطا کر جاتا ہے یعنی اگر سامنے والے شخص کو یہ تیر لگے اور اس میں اس سے بچاؤ کی قوت موجود نہ ہے تو اس میں پیوست ہو کر اسے زچ و پریشان کر دیتا ہے

اور اگر اس میں مداخلت کی صلاحیت پائی جاتی ہے تو یہ تیر اپنا اثر نہیں دکھاتا اور کبھی کبھی یہ تیر خود تیر انداز ہی کی طرف پلٹ جاتا ہے، اس لیے کہ نظر بد بھی دراصل حقیقی تیر کی مانند ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اس کا تعلق نفوس و ارواح سے ہے اور اس کا تعلق اجسام و ابدان سے ہے۔“<sup>①</sup>

### نظر بد کا ثبوت اور اس کے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی وہ نصیحت نقل کرتے ہوئے فرمایا، جو انھوں نے اپنے بیٹوں کو کی تھی:

﴿يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ (يوسف: ٦٧)

”اے میرے بیٹو! تم ایک ہی دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو تم سے نہیں روک سکتا، بے شک حکم اسی کا ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اہل توکل کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما محمد بن کعب، مجاہد، ضحاک، قتادہ اور سدی رحمہم وغیرہم فرماتے ہیں: ”سیدنا یعقوب علیہ السلام نے ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونے کا حکم صرف اس لیے دیا تھا کہ انھیں اپنے بیٹوں کو نظر لگ جانے کا ڈر تھا، کیونکہ تمام بچے بہت خوبصورت، بھلے اور جوان تھے اور نظر بد وہ شے ہے جو شہسوار کو اس کی سواری

سے گرا دیتی ہے۔“ ①

سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ يَكَاذُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۚ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾

(القلم: ۵۲، ۵۱)

”اور کافر جب یہ نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ اور (لوگو!) یہ (قرآن تو) اہل عالم کے لیے نصیحت ہے۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہما کا بیان ہے کہ آیت میں ”لَيُزْلِقُونَكَ“ کا معنی ”لَيَنْفِذُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ“ ہے یعنی وہ لوگ بغض و حسد کی آنکھوں سے دیکھ کر آپ کو نظر بد کا شکار کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد شامل حال ہے، اس لیے وہ آپ کا کچھ نہیں لگاڑ سکتے۔

یہ آیت بھی نظر بد اور اس کی تاثیر پر دلالت کرتی ہے۔

اسی طرح سورہ فلق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق)

”کہہ دیجیے کہ میں صبح کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے بنائی اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے اور گرہوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی

برائی سے جب وہ حسد کرنے لگے۔“

اس سورت میں حاسد کے شر اور ضرر سے پناہ طلب کی گئی ہے، جس سے مراد نظر بد ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ»<sup>①</sup>

”نظر کا لگ جانا حقیقت ہے۔“ اور آپ ﷺ نے گوندھنے (جسم میں رنگ بھرنے) سے منع فرمایا ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اسْتَعِيدُوا بِاللَّهِ مِنَ الْعَيْنِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ»<sup>②</sup>

”نظر بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو، اس لیے کہ نظر کا لگنا حق ہے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدْرِ لَسَبَقْتَهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلَتْمْ فَاعْسِلُوا»<sup>③</sup>

”نظر بد حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرنے والی ہوتی تو نظر بد اس پر سبقت کر جاتی اور جب نظر بد کو اتارنے کے لیے تم سے غسل کروایا جائے تو

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب العين حق : ۵۷۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی : ۲۱۸۷۔

② صحیح الجامع الصغیر للالبانی : ۹۳۸۔ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب العين : ۳۵۰۸۔ الأحادیث الصحیحة : ۷۳۷۔ مستدرک حاکم : ۲۱۵/۴۔

③ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی : ۲۱۸۷۔

غسل کر لیا کرو۔“

اسی طرح سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَيْنَ لَتَوُلِعُ بِالرَّجُلِ بِإِذْنِ اللَّهِ حَتَّى يَصْعَدَ حَالِقًا فَيَتَرَدَّى مِنْهُ»<sup>①</sup>

”نظر بد آدمی کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگی رہتی ہے حتیٰ کہ اسے بلندی تک لے جاتی ہے (یعنی پہلے وہ آدمی اسے بہت اچھا لگتا ہے) پھر نیچے گرا دیتی ہے (یعنی اپنے زہریلے پن کی وجہ سے اسے بیمار کر دیتی ہے)۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَكْثَرُ مَنْ يَمُوتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ قَضَاءِ اللَّهِ وَقَدَرِهِ بِالْعَيْنِ»<sup>②</sup>

”میری امت کے زیادہ تر لوگ قضا و قدر کے بعد نظر بد کے ذریعے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔“

نبی اکرم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ يُبْرِئُكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ»<sup>③</sup>

”جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھ کر دم کرتے تھے:

① مسند احمد : ۱۴۶/۵ - صحيح الجامع الصغير للالباني : ۱۶۸۱ - الاحاديث

الصحيحة : ۸۸۹ -

② صحيح الجامع الصغير للالباني : ۱۲۰۶ - الاحاديث الصحيحة : ۷۴۷ -

③ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى : ۲۱۸۵ -

« بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِئُكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ  
وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ »

”اللہ کے نام کے ساتھ (دم کرتا ہوں) وہ تجھے صحت یاب کرے اور ہر بیماری  
سے شفا عطا فرمائے اور وہ تجھے حسد کرنے والے کے حسد سے جب وہ حسد  
کرے اور ہر نظر بد والے کی نظر بد سے بچائے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

« مَا لِيْ أَرَى أَحْسَامَ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً (نَحِيفَةً) تُصَيِّبُهُمُ الْحَاجَةُ ؟  
قَالَتْ لَا وَلَكِنَّ الْعَيْنَ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَرُقِيَهُمْ قَالَتْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ  
فَقَالَ أَرُقِيَهُمْ »<sup>①</sup>

”کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بھائی کے بیٹوں کے جسموں کو لاغر و کمزور دیکھ رہا  
ہوں، کیا انھیں تنگدستی لاحق ہے؟“ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ”نہیں، بلکہ یہ بچے  
بہت جلد نظر بد کا شکار ہو جاتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم انھیں دم  
کردو۔“ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ”میں نے (اپنا دم) آپ ﷺ کو سنایا۔“ تو  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم انھیں (یہ) دم کرو۔“

قرآن اور صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حسد بنفس خود دوسرے کو تکلیف  
پہنچاتا ہے، اس لیے کہ حسد از خود ایک بری چیز ہے جو دوسرے شخص تک حسد کی آنکھ یا  
روح کے ذریعے پہنچتی ہے، اگرچہ حسد اپنے دست و پا سے کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾ (الفلق: ۵)



”(اے اللہ!) حاسد کے شر سے بچا جب وہ حسد کرے۔“

قرآن کریم کی اس آیت میں حسد کے صادر ہونے کے ساتھ اس کا برا اور ضرر رساں ہونا بھی ثابت ہے اور قرآن حکیم میں کوئی مہمل اور جھوٹ بات نہیں ہو سکتی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی طبعاً حاسد ہوتا ہے لیکن وہ محسود (جس سے حسد کیا جاتا ہے) سے بے خبر ہوتا ہے مگر کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ حاسد کے دل میں اس کے خلاف حسد کی جنگاری بھڑک اٹھتی ہے جس سے وہ شخص جس پر حسد کیا جاتا ہے، اذیت و تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب نہ کرے اور اس کی حفاظت میں نہ آئے تو اسے لازمی طور پر نقصان پہنچے گا۔ تو اللہ کی حفاظت میں آنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مسنون و طائف و اذکار کا اہتمام کرے، اللہ سے دعا کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی بارگاہ میں جھکے، تو ان طریقوں سے ان شاء اللہ حاسد کے حسد اور نظر بد کی برائی سے بچ جائے گا۔<sup>①</sup>

### نظر بد کی قسمیں:

نظر بد کی دو قسمیں ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں:-

① انسانی نظر:

② جناتی نظر:

### انسانی نظر کا ثبوت:

انسانی نظر سے مراد وہ نظر ہے جو انسانوں کی طرف سے سرزد ہوتی ہے اور اس کا ثبوت آپ ﷺ کا وہ فرمان ہے جو آپ ﷺ نے سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا، جب ان کی نظر سیدنا سہل بن خنیف رضی اللہ عنہ کو لگ گئی اور وہ بیمار ہو گئے تھے، اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟»<sup>①</sup>

”تم اپنے بھائی کو (نظر کے تیرے) کیوں قتل کرتے ہو؟“

### جناتی نظر کا ثبوت:

اس سے مراد وہ نظر ہے جو جنوں کی طرف سے سرزد ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت بخاری و مسلم کی وہ حدیث ہے جو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«أَبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا نَظْرَةً»<sup>②</sup>

”آپ ﷺ نے ان کے گھر ایک بچی کو دیکھا جس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا زردی مائل تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے دم کرواؤ، کیونکہ اسے نظر بد کی شکایت ہے۔“

حسین بن مسعود فرماء بغوی کہتے ہیں:

”سفعہ“ کا معنی ہے اسے جناتی نظر لگی ہوئی ہے۔“<sup>③</sup>

ابن قتیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

””سفعہ“ سے مراد وہ رنگت ہے جو چہرے کی رنگت سے مختلف ہو۔“

خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

① صحیح الجامع الصغیر: ۴۰۲۰۔ مؤطا امام مالک، کتاب العین، باب الرضوء من

العین: ۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقیۃ العین: ۵۷۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب

السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین: ۲۱۹۸۔

③ زاد المعاد: ۱۶۴/۴۔

”جنوں کی نظر (بمقابل انسان کے) زیادہ ضرر رساں اور نیزوں سے بھی زیادہ پارا ترنے والی ہے۔“<sup>①</sup>

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نظر بد کی دو قسمیں ہیں: انسانی نظر اور جتناقی نظر۔“<sup>②</sup>

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے کلام ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ میں لفظ ”حَاسِدٌ“ جن و انس سب کے لیے عام و یکساں ہے، اس لیے کہ شیطان اور اس کے پیروکار مومنین سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں عطا کردہ انعام و اکرام پر حسد کرتے ہیں۔“<sup>③</sup>

### نظر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

سب سے پہلے ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ نظر اور دیگر چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے بغیر کسی قسم کی تکلیف اور نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ نظر کا معاملہ یہ ہے کہ انسان کبھی خود اپنے آپ کو نظر لگا بیٹھتا ہے اور کبھی کسی غیر کو اور یہ نظر کبھی مرضی و ارادے کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی بغیر ارادے کے۔ یہاں تک کہ کبھی بغیر دیکھے بھی نظر لگ جاتی ہے۔ جیسے کہ کوئی ناپینا ہے یا پینا ہے اور اس کے سامنے کسی غیر موجود شخص کے اوصاف بیان کر دیے گئے ہوں۔ کبھی بغیر بغض و حسد کے بلکہ پسندیدگی کی نظر بھی اثر انداز ہو جاتی ہے تو کبھی عشق و محبت کرنے والے اور بعض اوقات نیک آدمی کی نظر بھی اثر کر جاتی

① عمدة القاری للعینی: ۴۰۴/۱۷۔

② زاد المعاد: ۱۶۴/۴۔

③ تفسیر سورة الفلق للامام محمد بن عبد الوہاب: ص ۳۰۔

ہے۔ اس لیے جب کسی شخص کی نظر اپنے یا اپنے عزیز واقارب یا غیر کی کسی چیز پر پڑے اور وہ اسے پسند آجائے اور بہت اچھی لگے تو اس چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں مسنون ذکر کرے، یعنی ”مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ پڑھے۔

اس سلسلے میں امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نظر بد لگانے والے کی طبیعت کی تاثیر اس کے دیکھنے ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ کبھی کسی نابینا شخص کے سامنے کسی چیز کی خوبی بیان کی جاتی ہے اور اس میں اس نابینا کا نفس یا اس کی طبیعت اثر کر جاتی ہے اگرچہ اس نے اسے دیکھا نہیں ہے اور زیادہ تر نظر لگانے والے نظر لگانے میں بغیر دیکھے چیز کے صرف اوصاف و احوال کے ذریعے ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔“<sup>①</sup>

امام ابن القیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

”نظر کی حقیقت یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی چیز پسند آ جاتی ہے تو اس کی خبیث طبیعت اس کی ٹوہ میں لگ جاتی ہے، بعد ازاں اپنا زہر یلا پین نظر کے ذریعے پسندیدہ شخص یا چیز میں اتار دیتی ہے اور کبھی کبھی آدمی کی خود کو نظر لگ جاتی ہے اور کبھی نظر بغیر ارادہ و مشاک کے لگ جاتی ہے جو سب سے زیادہ مہلک اور قاتل ہوتی ہے۔“<sup>②</sup>

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض اشخاص کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہو گیا ہے، ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ نظر دور سے کیسے اثر انداز ہو سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں، اسی لیے کبھی کبھی نظر کا اثر اس زہر سے ہو جاتا ہے جو نظر

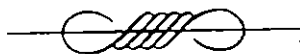
① زاد المعاد لابن قیم: ۱۱۷/۳۔

② زاد المعاد لابن قیم: ۱۶۷/۴۔

لگانے والے کی نظر سے نکل کر ہوا کے ذریعے دوسرے شخص کے بدن تک جا پہنچتا ہے جیسا کہ بعض نظر لگانے والوں کا کہنا ہے کہ جب وہ کوئی ایسی چیز دیکھتے ہیں جو انھیں اچھی اور بھلی معلوم ہوتی ہے تو وہ اپنی آنکھوں سے حرارت نکلتے ہوئے محسوس کرتے ہیں، تو جو چیز نظر لگانے والوں کی آنکھ سے نکلتی ہے وہ ایک معنوی تیر کی مانند ہوتی ہے۔ اگر بدن کو روگ لگ گیا اور اس میں اس سے بچاؤ کی قوت نہیں ہے تو وہ تیر اثر کر جاتا ہے ورنہ نہیں بلکہ کبھی کبھار نشاء باز ہی کی طرف واپس آ جاتا ہے جیسے حقیقی تیر۔“<sup>①</sup>

امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نظر بد خبیث فطرت کے ذریعے اثر انداز ہوتی ہے اور اس کی مثال بالکل سانپ کی طرح ہے جس کا زہر اس وقت اثر کرتا ہے جب وہ کاٹے اور مخصوص ہیئت اور کیفیت کے ذریعے اپنا زہر اس میں اتار دے اور بعض سانپ اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ صرف نظر ہی سے اثر انداز ہوتے ہیں جس سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے اور عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے دم بریدہ اور دو نقطے والے سانپوں کے بارے میں فرمایا ہے جو بہت ہی زہریلے ہوتے ہیں۔“<sup>②</sup>



① فتح الباری : ۲۲۰/۱۰۔

② تفسیر سورة الفلق للامام محمد بن عبد الوہاب : ص ۲۷۰۔

## نظر بد اور حسد سے بچاؤ کے طریقے

شریعت نے نظر بد سے بچاؤ کے بہت سے طریقے بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:-

### ① حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا:

نظر بد سے بچاؤ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہمیں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے اور معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس کی تلاوت کرنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق: ۵)

”(اے اللہ!) میں حسد کرنے والے کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب وہ حسد کرے۔“

اسی طرح سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْحَاسِدِ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتْ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا»<sup>①</sup>

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن و انس کی برائی سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ

① ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی الرقية بالمعوذتین: ۲۰۵۷۔ نسائی، کتاب

الاستعاذۃ، باب استعاذۃ من عین الحاسد: ۵۴۹۶۔ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب من

استرق من العین: ۳۵۱۱۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۴۹۰۲۔

معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) نازل ہو گئیں، تو آپ ﷺ نے ان دونوں سورتوں کو اختیار کر لیا اور بقیہ تمام چیزوں کو چھوڑ دیا۔“

## ② برکت کی دعا کرنا:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان جب کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند آجائے تو اسے برکت کی دعا کرنی چاہیے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جسے اپنی نظر لگنے کا خدشہ ہو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ جو چیز اسے اچھی لگ رہی ہے اس کے لیے برکت کی دعا کرے اور کہے: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهُ» اور کہے: «مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ»“  
امام ابن کثیر رحمہ اللہ درج ذیل آیت:

﴿وَلَوْ لَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾

(الکہف: ۲۹)

”تو نے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کا چاہا ہی ہونے والا ہے، کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔“

اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”جب تم اس میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں اموال و اولاد اور دیگر نعمتوں کو دیکھا جو تمہارے سوا دوسروں کو نہیں عطا کی گئی تھیں اور وہ نعمتیں تمہیں بھلی معلوم ہوئیں تو تم نے کیوں نہ اللہ کی تعریف کی اور ما شاء اللہ کہا۔“<sup>①</sup>

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ رَأَى شَيْئًا فَأَعْجَبَهُ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَمْ يَضُرَّهُ»<sup>①</sup>  
 ”جس شخص نے کوئی چیز دیکھی اور وہ اسے پسند آگئی تو وہ ”مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ  
 إِلَّا بِاللَّهِ“ کہہ دے تو اس چیز کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔“

اسی طرح عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 «إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ أَوْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَاعْجَبَهُ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ  
 بِالْبَرَكَةِ»<sup>②</sup>

”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی یا اپنی ذات اور مال پر نظر ڈالے اور وہ اسے  
 پسند آ جائے اس چیز کی وجہ سے جس سے دوسروں کو یہ چیزیں بھلی معلوم ہوتی  
 ہیں تو اسے چاہیے کہ برکت کی دعا کرے۔“

عمدۃ القاری میں ہے کہ برکت کے لیے مختلف کلمات کہے جاسکتے ہیں، جیسے:

«تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ»

”بارکت ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“

یا یہ الفاظ کہیے:

«اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ»

”اے میرے اللہ! اس میں برکت فرما۔“

یا کہیے:

① ابن السنی فی عمل الیوم والليلة : ۲۰۶۔ الوابل الصیب : ص ۳۰۷۔ یہ حدیث

ضعیف ہے۔ اس میں ابو بکر ہذلی راوی متروک ہے۔ تحریر تقریب التہذیب : ۸۰۰۲۔

② مسند احمد : ۴۴۷۔ صحیح الجامع الصغیر : ۵۵۶۔ صحیح الکلم الطیب :

۲۴۳/۳۔ ابن السنی فی عمل الیوم والليلة : ۲۰۵، ۲۰۴۔



«اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَلَا تَضُرَّهُ»

”اے اللہ! اس میں برکت نازل فرما اور اسے نقصان سے بچا۔“<sup>①</sup>

### ③ صبر کرنا:

نظر لگانے والے پر صبر کرنا اور چھیڑ چھاڑ نہ کرنا اور اسے ایذا دینے سے بچنا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيُنْصَرَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ﴾ (الحج: ۶۰)

”یہ (بات اللہ کے ہاں ٹھہر چکی ہے) اور جو شخص کسی کو اتنی ہی ایذا دے جتنی ایذا اس کو دی گئی پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“

### ④ نظر لگانے والے پر احسان کرنا:

جو شخص نظر بد کی وجہ سے مشہور ہے اس پر احسان کرنا جیسے مالدار آدمی کا اس فقیر پر احسان کر دینا جو اس کے مال و دولت کی طرف آس و امید کی نگاہ سے دیکھتا۔

### ⑤ جس چیز کو نظر لگنے کا خدشہ ہو اسے چھپا کر رکھنا:

اس چیز کو پوشیدہ رکھنا جس پر نظر بد کا خوف ہو، جس پر نظر بد لگ جانے کا اندیشہ ہو اسے حتی الامکان پوشیدہ رکھے خصوصاً اس شخص کے سامنے جو نظر بد کی وجہ سے مشہور ہو، اس یقین کے ساتھ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا هُمْ بِضَّارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

”وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی ایک کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

اور یہ بھی مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک خوبصورت بچے کو دیکھا تو فرمایا:

”اس کی ٹھوڑی میں جو گہری جگہ (جس سے خوبصورتی میں اضافہ ہوتا) ہے اس پر کالا رنگ یا کاجل لگا دو تا کہ نظر بد سے محفوظ رہے۔“<sup>①</sup>

### ⑥ نظر بد والے سے اجتناب کرنا:

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بعض علماء کا بیان ہے کہ جو شخص نظر بد سے معروف ہو اس سے مکمل اجتناب و احتراز کرنا چاہیے۔“

### ⑦ تکمیل حاجات کو پوشیدہ رکھنا:

نظر بد سے بچاؤ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جس کام میں کامیابی پر کسی کی نظر لگ جانے کا خوف ہو تو اسے چھپا کر رکھا جائے۔

### ⑧ اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت:

اللہ سے ڈرنے اور اس کے اوامر و نواہی کا خیال رکھنے سے بھی نظر بد سے بچا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتا ہے اور اس کے اوامر و نواہی کا خیال رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے لیتا ہے اور اس کا معاملہ کسی اور کے سپرد نہیں کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَأَنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (آل عمران: ۱۲۰)

”اور اگر تم نے (تکلیفوں پر) صبر کیا اور پرہیز گاری اختیار کی تو ان کا فریب

تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔“

### ⑨ دشمن کی ایذا پر صبر کرنا:

نظر بد سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم دشمن کی دشمنی و عداوت پر صبر کریں، اس سے لڑائی جھگڑا نہ کریں اور نہ اس کی ایذا رسانی کا ذکر اس سے کرے۔

### ⑩ اللہ پر توکل کرنا:

نظر بد سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔

### ⑪ اللہ کی طرف متوجہ ہونا:

اللہ کی طرف اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جانے اور اس کی محبت و رضا کو دل میں بسالینے سے بھی نظر بد سے بچا جاسکتا ہے۔ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ کسی حاسد کی پریشانی کو اپنے دل میں جگہ دے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے کے خوف کو دل میں جگہ نہیں دیتا تو اللہ اسے ہر قسم کی پریشانی سے نجات دے دیتا ہے۔

### ⑫ گناہوں سے توبہ کرنا:

ان گناہوں سے توبہ کرنا جنہوں نے اس پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾

(الشوری: ۳۰)

”اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے

اور وہ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔“

### ⑬ برائی کا بدلا بھلائی سے دینا:

یہ چیز نفس پر سب سے زیادہ شاق اور مشکل ہے اور یہ صرف کوئی سعادت مند شخص ہی کر سکتا ہے۔ حاسد اور ظالم وغیرہ کے جسد و ظلم کی آگ کو اس پر احسان کر کے بجھا دینا چاہیے، یعنی جتنا زیادہ وہ ظلم کرتا جائے اس کے مقابلے میں اتنا ہی احسان و کرم اور شفقت کا مظاہرہ کیا جائے۔

### ⑭ خالص توحید پر کار بند ہونا:

یہ آخری سبب سب سے جامع ہے بلکہ تمام مذکورہ اسباب کا دار و مدار بھی اسی پر ہے۔ وہ یہ ہے کہ خالص توحید پر قائم ہو جانا اور اسباب و علل میں اپنی مہار فکر کو اللہ کی طرف موڑنا ہے جو مسبب الاسباب ہے، جب بندہ ایسا کرے گا تو اس کے دل سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر چیزوں کا خوف نکل جائے گا اور جو شخص صرف اللہ سے ڈرتا ہے تو دیگر تمام چیزیں اس سے خوف کھاتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے اور جو اللہ کے علاوہ کسی اور چیز سے ڈرتا ہے وہ اس پر مسلط کر دی جاتی ہے۔<sup>①</sup>



① بدائع الفوائد : ۲/۲۳۸۔ یہ فہد بن عبد الرحمن رومی نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کی کتاب تفسیر سورہ فلق کی تحقیق میں لکھی ہے۔

## نفسیاتی امراض

ہم ان نفسیاتی بیماریوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز تو نہیں ہیں جو اس وقت پائی جاتی ہیں، ان کی اصل صورت حال تو ان کے ماہرین ہی جانتے ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں لیکن بعض نفسیاتی حالات ایسے واضح ہیں کہ انھیں جاننے کے لیے کسی سپیشل کورس کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ اتنے عام ہیں کہ انھیں عام لوگ بھی جانتے ہیں، تو عرف عام میں انسانی نفس اور طبیعت کا پریشانی اور الجھن کا شکار ہو جانا اور قرار نہ پانے کو نفسیاتی حالات سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے سبب انسان حزن و ملال اور قلق کا شکار رہتا ہے۔

اس کے مختلف اسباب ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنا، اس کے ذکر و اذکار سے غفلت برتنا اور اس کے احکامات کی نافرمانی کرنا نفسیاتی پریشانی اور تکلیف کا باعث ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

أَعْمَى﴾ (ظلہ: ۱۲۴)

”اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

نفسیاتی دباؤ اور زندگی کی مشکلات بھی کبھی انسان کے اندر نفسیاتی تغیر و تبدل کا سبب بن جاتی ہیں اور انسان اپنی اس زندگی میں بہت سارے ایسے تغیرات کا سامنا کرتا ہے جو

اس کی نفسیات پر اثر ڈالتے ہیں اور نفسیاتی آرام و سکون کو ختم کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب کسی انسان کو اچانک اپنے دوست یا کسی رشتہ دار کی موت کی خبر پہنچتی ہے اور اس کے اندر وہ ایمانی قوت و حرارت نہیں ہوتی جو اسے اللہ تعالیٰ اور قضا و قدر پر راضی کر دے تو اس کی نفسیاتی حالت بہت متاثر ہوتی ہے، مزید یہ کہ ایک مدت تک اس پر غم و اندوہ اور حزن و ملال کے بادل چھائے رہتے ہیں۔

جسمانی امراض بھی مریض کی نفسیات پر اثر انداز ہوتے ہیں حتیٰ کہ اہل و عیال اور دیگر لوگوں سے اس کے معاملات پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے جیسا کہ ایک انسان پریشان ہو اور پوری رات اسے نیند نہ آئے تو اس کی حالت کیسی ہوگی؟ یہاں تک کہ بے کاری بھی انسان کے لیے انتہائی مہلک ہے اور اس کے نفسیاتی سکون و آرام کو چھین لیتی ہے۔

ہماری اس کتاب کا موضوع نفسیاتی حالات سے بھی متعلق ہے، اس لیے کہ جادو بھی کبھی انسان کو نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے جیسے آپ سحر زدہ شخص کو اکثر و بیشتر حیران و پریشان دیکھتے ہیں، وہ کبھی پر سکون نظر نہیں آتا اور ایسے ہی مرگی میں مبتلا شخص کی حالت ہوا کرتی ہے۔ بہر حال نفسیاتی امراض کی وحشت و حیرانی انتہائی عجیب و غریب ہوتی ہے۔ انسان کو جب بھی کوئی بیماری لاحق ہو تو اس کا علاج ایمان، قرآن اور رجوع الی اللہ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہتے ہوئے کرنا چاہیے۔ نفسیاتی و دیگر امراض کے لیے جدید طریقہ علاج بھی درست ہے جب تک اس میں کوئی حرام چیز نہ ہو۔ ہمارے لیے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نفسیاتی علاج جب تک ایمان اور انابت الی اللہ سے نہ ہو اس سے مکمل شفا یابی نہیں ہوتی۔ نفسیاتی علاج کے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس مریض آتے ہیں جن میں سے بعض کو فائدہ نہیں ہوتا، ایک مدت کے بعد وہ بہتر نظر آتے ہیں اور جب ہم ان سے اس کے بارے میں پوچھتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے قرآن حکیم سے علاج کیا ہے۔

ہم نے ”الْقَلْقُ وَكَيْفَ تَتَخَلَّصُ مِنْهُ؟“ نامی کتاب کا مطالعہ کیا ہے جو ہمیں بہت پسند آئی، اس لیے کہ اس کے مؤلفین نے رنج و غم اور قلق کے علاج کو قرآن کریم سے مربوط کیا ہے اور اس مرض کے علاج کا انھوں نے جو طریقہ تجویز کیا وہ بہت ہی اچھا ہے اور مفید بھی ہے۔ (ان شاء اللہ!)



## بندے پر گناہوں کے اثرات

گنہگار اور خطاکار پر اس کی نافرمانی اور گنہگاری کے اثرات دنیا و آخرت ہر دو جہاں میں نمایاں ہوتے ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دنیا میں جو بھی بلا اور مصیبت نازل ہوتی ہے وہ صرف نافرمانی اور سرکشی کے سبب ہوتی ہے۔“

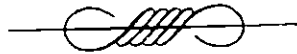
آج کل کتنے ایسے لوگ ہیں جو گناہ و معصیت کے قیدی بن چکے ہیں اور معصیت نے ان کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر اس طرح جکڑ دیا ہے کہ اس سے نکلتا ان کے لیے دشوار ہو گیا ہے اور شیاطین جن و انس نے ایسا گھیرا ڈالا ہے کہ ان کی زندگی تنگ اور برباد ہو چکی ہے۔ سحر زدہ اور آسیب زدہ لوگوں میں سے اکثر ایسے ملیں گے جو اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے ہیں۔ نفسیاتی بیماریاں بہت زیادہ ہیں اور ان میں سے اکثر کا سبب اللہ تعالیٰ سے دوری اور برائیوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ آدمی کے قلب اور نفس پر گناہوں کے اثرات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”گناہوں کے آثار میں سے ایک یہ ہے کہ گناہ گار بندہ گناہوں کی وجہ سے اپنے دل میں اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک لائق اور اجنبیت سی محسوس کرتا ہے۔ اس اجنبیت کا موازنہ گناہوں کو چھوڑنے کی لذت سے نہیں کیا جاسکتا (یعنی گناہوں کو چھوڑنے کی ایک اپنی ہی لذت ہے) لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ پہلے گناہ کر لے اور پھر اس لذت کو پانے کے لیے گناہ ترک کرے، کیونکہ اس طرح تو خطرہ ہے کہ بندہ (اپنے اور اللہ کے درمیان) اجنبیت اور لائق کا شکار ہو جائے



گا۔ تو جب گناہ کو چھوڑنے کی لذت بہت زیادہ ہے تو پھر عقل مند کے لائق یہی ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دے۔ ایک شخص نے کسی اللہ والے سے کہا کہ میں اپنے اور اللہ کے درمیان اپنے دل میں اجنبیت و لاتعلقی محسوس کرتا ہوں تو اس نے جواب دیا کہ یہ تیرے گناہوں کی وجہ سے ہے، تو انھیں چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جا۔“

امام صاحب آگے فرماتے ہیں: ”گناہ کی وجہ سے گناہ گار اور لوگوں کے درمیان ایک اجنبیت اور لاتعلقی پیدا ہو جاتی ہے، خصوصاً گناہ گار اور اہل خیر یعنی نیک لوگوں کے درمیان زیادہ ہوتی ہے۔ اس لاتعلقی کی وجہ سے گناہ گار اہل خیر کی مجالس سے دور رہتا ہے اور ان کی مجالس سے برکات حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے۔ یہ جس قدر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دور ہوتا جاتا ہے، ان سے دلی تعلق توڑتا ہے اسی قدر یہ شیطان کے چیلوں کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ مزید گناہوں کی وجہ سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی بیوی بچوں اور عزیز واقارب سے بھی لاتعلقی محسوس کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے آپ سے بھی بیزار ہو جاتا ہے۔“

امام صاحب مزید فرماتے ہیں: ”نافرمان و خطا کار اپنے دل میں اندھیری رات کی سی تاریکی محسوس کرتا ہے اور جب اس کے دل میں موجود معصیت کی تاریکی اور بڑھ جاتی ہے، تو بصارت کی حس تاریکی کی مانند ہو جاتی ہے اس لیے کہ اطاعت و فرمانبرداری نور اور روشنی ہے جبکہ معصیت و سرکشی تاریکی و ظلمت ہے، جتنی تاریکی و ظلمت بڑھتی جائے گی اتنی ہی نافرمان کی حیرانی و پریشانی بڑھتی جائے گی۔“



## نظر بد کا علاج

نظر بد کے علاج کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ جب نظر لگانے والا معلوم ہو جائے تو اس سے غسل کروایا جائے۔ یہ نظر بد کا سب سے بہتر علاج ہے، جب نظر لگانے والا غسل کر لے تو وہ پانی جس سے اس نے غسل کیا ہے اسے نظر بد سے متاثر شخص کے سر پر ڈال دیا جائے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ نظر لگانے والے کے پاس ایک ٹب (بڑے برتن) میں پانی لایا جائے، وہ اس میں سے اپنی ہتھیلی میں پانی لے کر کلی کرے اور کلی کا پانی اسی برتن میں ڈال دے، پھر اسی برتن میں اپنا منہ دھوئے، پھر اپنا بایاں ہاتھ اس میں ڈال کر داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر پانی ڈالے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر اسی ٹب میں سے ایک مرتبہ پانی ڈالے پھر بائیں ہاتھ سے دائیں کہنی پر اور دائیں ہاتھ سے بائیں کہنی پر پانی ڈالے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ سے دائیں قدم اور دائیں ہاتھ سے بائیں قدم پر پانی ڈالے پھر بائیں ہاتھ سے دائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے پر پانی ڈالے۔ یہ سارا کام اس ٹب یا برتن کے اندر ہی ہونا چاہیے۔ آخر میں اپنی تہ بند کے اندر دنی جھکے کو بھی اس برتن میں دھوئے اور برتن کو زمین پر رکھے بغیر نظر زدہ آدمی کے سر پر پیچھے سے ایک ہی بار ڈال دیا جائے۔<sup>①</sup>

غسل کا یہ طریقہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، حضرت امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«إِغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَارِ فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَكَانَ سَهْلٌ شَدِيدُ الْبَيَاضِ حُسْنُ الْجِلْدِ وَقَالَ عَامِرٌ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ جِلْدَ مُحِبَّاءٍ عَذَرَاءَ فَوْعَكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعُكُهُ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَعْكِهِ فَقِيلَ لَهُ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَهَمُونَ لَهُ أَحَدًا؟ قَالُوا عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَكْتَ إِغْتَسِلَ لَهُ فَعَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فَبَدَحَ ثُمَّ صَبَّ عَلَيْهِ مِنْ وِرْآءِهِ قَبْرِي سَهْلٌ مِنْ سَاعَتِهِ»<sup>①</sup>

”میرے باپ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے خزار جگہ میں بہتے ہوئے پانی میں غسل کے ارادے سے اپنا کپڑا اتارا تو عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) انھیں دیکھ رہے تھے، میرے والد محترم بہت زیادہ خوبصورت اور گورے چٹے تھے۔ عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ”اس کی خوبصورتی ایک ماہ پارہ دوشیزہ کی طرح ہے، اتنا خوبصورت جسم میں نے آج تک نہیں دیکھا۔“ بس یہ کہنا تھا کہ سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ) وہیں گر پڑے اور انھیں سخت بخار ہو گیا، ان کی بیماری کی خبر رسول اکرم ﷺ کو دی گئی اور بتایا گیا کہ وہ سر نہیں اٹھا رہے (یعنی بہت زیادہ

① موطا امام مالک، کتاب العین، باب الوضوء من العین : (۱) - صحیح الجامع الصغیر

بیمار ہیں)۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا تم لوگوں کو کسی آدمی پر شک ہے کہ اس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”ہاں! عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔“ آپ ﷺ نے انھیں بلایا اور غصے سے فرمایا: ”آخر تم میں سے کوئی اپنے ہی بھائی کو کیوں ہلاک کرتا ہے؟ اس کے لیے تم نے برکت کی دعا کیوں نہیں کی؟ اس کے لیے غسل کرو۔“ تب جناب عامر (رضی اللہ عنہ) نے اپنا چہرہ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں اور اپنی تہ بند کا اندرونی حصہ ایک برتن میں دھویا، پھر وہی پانی جناب سہل (رضی اللہ عنہ) پر پیچھے سے انڈیل دیا گیا اور وہ اسی وقت شفا یاب ہو گئے۔“

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

«إِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَأَغْسِلُوا»<sup>①</sup>

”جب کوئی تم سے (نظر بد کی وجہ سے) غسل کروائے تو تم اس کے لیے غسل کرو۔“

سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں:

”نظر لگانے والے کو وضو کا حکم دیا جاتا تھا پھر نظر سے متاثر ہونے والا اس پانی سے غسل کیا کرتا تھا۔“<sup>②</sup>

نظر بد والے کی پہچان اور اس کا شرعی حکم:

نظر بد والے کو پہچاننے کے چند طریقے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر درج ذیل ہے:-

① وہ عوام الناس میں نظر بد کے حوالے سے مشہور و معروف ہوگا۔ جس مجلس میں ایسا

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی: ۲۱۸۸۔

② ابوداؤد، کتاب الطب، باب ما جاء فی العين: ۳۸۸۰۔

شخص ہوگا اگر اس میں کسی کو نظر لگ جائے تو غالب گمان یہی ہوگا کہ یہ نظر اس کی لگی

ہے۔

② کبھی نظر لگانے والے کی گفتگو سے بھی پتا چل جاتا ہے کہ وہ کسی کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے، جس کے بارے میں وہ گفتگو کر رہا ہے وہ اس وقت موجود بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی۔ اگر وہ نظر لگنے والے کے سامنے گفتگو کر رہا ہے تو وہ خود اسے غسل کے لیے کہے اور اگر وہ وہاں موجود نہیں تو جس کی موجودگی میں نظر لگانے والا باتیں کر رہا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرے لیکن اگر اسے علم ہو جائے کہ یہ شخص جس کے بارے میں باتیں کر رہا تھا اسے اس کی نظر لگ گئی ہے تو پھر اسے چاہیے کہ نظر لگانے والے کو غسل کا حکم دے۔

پہچان کر لینے کے بعد نظر لگانے والے کا سامنا:

نظر زدہ یا اس کے عزیز و اقارب کو سب سے بڑی پریشانی یہ لاحق ہوتی ہے کہ وہ نظر لگانے والے کا سامنا کیسے کریں؟ وہ اس کے اور اس کے اہل و عیال کے غیظ و غضب سے خوف زدہ رہتے ہیں اور انھیں یہ ڈر بھی رہتا ہے کہ کہیں یہ قطع رحمی کا سبب نہ بن جائے۔ تو اس کا حل درج ذیل ہے:-

① نظر بد والے کی پہچان کے سلسلے میں اچھی طرح تحقیق کر لینا ضروری ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے کیا تھا کہ جب عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو لگی تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے اس ضمن میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے جواب دیا کہ نظر لگانے والے عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) ہیں، تب آپ ﷺ نے انھیں بلایا۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں سے تصدیق کرائی تھی جو وہاں موجود تھے اور یہ تحقیق یا تو اس بات سے ہوگی جو نظر لگانے والے نے کہی ہو یا اس کے بارے میں کسی اور کے ذریعے سے معلوم ہو یا کوئی قرینہ ہو جو

نظر لگانے والے کی نظر بد پر دلالت کرے۔

② اگر پوری تحقیق نہ ہو سکے تو غالب گمان کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

③ نظر لگانے والے کو دیکھا جائے گا، اگر وہ ان لوگوں میں سے ہو جن کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور سامنے آنے کے لیے تیار ہے تو اللہ تعالیٰ کے واسطے سے اس سے کھلے طور پر بات کی جائے گی۔

④ جب کسی شخص کے بارے میں صرف گمان ہو اور یہ ڈر بھی ہو کہ اگر اس سے بالمشافہ اس سلسلے میں بات کریں گے تو وہ ناراض ہو جائے گا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے ڈرایا جائے گا اور اس کے کسی بہت ہی قریبی دوست کو بھیج کر نظر زدہ کے لیے ہمدردی کا مطالبہ کیا جائے گا۔

⑤ اگر نظر لگانے والا غسل سے انکار کر دے تو کیا اس پر جبر و زبردستی کی جائے گی؟ اس سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مازری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”میرے نزدیک اس کے لیے غسل کرنا واجب ہے، خصوصاً ایسے وقت میں جب نظر زدہ ہلاکت کے قریب ہو تو نظر لگانے والے پر واجب ہے کہ وہ غسل کرے اور ایک ہلاکت کے قریب شخص کو ہلاکت کے گڑھے سے نکال لے۔“<sup>①</sup>

نظر بد سے نجات کے لیے دم کرنا:

نظر بد کے علاج کا دوسرا طریقہ شرعی دم ہے جس سے متعلق نبی کریم ﷺ سے صحیح احادیث مروی ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ»<sup>①</sup>

”نبی کریم ﷺ نے ہمیں نظر بد کی وجہ سے دم کرنے کا حکم دیا ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحَمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ»<sup>②</sup>

”نبی کریم ﷺ نے ڈنک لگنے، نظر لگنے اور نملہ (پہلو کی پھنسیوں، پھوڑوں) کی وجہ سے دم کرنے کی رخصت دی ہے۔“

اسی طرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ: أَعِذْكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ»<sup>③</sup>

”نبی اکرم ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو یہ دعا پڑھ کر دم کیا کرتے تھے:

«أَعِذْكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ»

① بخاری، کتاب الطب، باب رقية العين : ۵۷۳۸۔ صحیح مسلم، کتاب السلام،

باب استحباب الرقية من العين ..... الخ : ۲۱۹۵۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، استحباب الرقية من العين : ۲۱۹۶۔

③ صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب : ۳۳۷۱۔ ابو داؤد، کتاب السنة،

باب فی القرآن : ۴۷۳۷۔ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما عوذ به النبی ﷺ : ۳۵۲۵۔

”میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے، ہر زہریلی چیز سے اور ہر لگ جانے والی نظر سے۔“

اور آپ ﷺ فرماتے تھے: ”سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) بھی اسحاق و اسماعیل (علیہ السلام) کے لیے یہی دعا پڑھتے تھے۔“

نظر بد کے علاج کے لیے دعائیں:

نظر بد سے بچاؤ کے لیے کئی ایک مسنون دعائیں ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

① « بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ » ①

”میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے ایذا پہنچاتی ہے ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی نظر بد سے، اللہ تجھے شفا دے، میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں۔“

② « بِسْمِ اللَّهِ يُرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ » ②

”میں اللہ کے نام کے ساتھ (دم کرتا ہوں) وہ تجھ کو نجات دے اور ہر تکلیف سے تجھ کو شفا دے اور ہر حاسد کے شر سے بچائے جب وہ حسد کرے اور ہر بری نظر والے کے شر سے تجھے محفوظ رکھے۔“

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی: ۲۱۸۶۔ صحیح

الجامع الصغیر: ۷۰۔ مسند احمد: ۲۸/۳۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی: ۲۱۸۵۔



③ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ»<sup>①</sup>  
 ”میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ان تمام چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں  
 جو اس نے پیدا کی ہیں۔“

④ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامِيَةٍ»<sup>②</sup>  
 ”میں ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ہر لگ جانے والی نظر سے اللہ کے مکمل  
 کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔“

⑤ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا  
 خَلَقَ وَ ذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ فِيهَا  
 وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يُخْرِجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ  
 وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ!»<sup>③</sup>  
 ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے آگے نہ نیک بڑھ  
 سکتا ہے اور نہ بد، ہر اس چیز کے شر سے جو پیدا ہوئی اور عدم سے وجود میں آئی  
 اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو آسمان پر جاتی  
 ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور نکلتی ہے اور ہر  
 اس چیز کے شر سے جو رات اور دن کے کسی بھی حصے میں آتی ہے مگر وہ رات کو

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء: ۲۷۰۹۔ ابوداؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقی: ۳۸۹۸۔ ترمذی: ۳۶۰۴۔

② صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب: ۳۳۷۱۔

③ مؤطا امام مالک، کتاب الشعر، باب ما يؤمروا به من التعوذ عند النوم: ۱۲۔ مسند احمد: ۴۱۹/۳۔ مجمع الزوائد: ۱۳۰/۱۰۔ صحیح الجامع الصغیر: ۷۴۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحة: ۸۴۰۔

آنے والا جو خیریت سے آئے اے رحمن!۔“

⑥ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُون»<sup>①</sup>

”میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصے اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے دوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔“

⑦ «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَآثِمَ وَالْمَغْرَمَ اللَّهُمَّ لَا يَهْزُمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ»

”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیرے عزت والے چہرے اور تیرے مکمل تاثیر والے کلمات کے ساتھ اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! گناہوں اور تاوان کو تو ہی دور کرنے والا ہے۔ اے اللہ! تیرا لشکر شکست نہیں کھا سکتا اور تیرے وعدے کی خلاف ورزی بھی نہیں ہو سکتی، تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔“

⑧ «أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَا شَيْءَ أَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهَا بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ لَا أُطِيقُ شَرَّهُ وَمِنْ

① ابو داؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقی: ۳۸۹۳۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب

دعاء الفزع فی النوم: ۳۵۲۸۔ مسند احمد: ۱۸۱/۲

شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»  
 ”میں پناہ مانگتا ہوں عظمت والے اللہ کے چہرے کے ساتھ جس سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے آگے نہ نیک بڑھ سکتا ہے نہ بد۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے اسمائے حسنی کے ساتھ جن کا مجھے علم ہے اور جن کا مجھے علم نہیں، ہر اس چیز کے شر سے جو پیدا ہوئی اور عدم سے وجود میں آئی اور ہر اس چیز کے شر سے جس کے شر (سے مقابلہ) کی مجھ میں طاقت نہیں اور ہر شریر کے شر سے کہ تو ہی اسے پیشانی سے پکڑنے والا ہے، بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔“

⑨ «اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَخْضَى كُلَّ شَيْءٍ عِزًّا عَدَدًا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَهِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»

”اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی الہ نہیں، تجھ پر میں نے توکل کیا اور تو رب ہے عرش عظیم کا۔ جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ (مجھ میں) نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی قوت مگر اللہ عظیم کی توفیق کے ساتھ۔ میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اور بے شک اللہ نے اپنے علم کے ساتھ ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر شے کی گنتی کر رکھی ہے۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کی شرکت سے اور ہر چوپائے کے شر سے

سے جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے، بے شک میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔“

⑩ ﴿تَحَصَّنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهِیْ وَاللّٰهُ کُلِّ شَیْءٍ وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّ کُلِّ شَیْءٍ وَتَوَكَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ، حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ، حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ، حَسْبِیَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوقِ، حَسْبِیَ اللّٰهُ هُوَ حَسْبِیْ، حَسْبِیَ الَّذِیْ یَبْدِیْهِ مَلْکُوتُ کُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ یُحْیِیُّ وَلَا یُحَارُ عَلَیْهِ، حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفَى، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا وَکَیْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مَرْمِیْ، حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ﴾

”میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ میرا اور ہر چیز کا مشکل کشا ہے، میں اپنے اور ہر چیز کے رب کی مہربانی سے گناہ سے باز رہتا ہوں اور میں نے بھروسہ کیا اس زندہ و جاوید ہستی پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور میں تمام قسم کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا ہوں اللہ بزرگ و برتر کے ساتھ جس کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی ہمت، مجھے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے، کافی ہے مجھے میرا پروردگار تمام بندوں سے، کافی ہے مجھے میرا خالق تمام مخلوق سے، کافی ہے مجھے میرا رازق تمام رزق مہیا کیے گئے لوگوں سے، کافی ہے مجھے میرا اللہ، وہی مجھے کافی ہے، کافی ہے مجھے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے ہر چیز کی، وہ پناہ دیتا ہے نہیں پناہ دی جاتی اس کے مقابلے میں، کافی ہے مجھے میرا اللہ، بن لیا اللہ نے اس شخص کی دعا کو جس نے اس کو پکارا، اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش

عظیم کا مالک اور پروردگار ہے۔“

جس شخص نے ان مذکورہ دعاؤں پر عمل کیا اور پڑھا ہے وہ ان دعاؤں کی ضرورت اور فوائد کو بہتر طور پر سمجھتا ہے۔ یہ نظر بد کو اثر انداز ہونے سے روکتی ہیں اور اگر کسی پر اس کا اثر ہو چکا ہو تو اسے ختم کر دیتی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ آپ اسے ایمان و یقین کی قوت کے ساتھ پڑھیں اور عمل پیرا ہوں، آپ کا ایمان و یقین جتنا مضبوط ہوگا، جتنی تیاری و محنت کے ساتھ آپ پڑھیں گے اور عمل کریں گے اتنا ہی اس کا اثر ہوگا۔ ان دعاؤں کو آپ ایک ہتھیار اور اسلحہ سمجھیں، آپ جتنی قوت سے ہتھیار یا اسلحہ استعمال کریں گے اتنا ہی گہرا اس کا زخم اور اثر ہوگا۔



## حسد کا بیان

### حسد کی تعریف:

حسد کا لغوی معنی ہے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا یا دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لیے حصول کی تمنا کرنا۔ یعنی اپنے کسی بھائی پر کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ وہ اس سے چھین جائے اور مجھے مل جائے۔

حسد کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ وہ اس نعمت سے محروم ہو جائے اگرچہ اسے بھی وہ نعمت حاصل نہ ہو مآہ تمنا کرے کہ کسی دوسرے کو کوئی نعمت حاصل ہی نہ ہو۔

### رشک:

رشک کے معنی ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ اسے بھی ویسی ہی نعمت حاصل ہو جائے اور دوسرے کی نعمت بھی برقرار رہے۔<sup>①</sup>

### حسد کا ثبوت قرآن سے:

قرآن و سنت سے لوگوں میں حسد کا پایا جانا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ ﴿البقرة: ۱۰۹﴾

”ان اہل کتاب میں سے اکثر لوگ (باجود حق واضح ہو جانے کے) محض حسد و بعض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا کر کافر بنا دینا چاہتے ہیں۔“  
اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النساء: ۵۴)  
”یا یہ (یہودی) لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے۔“

حسد کا ثبوت احادیث سے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ»<sup>①</sup>  
”حسد نیکوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے (یعنی جلاؤ الٹی ہے)۔“

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا»<sup>②</sup>

”(اے لوگو!) آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، نہ آپس میں قطع تعلق کرو، نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھيرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کے نیک

① ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحسد: ۴۹۰۳۔ ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب

الحسد: ۴۲۱۰۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ابو داؤد: ۴۹۰۳۔

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظن والتجسس: ۲۵۶۳۔

بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّهُ سَيُصِيبُ أُمَّتِي دَاءُ الْإِمْنِ قَالُوا وَمَا دَاءُ الْإِمْنِ؟ قَالَ الْآشَرُ وَالْبَطَرُ  
وَالْتَكَاثُرُ وَالتَّنَافُسُ فِي الدُّنْيَا وَالتَّبَاعُدُ وَالتَّحَاسُدُ حَتَّى يَكُونَ الْبَغْيُ  
ثُمَّ الْهَرَجُ » ①

”عنقریب میری امت کو دیگر امتوں کی سی بیماریاں لگ جائیں گی۔“ لوگوں  
نے پوچھا: ”وہ بیماریاں کیا ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”برائیاں عام ہوں گی،  
حق کا انکار کیا جائے گا، مال و اولاد کی کثرت پر لوگ فخر کریں گے، دنیا داری  
میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے، ایک دوسرے سے قطع تعلق اور حسد  
کریں گے یہاں تک کہ سرکشی و بغاوت پیدا ہوگی، پھر قتل و غارت ہوگی۔“

حاسد اور نظر لگانے والے میں فرق:

نظر بد لگانے والا اور حاسد دونوں ایک چیز میں مشترک ہیں اور ایک میں مختلف ہیں۔  
دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ ان دونوں کا مقصد اپنے نفس اور توجہ کی خاص کیفیت سے  
دوسرے کو اذیت میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔ نظر لگانے والے شخص کے نفس میں کسی چیز کو دیکھ کر  
یا اس کی موجودگی میں وہ خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے جبکہ حاسد کا حسد محسوس کی موجودگی و  
عدم موجودگی دونوں صورتوں میں نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ  
نظر لگانے والا شخص کبھی کبھی ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے جن سے اسے کسی قسم کا حسد نہیں ہوتا  
اور وہ انہیں کسی قسم کا نقصان و ضرر بھی پہنچانا نہیں چاہتا، جیسے کوئی جانور اور کھیتی وغیرہ اگرچہ

① صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۳۶۵۸۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ: ۶۸۰۔  
مستدرک حاکم: ۱۶۸/۴۔ مجمع الزوائد: ۳۰۸/۷۔



وہ ان کے مالک سے حسد نہ رکھتا ہو لیکن اس کا حیرت و استعجاب اور پسندیدگی سے گھور کر تیز نظروں سے دیکھنا ہی قاتل ثابت ہو جاتا ہے جبکہ اس کے نفس میں ساتھ ہی وہ کیفیت اور ہیئت بھی پیدا ہو جاتی ہے جو دوسرے کو ہلاک کر دیتی ہے۔<sup>①</sup>

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حاسد نظر لگانے والے کے مقابلے میں عام ہے یعنی ہر نظر لگانے والا حاسد ہو سکتا ہے لیکن ہر حاسد نظر لگانے والا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شخص حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے تو گویا وہ نظر لگانے والے کے شر سے بھی پناہ طلب کر رہا ہے۔

### حسد کے مراتب:

حسد کے تین مراتب ہیں:-

- ① دوسرے کی نعمت چھن جانے کی تمنا کرنا، یہ انتہائی خطرناک اور سخت حرام ہے۔
- ② کسی کے لیے یہ تمنا کرنا کہ وہ ہمیشہ نعمت سے محروم رہے یعنی انسان یہ تمنا کرے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کسی نعمت سے نہ نوازے بلکہ جو جس پریشانی میں ہے وہ اس میں مبتلا رہے، یہ بھی حرام ہے۔
- ③ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی یہ تمنا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی ان نعمتوں سے نواز دے جن نعمتوں سے اس نے دوسروں کو نوازا ہے۔ اس طرح کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ایسا آدمی قابل ملامت نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ”منافسة“ (رغبہ رکھنا) کے قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (المطففين: ۲۶)

”رغبہ کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اس (جنت) میں رغبہ کریں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَاسْلَطَهُ عَلَى هَلَكَةٍ فِي الْحَقِّ وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ »<sup>①</sup>

”صرف دو چیزوں میں حسد یعنی رشک جائز ہے، ایک وہ آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بخشی اور دوسرے وہ آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے نوازا، جس سے وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے اور انھیں تعلیم دیتا ہے۔“

### حسد کے اسباب:

حسد کے چند اسباب ہیں جو اس کے معاونین اور طبیعت و فطرت کو غذا اور قوت فراہم کرتے ہیں، جس سے حاسد کا دل، جس سے وہ حسد کرتا ہے، اس کے خلاف غیظ و غضب سے بھر کر سیاہ ہو جاتا ہے اور مخالف کے قتل پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔

انہی اسباب میں سے چند اہم اسباب کا ذکر کیا جا رہا ہے:-

① دنیاوی امور میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم و تقدیر پر راضی و قانع نہ ہونا، ایسا شخص ہمیشہ غم و غصے میں رہتا ہے اور سوچتا رہتا ہے کہ فلاں کے پاس مال و دولت ہے، میرے پاس کیوں نہیں ہے؟ اور فلاں قابلِ قدر و منزلت ہے میں کیوں نہیں ہوں؟ تمام باتیں وہ اسی طرح سوچتا رہتا ہے۔

② کینہ و بغض اور عداوت رکھنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت مخالف کے پاس دیکھنا قطعی پسند نہیں کرتا، بلکہ اس کی خواہش اس کے برعکس ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ عز و جل کا فرمان ہے:

② مسند احمد: ۳۸۵/۱۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الاعتباط فی العلم والحکمة: ۷۳۔ صحیح مسلم: ۸۱۶۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۷۴۸۹۔

﴿وَأِنْ تُصِيبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا﴾ (آل عمران: ۱۲۰)

”اور اگر تمہیں رنج پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔“

اور یہ سب اسے مخالف کو قتل کرنے، اس کی جائداد ہڑپ کرنے اور تذلیل و توہین کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

③ حسد کا ایک سبب خود پسندی ہے، یہ ایک ایسا مہلک مرض ہے جو خود پسند شخص کو حسد بلکہ حق کے انکار پر آمادہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمان الہی ہے:

﴿أَوْ عَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ﴾

(الأعراف: ۶۳)

”کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تمہی میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی۔“

اسی طرح خود پسند اور مغرور شخص کسی دوسرے کو اپنے سے آگے بڑھا ہوا دیکھنا پسند نہیں کرتا۔  
④ ہم ہمیشہ وہم منصب ہونا بھی حسد کا باعث بن جاتا ہے۔ جیسے ایک ہی جماعت اور معاشرہ میں اہل علم کا ایک دوسرے سے حسد کرنا اور ایک تاجر کا دوسرے تاجر سے حسد کرنا وغیرہ۔ یہ آپس میں حسد کرتے ہیں کسی دوسرے معاشرے اور دوسرے پیشے سے تعلق رکھنے والے سے حسد نہیں کرتے۔

### حسد کا علاج:

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حسد ایک خطرناک مرض ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے؟ تو اس کا جواب مندرجہ ذیل ہے:-

① حاسد کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اس نے مومنین سے حسد کر کے اللہ کے دشمنوں کی مشارکت اختیار کی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن مومنین پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا

اثر دیکھنا ناپسند کرتے ہیں اور وہ بھی ان کا شریک کار ٹھہرا ہے۔

② حاسد یہ بھی جان لے کہ اس کا حسد مخالف کو کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچا سکے گا، بلکہ حسد کی وجہ سے اس کا تمام تر حزن و ملال اور غم و غصہ اور قلق اسی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ تمام حاسدین کی خواہش کے مطابق کام کر دے تو مخالفین پر کوئی بھی نعمت باقی نہ رہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر مکمل طور پر راضی ہونا اور دنیا کی کسی چیز کے فوت ہونے یا نہ ملنے پر قطعی افسوس نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ اس کا انجام کار آخرفنا و زوال ایک لازمی امر ہے، ساتھ ہی حاسد اس بات کو بھی ذہن میں رکھے کہ اس کا حسد اللہ تعالیٰ کے حکم اور قضا و قدر کے خلاف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (الزخرف: ۳۲)

”کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ (مال و متاع) یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔“

معاشرے پر حسد کا اثر:

حسد ایک بیماری ہے جو سابقہ امتوں سے چلی آرہی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ دَبَّ إِلَيْكُمْ ذَاءُ الْأَمَمِ فَلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ﴾<sup>①</sup>

”آہستہ آہستہ پہلی امتوں کی بیماریاں تم میں سریت کر جائیں گی اور وہ حسد اور بغض ہیں۔“

اور جس امت میں حسد کی بیماری پیدا ہو جائے وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اس کی عظمت و بلندی نیست و نابود ہو جاتی ہے، قوت و سلطنت ختم ہو جاتی ہے، لوگوں میں مکر و فریب اور چال بازی آ جاتی ہے اور ایک دوسرے پر برتری جتنا اور بغض و عداوت بالکل عام سی چیز ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ اس معاشرہ کی زندگی جہنم بن جاتی ہے، اس لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور کینہ و کدورت کی میل پچھل سے اپنے دل کو صاف کر کے اپنے افکار و خیالات اور کردار درست کر لے اور معاملات کو سنوار کر رسول اکرم ﷺ کی سنت کے سانچے میں ڈھل جائے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَيْتَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ﴾<sup>②</sup>

”ایک مسلمان دوسرے کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا بعض حصہ بعض کو تقویت دیتا ہے۔“

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِإِخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ ﴾<sup>③</sup>

① ترمذی، کتاب صفۃ القيامة والرقائق، باب فی فضل صلاح ذات البین : ۲۵۱۰۔

صحیح الجامع الصغیر للالبانی - ۳۳۶۱۔ الا ارواء الغلیل : ۷۷۷۔ مسند احمد : ۱۶۴/۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب تشبیک الأصابع فی المسجد : ۴۸۱۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تراحم المؤمنین : ۸۵۔

③ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لإخیه ما یحب لنفسه :

۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان أن یحب لإخیه : ۴۵۔

”کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسَأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (النساء: ۳۲)

”اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو، مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انھوں نے کیے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انھوں نے کیے اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔“

ہر برے شخص کو، وہ حاسد ہو یا نظر لگانے والا یا کسی اور برائی میں مبتلا، اسے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ امراض انتہائی خطرناک اور مہلک ہیں جو افراد کے ساتھ ساتھ پورے معاشرہ کے لیے ضرر رساں ہیں۔ خصوصاً حاسد اور نظر بد والے کو اس کا تدارک اور علاج دوسروں کے مقابل زیادہ کرنا چاہیے۔



## باب ہفتم

## عرب علماء کے فتاویٰ

اس جگہ عرب علمائے کرام کے جادو ٹوٹنے اور نظر بند وغیرہ سے متعلق فتاویٰ نقل کیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے چند فتاویٰ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والإفتاء“ کی جانب سے جاری ہوئے ہیں اور کچھ فضیلۃ الشیخ علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے خصوصی فتاویٰ ہیں۔

تعویذ باندھنے کا حکم:

(سوال) کیا قرآن کی کوئی آیت لکھ کر بازو وغیرہ پر باندھی جاسکتی ہے؟ اور کیا اس آیت کی کتابت کو پانی میں حل کر کے اس پانی کو پینا اور جسم پر چھڑکا جاسکتا ہے؟ یا اس پانی سے غسل کیا جاسکتا ہے؟ کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ وضاحت فرمائیں۔

(جواب) کسی تکلیف سے حفاظت کے لیے جس سے انسان ڈرتا ہے یا کسی آئی ہوئی تکلیف کو دور کرنے کے لیے قرآن پاک کی کسی آیت یا پورے قرآن پاک کو تعویذ بنا کر بازو وغیرہ پر باندھنا، یہ ان مسائل میں سے ہے جن کے بارے میں سلف صالحین کے درمیان اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے اس سے منع کیا ہے اور اسے ان تعویذوں میں سے قرار دیا ہے جن کا لکنا نامنوع ہے، اس وجہ سے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے عموم میں داخل ہے:

«إِنَّ الرُّفْيَ وَالْتَّمَائِمَ وَالْيَوْلَةَ شُرُكٌ»<sup>①</sup>

”بے شک (شرکیہ) دم، تعویذ اور محبت کے تعویذ شرک ہیں۔“

تعویذ سے منع کرنے والے علماء کا کہنا ہے کہ اس عموم میں سے غیر قرآن سے تعویذ لٹکانے کو خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، لہذا قرآن سے تعویذ لٹکانے کی ممانعت غیر قرآن سے تعویذ لٹکانے کے سدباب کے طور پر ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تعویذ وغیرہ کے طور پر بندھی ہوئی چیز کی توہین کا غالب امکان ہے کیونکہ وہ اس کو پاخانہ، پیشاب اور جماع وغیرہ کے وقت اتارے گا نہیں۔ یہ قول عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کا ہے اور ایک روایت میں احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے، اسی کو ان کے بہت سے اصحاب نے اختیار کیا اور متاخرین نے اس کو قطعی قرار دیا ہے۔

اور بعض علماء قرآن اور اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے تعویذ لٹکانا جائز قرار دیتے ہیں اور اس بارے میں رخصت کے قائل ہیں جیسے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور یہی قول ابو جعفر باقر اور ایک دوسری روایت میں احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان لوگوں نے ممانعت کی حدیث کو شرکیہ تعویذ پر معمول کیا ہے۔ لیکن پہلا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور عقیدہ کی حفاظت کے لیے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں دائرۂ توحید کی حفاظت اور اس کے لیے بہتری ہے اور ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے جو مروی ہے اس کا مقصد صرف بچوں کو قرآن حفظ کرانا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کو تختیوں پر لکھ کر اسے بچوں کے گلے میں بطور تعویذ لٹکانا تھا کہ اس سے تکلیف کو دور کیا جائے اور اس کے ذریعے فائدہ حاصل کیا جائے۔

رہا یہ مسئلہ کہ اس تحریر کو پانی وغیرہ میں حل کر کے اس پانی کو جسم پر چھڑکنا یا اس پانی

① ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التَّمَائِمَ : ۳۸۸۳۔ ابن ماجہ : ۳۵۳۰۔ مسند



کے ذریعے اسے غسل دلانا، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ قرآن اور دعاؤں سے کچھ کلمات لکھتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ جسے بیماری ہو اسے پلایا جائے لیکن یہ روایت ان سے ثابت نہیں ہے۔ امام مالک نے ”موطا“ میں روایت کیا ہے کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو غسل کرتے دیکھا اور کہا: ”میں نے اتنا خوبصورت جسم آج سے قبل کبھی نہیں دیکھا۔“ اس کے بعد سہل رضی اللہ عنہ زمین پر گر گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے گئے۔ آپ سے کہا گیا: ”یا رسول اللہ! کیا آپ سہیل بن حنیف کے بارے میں کچھ کر سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم وہ سر نہیں اٹھاتے۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”تمہیں کس پر شک و شبہ ہے؟“ انھوں نے کہا: ”عامر بن ربیعہ پر۔“ آپ ﷺ ان پر غضبناک ہوئے اور فرمایا: ”کیوں تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو، تم نے اس پر ”بارک اللہ“ کیوں نہیں کہا؟ اس کے لیے غسل کرو۔“ چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے اطراف اور ازار کے اندر کا حصہ ایک بڑے برتن میں دھویا پھر اسے ان پر انٹیل دیا گیا پھر سہل رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ چلنے لگے اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔<sup>①</sup>

اور ایک حدیث میں ہے: ”بے شک نظر حق ہے لہذا اس کے لیے وضو کرو۔“ اس واقعہ کو امام احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے وسعت پیدا کرتے ہوئے قرآن اور اذکار لکھنے، اسے پانی میں حل کرنے اور مریض پر چھڑکنے یا اس کے ذریعے اسے نہلانے کو جائز قرار دیا ہے، یہ یا تو سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر قیاس کرتے ہوئے یا اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول اثر پر عمل کرتے ہوئے۔ اگرچہ وہ اثر ضعیف ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاویٰ کی دوسری جلد میں اس کو جائز قرار

① موطا امام مالک، کتاب العین، باب الوضوء من العین: ۱۔ ابوداؤد: ۳۸۹۳۔

ترمذی: ۳۵۲۸۔ صحیح الجامع للالبانی: ۴۰۲۰۔

دیا ہے اور کہتے ہیں کہ احمد وغیرہ نے اس کے جواز کی صراحت کی ہے اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”زاد المعاد“ کے باب ”طب نبوی“ میں ذکر کیا ہے کہ سلف کی ایک جماعت نے اسے جائز قرار دیا ہے، انہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور ابو قتادہ ہیں۔ بہر حال اس عمل کو شرک قرار نہیں دیا جائے گا۔<sup>①</sup>

**رسول اللہ ﷺ پر جادو کی حقیقت:**

**(سوال)** کیا رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا اور وہ اثر انداز بھی ہوا تھا؟

**(جواب)** رسول اللہ ﷺ سب سے افضل نبی ہونے کے باوجود ایک انسان تھے، دنیاوی معاملات سے سابقہ رہتا تھا، یعنی باقی انسانوں کی طرح آپ ﷺ کو بھی بیماری آتی تھی، بھوک اور پیاس لگتی تھی، تو جادو بھی دنیاوی تکلیف اور بیماری ہے جو عام انسانوں کی طرح آپ ﷺ کو ہو گیا تھا۔ یہ وہ بعض دنیاوی معاملات تھے جن کی خاطر نہ تو آپ ﷺ کی بعثت ہوئی اور نہ وہ نبوت کے مقاصد میں سے ہیں۔ لہذا آپ کا مرض میں مبتلا ہونا یا کسی کے جادو کے ظلم کا شکار ہو کر آپ ﷺ کو بعض دنیاوی معاملات میں حقیقت کے برخلاف وہم ہونا محال نہیں ہے۔ مثلاً آپ ﷺ کو خیال آئے کہ بیوی سے جماع کیا ہے حالانکہ نہیں کیا۔ البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ کوئی مرض یا جادو اللہ تعالیٰ سے وحی کو قبول کرنے اور اسے جہان والوں تک پہنچانے میں اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب و سنت کے دلائل اور سلف صالحین کے اجماع کی رو سے آپ ﷺ وحی کو اللہ تعالیٰ سے قبول کرنے، اسے لوگوں تک پہنچانے اور دین کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ کر دیے گئے تھے اور جادو مرض ہی کی ایک قسم ہے جس سے رسول اللہ ﷺ دوچار ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ پر بنی زریق کے ایک آدمی لبید بن اعصم نے

جادو کر دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ یہ کام کر چکے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام کیا نہ ہوتا تھا۔ ایک دن یا رات کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی، پھر دعا کی، پھر دعا کی، پھر ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اس کا جواب مل گیا!! میرے پاس (خواب میں) دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس بیٹھا، دوسرا پاؤں کے پاس، سر کے پاس بیٹھے والے نے پاؤں کے پاس بیٹھے ہوئے سے کہا یا پاؤں کے پاس بیٹھنے والے نے سر کے پاس بیٹھے ہوئے سے کہا: ”اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟“ (دوسرے نے) کہا: ”اس پر جادو کیا گیا ہے۔“ کہا: ”کس نے کیا؟“ کہا: ”لبید بن اعصم نے۔“ کہا: ”کس چیز میں؟“ کہا: ”کنکھی کے دندانوں اور آپ ﷺ کے بالوں کے ساتھ کھجور کے خوشہ میں کیا گیا۔“ کہا: ”وہ کہاں ہے؟“ کہا: ”ذی اروان والے کنویں میں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ پھر واپسی پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! اس کنویں کا پانی مہندی رنگ کا تھا اور وہاں کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر ہوں۔“ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے جلا کیوں نہ دیا؟“ فرمایا: ”نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی، اس لیے میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ لوگوں میں اس کی برائی پھیلاؤں۔“ لہذا آپ ﷺ نے حکم دیا اور تمام جادو کا عمل دفن کر دیا گیا۔“<sup>①</sup>

اس صحیح حدیث کے آجانے کے بعد جو شخص رسول اللہ ﷺ پر جادو کے واقع ہونے کا انکار کرتا ہے وہ کتاب و سنت، اجماع صحابہ اور سلف صالحین کی مخالفت کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ شبہات اور اوہام کا شکار ہے جن پر کسی بھی صورت اعتقاد نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں

① بخاری، کتاب الطب، باب السحر: ۵۷۶۶۔ مسلم، کتاب الطب، باب السحر:

مزید تفصیل کے لیے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب ”زاد المعاد“ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ”فتح الباری“ کا مطالعہ مفید ہوگا۔<sup>①</sup>

### مریض پر قراءت کرنا:

(سوال) کیا کسی مریض پر اللہ کی رضا کی خاطر یا اجرت کے ساتھ قرآن پڑھنا جائز ہے؟

(جواب) اگر قرآن کے ذریعے مریض کو دم کرنا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ»<sup>②</sup>

”جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے فائدہ پہنچانا چاہیے۔“

اور آپ ﷺ اور صحابہ کے عمل سے بھی ایسا ثابت ہے۔ افضل یہ ہے کہ بغیر اجرت کے ہو اور اگر اجرت کے ساتھ ہو تو بھی جائز ہے کہ حدیث سے اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے اور اگر تلاوت قرآن کا مقصد مریض کو ثواب پہنچانا ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»<sup>③</sup>

”جس نے ہمارے دین میں ایسا کام ایجاد کیا جو دین میں نہیں ہے تو وہ

مردود ہے“<sup>④</sup>

① فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱/ ۳۸۱، ۳۸۰۔

② مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين: ۲۱۹۹۔

③ بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح فالصلح مردود: ۶۲۹۷،

مسلم: ۱۷۱۸۔

④ فتاویٰ اللجنة الدائمة فتویٰ نمبر: ۴۰۸۶۔

### جادو گر کی سزا:

(سوال) ایک عورت پر ایک جادوگر نے اس سے شادی کے ارادے سے جادو کیا اور وہ عورت دیوانی ہو گئی اور جادوگر کو پولیس نے گرفتار کر لیا، تفتیش کے دوران اس نے اپنے فعل کا اقرار کر لیا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ اس پر کون سی حد بطور سزا نافذ ہونی چاہیے؟

(جواب) اگر جادوگر اپنے جادو کے ذریعے کفر کا ارتکاب کرے تو مرتد کی حد جاری کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا جائے اور اگر اس کے جادو کے ذریعے کسی معصوم و بے گناہ نفس کا قتل ہونا ثابت ہو جائے تو اسے قصاص میں یعنی بدلے میں قتل کر دیا جائے۔ لیکن اگر وہ اپنے جادو میں کفر کا ارتکاب نہ کرے، نہ اس کے جادو کی وجہ سے کسی معصوم کا قتل ہوا ہو تو صرف جادو کی وجہ سے اس کے قتل کے بارے میں اختلاف ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ارتداد کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم کا فتویٰ ہے کیونکہ مطلق جادو کی وجہ سے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

”اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت سلیمان علیہ السلام) کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہیں کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔“

یہ آیت جادوگر کے کفر پر واضح دلیل ہے۔

صحیح بخاری میں بحالہ بن عبدہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا: ”ہر جادوگر مرد و عورت کو قتل کر ڈالو۔“ لہذا

ہم نے تین جادوگر قتل کیے۔“ ①

اور اس وجہ سے بھی کہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انھوں نے اپنی ایک لونڈی کو جس نے ان پر جادو کیا تھا، قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دی گئی۔<sup>①</sup>

اور سیدنا جناب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

”جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار کے ایک ہی وار میں قتل کر دیا جائے۔“<sup>②</sup>

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ سچی بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ تو اس جادوگر کا حکم جس کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا ہے، یہ ہے کہ اسے علماء کے صحیح اقوال کی بنیاد پر قتل کر دیا جائے۔ البتہ جادو ثابت کرنے کی اور سزا نافذ کرنے کی ذمہ داری اس حاکم ہی کی ہونی چاہیے جو مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار ہو تا کہ فساد وقت نہ کا دروازہ نہ کھل سکے۔<sup>③</sup>

قرآنی تعویذ کو پانی میں حل کر کے پینا:

**(سوال)** قرآن کریم کی آیات کو لکھ کر پانی میں حل کر کے اس پانی کو پینے کا شرعی حکم کیا ہے؟ میں نے بعض لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

**(جواب)** ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین سے اور نہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ لہذا اس سے اجتناب بہتر اور اولیٰ ہے۔<sup>④</sup>

① مؤطا امام مالک، کتاب العقول، باب الغيلة تيسير العزيز الحميد: ص ۳۹۳۔ فتح المجيد: ص ۲۴۲۔

② ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء في حد الساحر: ۱۴۶۰۔ مستدرک حاکم: ۳۶۰/۴۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف ترمذی: ۱۴۶۔

③ فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱/۳۶۸، ۳۶۹۔

④ فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱/۳۶۸۔

## فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی فتاویٰ

گردن میں قرآنی آیات لکھ کر لٹکانا:

(سوال) دم کرنے اور قرآنی آیات لکھ کر مریض کے گلے میں لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) سحر زدہ یا کسی مرض میں مبتلا انسان کو قرآن مجید یا مسنون دعا پڑھ کر دم کرنا جائز ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دم کیا کرتے تھے۔ ان ماثور دعاؤں میں یہ کلمات بھی شامل ہیں:

« رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ، كَمَا رَحِمْتَنَا فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحِمَتَكَ فِي الْأَرْضِ،  
أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحِمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ »<sup>①</sup>  
”ہمارا رب وہ ہے جو آسمان میں ہے، تیرا نام پاکیزہ ہے، تیرا حکم آسمان وزمین  
پر چلتا ہے، جیسے تیری رحمت آسمان میں ہے اسی طرح تو اپنی رحمت زمین پر بھی  
کردے، تو اپنی رحمت نازل کر دے اور اس تکلیف سے شفا بخش دے۔“  
پھر وہ بیمار اس دم کے ذریعے شفا یاب ہو جائے گا۔

اور ایک یہ دعا بھی ہے:

« بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ  
حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ »<sup>②</sup>

① ابوداؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقی: ۳۸۹۲۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعیف

ابوداؤد: ۳۸۹۲۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی: ۲۱۸۶۔

”میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے ایذا پہنچاتی ہے، ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی نظر سے اللہ تجھے شفا دے، میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتا ہوں۔“

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنا ہاتھ بدن کے اس حصے پر رکھے جہاں تکلیف ہے اور تین بار بسم اللہ اور پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھے:

«أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ»<sup>①</sup>

”اللہ اور اس کی قوت کے ذریعے میں ہر اس تکلیف سے پناہ مانگتا ہوں جسے میں پاتا ہوں۔“

اور دعائیں بھی ہیں جنہیں اہل علم نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا ہے لیکن آیات اور دعاؤں کو لکھ کر گردن میں لٹکانے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے، بعض اسے جائز قرار دیتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور زیادہ صحیح بات ممانعت والی ہے۔ اس لیے کہ یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ آپ ﷺ سے صرف مریض کو دم کرنا ثابت ہے، آیات یا دعاؤں کو لکھ کر مریض کی گردن میں لٹکانا یا اس کے بازو پر باندھنا یا اس کے نیچے رکھنا وغیرہ رائج قول کی رو سے ممنوع کام ہے۔ کیونکہ یہ رسول کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور انسان شرعی اجازت کے بغیر جس امر کو مطلوب کے حصول کا سبب بناتا ہے تو اس کا یہ عمل شرک کی ایک قسم ہے، اس لیے وہ ایک ایسے سبب کو ثابت کر رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سبب نہیں بنایا۔<sup>②</sup>

① صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۳۸۹۳۔

② فتاویٰ الشیخ ابن عثیمین: ۶۵/۱، برقم: ۳۰۔



تعویذ لٹکانے کا حکم:

**(سوال)** تعویذ لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

**(جواب)** مذکورہ مسئلے کی دو صورتیں ہیں:-

- ① تعویذ قرآنی آیات پر مشتمل ہو۔
- ② قرآن کریم کے علاوہ کسی عبارت پر مشتمل ہو، بسا اوقات اس عبارت کا معنی و مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

پہلی قسم یعنی قرآن کریم کے تعویذ کے متعلق علمائے سلف و خلف میں اختلاف ہے، بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ ان کی رائے میں یہ اس آیت کریمہ کے مفہوم میں داخل ہے:

﴿وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

(بنی اسرائیل: ۸۲)

”اور ہم اتارتے ہیں قرآن پاک میں سے وہ چیز جو ایمان داروں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔“

تو اس کو لٹکانا اور تعویذ بنانا بھی اس کی برکات میں سے ہے تاکہ اس کے ذریعے تکلیف کو دور کیا جاسکے۔ لیکن بعض علماء اس سے منع کرتے ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں کہ یہ کوئی شرعی سبب ہے جس کے ذریعے تکلیف کو دور کیا جاسکے اور ایسے مسائل میں بنیادی اصول توقیف (شرعی حدود پر رکنا) ہے اور یہی رائج قول ہے یعنی تعویذ لٹکانا جائز نہیں ہے، خواہ وہ قرآن کریم ہی سے ہو، نیز یہ بھی جائز نہیں کہ اسے بیمار کے بچے کے نیچے رکھا جائے یا دیوار وغیرہ پر لٹکایا جائے۔ جائز صرف یہ ہے کہ مریض کے لیے دعا کی جائے اور اس پر دم کیا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کرتے تھے۔ لیکن اگر لٹکائی ہوئی تحریر قرآن کریم کے علاوہ ہو، بسا اوقات جس کا معنی بھی سمجھ میں نہیں آتا تو یہ کسی حال میں بھی جائز نہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کیا چیز لٹکا رہا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ جادو اور غلط ملط انداز

میں غیر معروف چیزیں لکھ دیتے ہیں جنہیں نہ سمجھا جاسکتا ہے نہ پڑھا جاسکتا ہے۔ یہ بدعت کی ایک قسم ہے جو حرام ہے اور کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔<sup>①</sup>

جانور کے خون میں دلہن کا پاؤں رکھنا:

(سوال) کیا ذبح شدہ بکرے یا مینڈھے کے خون میں دلہن کا قدم رکھنا جائز ہے؟

(جواب) اس کی کوئی شرعی حقیقت نہیں ہے، یہ بری عادت ہے، کیونکہ یہ ایک غلط عقیدہ ہے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں ہے اور ناپاک خون میں قدم آلودہ کرنا حماقت ہے کیونکہ شریعت میں ناپاکی کو ختم کرنے اور اس سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس مناسبت سے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ انسان کو جب نجاست لگ جائے تو اس کو زائل کرنے اور طہارت حاصل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے، اس لیے کہ یہی نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔ ایک دیہاتی نے جب مسجد نبوی ﷺ میں پیشاب کر دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہانے کا حکم دیا۔ اسی طرح ایک بچے نے جب نبی کریم ﷺ کی گود مبارک میں پیشاب کر دیا تھا تو آپ ﷺ نے پانی منگایا اور کپڑوں کو پاک کیا۔ نجاست کو ختم کرنے میں تاخیر کرنا اسے بھولنے کا سبب بن سکتا ہے اور انسان نجاست کی حالت میں نماز بھی پڑھ سکتا ہے، اگرچہ بھول کر ایسا کرنے والا رائج قول کے مطابق اس سے معذور ہے۔ یعنی اگر اس نے نجاست کی حالت میں نماز پڑھ لی اسے دھونا بھول گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر دوران نماز ہی یاد آجائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ نماز توڑ دے گا اور طہارت کے بعد دوبارہ شروع کرے گا۔

بہر حال مذکورہ سوال میں عورت کے پاؤں کو ناپاک خون سے آلودہ کرنا حماقت ہے

کیونکہ شریعت نے نجاست سے چھٹکارا پانے اور اس سے پاک رہنے کا حکم دیا، پھر مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے پیچھے شاید دوسرا عقیدہ بھی ہو یعنی جانور کو جن یا شیطان وغیرہ کے لیے ذبح کیا جاتا ہو اور بلاشبہ یہ شرک کی ایک قسم ہوگی اور شرک کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔<sup>①</sup>

گھر کا منحوس ہونا:

(سوال) ایک شخص ایک گھر میں سکونت اختیار کرتا ہے، اس کے بعد اسے امراض اور بہت سے مصائب لاحق ہو جاتے ہیں جس سے وہ اور اس کے اہل خانہ اس گھر سے بدشگونی لینے لگتے ہیں، کیا اس کے لیے اس گھر کا چھوڑ دینا جائز ہے؟

(جواب) کبھی کبھی بعض گھریا بعض سواریاں یا بعض بیویاں منحوس ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے ان کے ساتھ رہنے میں یا تو نقصان مقدر کر دیتا ہے یا فائدہ ختم کر دیتا ہے یا اسی طرح کوئی اور چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا اس گھر کو فروخت کر کے دوسرے گھر منتقل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ دوسرے گھر میں بھلائی مقدر کر دے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الشُّومُ فِي ثَلَاثٍ: الدَّارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْفَرَسُ»<sup>②</sup>

”نخوست تین چیزوں میں ہوتی ہے: گھر، عورت اور گھوڑے میں۔“

بعض سواریوں میں نخوست ہوتی ہے، بعض بیویوں میں نخوست ہوتی ہے اور بعض گھروں میں نخوست ہوتی ہے۔ لہذا اگر انسان ایسی چیز دیکھے تو جان لے کہ یہ اللہ عزوجل کی

① فتاویٰ ابن عثیمین: ۱/۶۹، ۷۰، برقم: ۳۴۔

② صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الطیرة: ۵۷۵۳۔ صحیح مسلم، کتاب سلام، باب الطیرة والفال: ۲۲۲۵۔

تقدیر سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اسے مقدر کیا ہے تاکہ انسان دوسری جگہ منتقل ہو جائے۔<sup>①</sup>

پانی میں پھونک مارنے کا حکم:

**(سوال)** پانی میں پھونک مارنے کا کیا حکم ہے؟

**(جواب)** پانی میں پھونک مارنے کی دو قسمیں ہیں:-

① پھونکنے والے کے تھوک سے تبرک حاصل کرنا مقصود ہو تو بلاشبہ یہ حرام اور شرک کی ایک قسم ہے۔ اس لیے کہ انسان کا تھوک برکت اور شفا کا سبب نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کیا جاسکتا اور نبی کریم ﷺ کے آثار سے ان کی زندگی میں بلکہ وفات کے بعد بھی اگر وہ آثار باقی رہیں تو تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ڈیا تھی جس میں نبی اکرم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ جب کوئی مریض ان کے پاس آتا تو سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان بالوں کو پانی میں ڈال کر اسے ہلاتی تھیں پھر وہ پانی اس مریض کو دے دیتی تھی۔<sup>②</sup>

لیکن نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ یہ بات جائز نہیں ہے کہ اس کے تھوک یا اس کے پسینے یا اس کے کپڑے یا کسی اور چیز کو تبرک سمجھا جائے جو شرعی ہو نہ حسی، ایسا کرنے والا شرک کا مرتکب ہوتا ہے کیوں کہ اس نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسبب بنا ڈالا جو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

② یہ کہ انسان قرآن کریم کی تلاوت مثلاً سورہ فاتحہ پڑھ کر تھوک کے ساتھ پھونکے تو اس

① فتاویٰ الشیخ ابن عثیمین: ۱/۷۰، ۷۱، برقم: ۳۶۔

② بخاری، کتاب اللباس، باب ما یدکر فی الشیب: ۵۸۹۶۔

میں کوئی حرج نہیں کیونکہ سورہ فاتحہ ایک دعا ہے بلکہ سب سے بڑی دعا ہے جس سے مریض کو دم کیا جاتا ہے۔ یہ بعض سلف سے بھی ثابت ہے یعنی یہ مجرب اور اللہ کے حکم سے نفع بخش ہے۔ نبی کریم ﷺ سوتے وقت سورہ اخلاص اور معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے تھے پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ مبارک اور جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم اطہر پر پھیرتے تھے۔<sup>①</sup>

کیا جادو برحق ہے؟:

(سوال) کیا جادو کی کوئی حقیقت ہے اور کیا نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا؟

(جواب) ہاں! جادو ثابت ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ قرآن و سنت سے اس پر کئی دلائل ہیں۔ قرآن نے فرعون کے جادو کا ذکر کیا جنہوں نے لاشیاں اور رسیاں پھینکیں اور لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا اور انھیں ڈرایا جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی خیال آنے لگا کہ یہ سانپ ہیں جو دوڑ رہے ہیں اور انھوں نے خوف بھی محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی لامٹی پھینکنے کا حکم دیا، وہ بھی سانپ بن کر دوڑنے لگی اور سب سانپوں کو نگل گئی، متعدد احادیث ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جادو برحق ہے۔

اور نبی ﷺ پر جادو کیے جانے والی بات سچ ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ کو خیال آتا کہ یہ کام میں نے کیا ہے حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق اور سورہ ناس اتار کر آپ کو شفا دی۔

جادو کے علاج کا حکم:

(سوال) کیا جادو کے علاج کے لیے دم کرنا جائز ہے؟

(جواب) یہ علاج دو قسم کا ہوتا ہے، ایک یہ کہ قرآن کریم، مسنون دعاؤں اور جائز

ادویات سے جادو کا علاج کرنا، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں مصلحت ہے، کوئی خرابی نہیں، یہ تو ہونا چاہیے۔ دوسری قسم یہ کہ حرام چیز سے علاج کیا جائے جیسا کہ جادو کا علاج جادو سے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض ضرورت کی بنا پر اسے جائز قرار دیتے ہیں اور بعض نہیں۔ دلیل میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”یہ شیطانی عمل ہے۔“<sup>①</sup>

اس لیے جادو کا جادو سے توڑ کرنا حرام ہے، آدمی کو چاہیے کہ اللہ کی طرف رجوع کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۶)

”جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو بتاؤ میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُ لَكُم مَخْرَجًا﴾ (النمل: ۶۲)

”کون ہے جو مضطر اور بے بس کی پکار سنتا ہے اور اس کی بیماری و پریشانی کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین کا جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور الہ ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔“ (واللہ الموفق)<sup>②</sup>

① مسند احمد: ۲۹۴/۳۔ ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی النشرة: ۳۸۶۸۔

② مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۷۲، ۷۱/۱، برقم: ۳۸۔

میاں بیوی میں جادو کے ذریعے محبت پیدا کرنا:

(سوال) کیا میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کے لیے جادو کروانا جائز ہے؟

(جواب) یہ کام ناجائز اور حرام ہے، اسے ”عطف“ (مائل کرنا) کہا جاتا ہے اور جو بذریعہ جادو میاں بیوی میں تفریق ڈالی جاتی ہے اسے ”صرف“ (دور ہٹانا) کہا جاتا ہے، وہ بھی حرام ہے بلکہ بعض دفعہ تو کفر اور شرک تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يُعَلِّمُنِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

”اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں، تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ ان سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے علاوہ وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے۔ اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔“

جادو کے ذریعے جن حاضر کرنا:

(سوال) کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کوئی طلسماتی الفاظ ہیں جنہیں پڑھ کر وہ مدت ہوئی جن حاضر کرتے ہیں، وہ ان سے باتیں کرتے ہیں اور زمین میں دفن خزانے نکلاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب) یہ عمل بھی جائز نہیں کیوں کہ اس طرح کے طلسماتی الفاظ عموماً شرک سے خالی نہیں ہوتے جن سے وہ جنوں کو بلاتے اور ان سے کام لیتے ہیں اور شرک بہت بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا

لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴾ (المائدة: ۷۲)

”جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

اور جو شخص ان کے ہاں جاتا ہے، یا کسی دوسرے کو ان کے پاس جانے کے لیے کہتا ہے یا ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، وہ بھی گناہ گار ہے کہ وہ لوگوں کو دھوکا دیتا ہے کہ وہ حق پر ہیں، لہذا ان کا بایزکاٹ ہونا چاہیے، یہ لوگ انکل پچو لگاتے اور فضول دعوے کرتے ہیں کہ ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے، اگر ان کی کوئی بات تقدیر کے موافق ہو جائے تو اسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور اگر موافق نہ ہو تو پھر جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ اس وجہ سے نہیں ہوا۔ میں ایسے لوگوں کو جو ان کے پاس جاتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بچ جاؤ، لوگوں پر جھوٹ بولنے اور شرک کرنے سے باز آ جاؤ اور لوگوں کے مال کھانے سے توبہ کر لو، یہ دنیا بہت تھوڑی ہے، اپنے اعمال کی اصلاح کر کے اللہ کی طرف رجوع کرو۔<sup>①</sup>

کیا نظر کا دم توکل کے خلاف ہے؟

(سوال) اگر انسان کو نظر لگ جائے تو اس کا علاج کیا ہے؟ اور کیا اس سے بچنا توکل



کے منافی ہے؟

(جواب) نظر لگنا حق اور ثابت شدہ حقیقت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ يَكْذِبُوا الَّذِينَ يَكْفُرُوا لْيَزْلُقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ﴾ (القلم: ۵۱)

”یقیناً ان منکروں کی خواہش ہے کہ اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس سے نظر بد مراد لی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«الْعَيْنَ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدْرِ سَبَقَتِ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلَتْمْ فَاغْسِلُوا»<sup>①</sup>

”نظر لگ جانا حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر ہوتی اور جب تم سے (نظر بد کے علاج کے لیے) غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کیا کرو۔“

اسی طرح ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ میں سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ والی روایت ہے کہ وہ سیدنا سہل بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ غسل کر رہے تھے، اس نے انھیں دیکھ کر کہا: ”میں نے آج تک اتنا خوبصورت جسم کبھی نہیں دیکھا، یہ تو پردہ نشین عورت کی مانند ہے۔“ ان کا یہ کہنا ہی تھا کہ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ وہیں زمین پر گر گئے، رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ سہل رضی اللہ عنہ سر تک نہیں اٹھاتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں کسی پر شک ہے؟“ انھوں نے کہا: ”ہاں! عامر بن ربیعہ پر۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انھیں بلایا اور آپ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

«عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَحَاهُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَحِبِّهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدَعْ

لَهُ بِالْبَرِّ كَتَبَهُ ①

”تم میں سے کوئی شخص کیوں اس طرح اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ جب اپنے بھائی کی اس طرح کی کوئی اچھی تعجب میں ڈالنے والی چیز دیکھو تو اس کے لیے اللہ سے برکت کی دعا کرو۔“

پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور سیدنا عامر کو وضو کرنے کا حکم دیا، تو انھوں نے اپنا چہرہ، ہاتھ اور بازو کہنیوں تک دھوئے اور تہ بند کا اندرونی حصہ دھویا اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ یہ پانی سیدنا سہل پر ڈال دیا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پیچھے سے پانی انڈیلنے کا حکم دیا۔ تو اس طرح وہ بالکل صحیح ہو گئے گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ یہ واقع بالکل صحیح ہے جس کا انکار ممکن ہی نہیں۔ تو جب نظر لگ جائے تو اس کے علاج یہ ہیں:-

① جسے نظر لگ جائے اسے دم کیا جائے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”دم صرف نظر بد اور سانپ وغیرہ کے ڈسنے کی وجہ سے ہے۔“

اور جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھ کر دم کیا کرتے تھے:

« بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ ②

”میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے ایذا پہنچاتی ہے، ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی نظر بد سے، اللہ تجھے شفا دے، میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں۔“

① مؤطا امام مالک، کتاب العين، باب الوضوء من العين: ۱۔ صحيح الجامع الصغير:

② صحيح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی: ۲۱۸۶۔

② غسل کروانا جیسا کہ درج بالا حدیث میں سیدنا عامر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کروایا تھا پھر وہ غسل والا پانی جسے نظر لگی ہو اس کے اوپر ڈالا جائے۔ البتہ اس کے پاخانے اور پیشاب کو لینا، اس کی کوئی دلیل نہیں، صرف اعضا اور تہ بند کے اندرونی حصہ کو دھونا ہی مروی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے تہ بند کا اندرونی حصہ فضلات کی مثل ہی ہو۔

پیشگی نظر سے بچنے کے لیے تدابیر توکل کے خلاف نہیں بلکہ یہ توکل ہے، کیوں کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا اور ساتھ ساتھ اسباب بھی اختیار کرنا، جو جائز ہیں یا جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ نہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تھے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ: أَعِذُّكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ» ①

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اس دعا سے دم فرمایا کرتے تھے:

«أَعِذُّكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ» ②

”میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: ۳۳۷۱۔ ابو داؤد، کتاب السنۃ،

باب فی القرآن: ۴۷۳۷۔ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما عوذ به النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۵۲۵۔

② مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۱/ ۱۵۵-۱۵۶، برقم: ۱۱۲۔

اور زہریلی چیز اور ہر ملاوٹ کرنے والی آنکھ سے پناہ میں دیتا ہوں۔“  
 اور آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جناب ابراہیم علیہ السلام بھی اسحاق و اسماعیل علیہما السلام کو  
 یہی دعا پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔“

### کیا نظر لگنا حق ہے؟:

(سوال) کچھ لوگ نظر کے بارے اختلاف کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں یہ اثر انداز نہیں ہوتی

کیونکہ یہ قرآن کے خلاف ہے، اس مسئلہ میں حق بات کیا ہے؟

(جواب) حق بات وہی ہے جو نبی ﷺ نے کہی ہے کہ نظر لگ جانا حق ہے، واقعات بھی

اس کی شہادت دیتے ہیں اور میرے علم میں کوئی ایسی آیت نہیں جو اس حدیث کے خلاف

ہو۔ اللہ نے ہر چیز کا کوئی سبب بنایا ہے، بعض مفسرین نے تو آیت: ﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ

كَفَرُوا لِيُزِلُّوكَ بِأَبْصَارِهِمْ.....﴾ کی تفسیر نظر بد سے کی ہے۔ بہر حال تفسیر نظر بد سے

ہو، یا نہ ہو نظر لگنا ثابت ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، عہد نبی سے آج تک

واقعات اس پر شاہد ہیں۔

رہا مسئلہ نظر بد کے علاج کا تو جسے نظر لگ جائے اسے چاہیے کہ وہ قرآن اور مسنون

دعاؤں سے دم کرے اور جب نظر لگانے والے کا پتا چل جائے تو اس سے وضو کروائے اور

وہ پانی اپنے اوپر ڈالے، تو اللہ کے حکم سے شفا ہوگی۔ آج کل نظر لگانے والے کے جسم کے

ساتھ لگنے والا کپڑا لے کر پانی میں ڈبو کر نظر والے کو پلاتے ہیں اور وہ ٹھیک ہو جاتا ہے، ہم

نے دیکھا ہے کہ یہ چیز مریض کو فائدہ دیتی ہے جیسا کہ تو اتر سے نقل ہوتا آرہا ہے، یہ محض

ایک سبب ہے اور سبب جب شریعت کے مطابق ہو تو وہ معتبر ہوتا ہے البتہ وہ سبب جو شرعی

اور حسی نہ ہو اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں جیسا کہ یہ پتھر، منکے اور تعویذ جو باندھ لیتے ہیں ان کی

قرآن و سنت میں کوئی دلیل نہیں، البتہ بعض سلف نے قرآنی تعویذات کو لٹکانے کی ضرورت

کے مطابق رخصت دی ہے۔<sup>①</sup>

جن کا انسان پر اثر انداز ہونا:

(سوال) کیا جن انسان پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو اس سے بچاؤ کا طریقہ کیا ہے؟

(جواب) بلاشبہ جن انسان پر اثر انداز ہو کر اسے تکلیف دیتے ہیں اور بعض اوقات تو اسے قتل بھی کر دیتے ہیں۔ جن بعض اوقات انسانوں کو پتھر مار کر تنگ کرتے ہیں اور بعض اوقات کسی اور چیز سے انسان کو ڈراتے ہیں۔ یہ سب صحیح احادیث اور تاریخی واقعات سے ثابت ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ غزوہ خندق کے وقت آپ نے اپنے ایک صحابی کو جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، گھر جانے کی رخصت دی تو جب وہ اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی دہلیز پر کھڑی تھی، اسے یہ دیکھ کر سخت غصہ آیا۔ اس کی بیوی نے اس کا غصہ دیکھ کر کہا: ”پہلے اندر دیکھو کیا ہے۔“ اس نے گھر کے اندر جا کے دیکھا کہ ایک سانپ کنڈلی مارے بستر پر بیٹھا ہے، اس کے پاس نیزہ تھا، اس نے وہ نیزہ مار کر اسے مار دیا اور اسی وقت وہ نوجوان بھی مر گیا، اب پتا نہیں کہ پہلے سانپ مر آیا وہ نوجوان، جب آپ ﷺ کو پتا چلا تو آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع کیا سوائے دم کٹے اور دو دھاری والے کے۔

تو یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ جن انسان پر ظلم کرتے ہیں اور انھیں تکلیف پہنچاتے ہیں، کئی ایک واقعات اس کے شاہد ہیں جیسا کہ عام مشہور ہے کہ کوئی شخص غیر آباد جگہ گیا تو اسے پتھر پڑے اور پتھر مارنے والا نظروں سے اوجھل تھا اور کسی انسان کا وہاں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اسی طرح کبھی کسی کو مختلف آوازیں سنائی دیتی ہیں اور کبھی کسی کو پتھوں کی

مانند سرسراہٹ سائی دیتی ہے جس سے وہ دہشت زدہ ہو جاتا ہے اور اسے بخار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی واقعات سننے میں آئے ہیں۔ تو جن انسان میں کئی ایک اسباب کی وجہ سے داخل ہوتا ہے، کبھی عشق کی وجہ سے، کبھی تکلیف دینے کے سبب سے اور کبھی کسی اور سبب سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (البقرة: ۲۷۵)

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔“

جنوں کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان وہ دعائیں پڑھتا رہے جو سنت سے ثابت ہیں، جیسے آیت الکرسی۔ یہ وہ ہتھیار ہے کہ جب انسان اسے رات کو پڑھ کر سو جائے گا تو صبح ہونے تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ اس کے پاس رہے گا اور شیطان اس کے قریب نہ آ سکے گا۔<sup>①</sup>

**(سوال)** کیا جنوں کی کوئی حقیقت ہے؟ اگر ہے تو کیا وہ اثر انداز بھی ہوتے ہیں؟ اگر ہوتے ہیں تو اس کا علاج کیا ہے؟

**(جواب)** جنوں کی زندگی کی حقیقت تو اللہ ہی جانتے ہیں، ہمیں تو اتنا معلوم ہے کہ جن حقیقی جسم رکھتے ہیں، آگ سے پیدا کیے گئے ہیں، کھاتے پیتے ہیں اور شادیاں کرتے ہیں، ان کی اولاد بھی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَفْتَجِدُوْنَ وَ دُرَيْتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾ (الكهف: ۵۰)

”تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے

دشمن ہیں۔“

وہ بھی عبادات کے مکلف ہیں کیونکہ نبی ﷺ ان کے بھی رسول ہیں۔ ان کا آپ ﷺ سے قرآن سننا ثابت ہے، جیسا کہ سورہ جن اور سورہ احقاف میں مذکور ہے:

﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝

يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ (الجن: ۱-۲)

”(اے محمد!) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ایمان لائے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ

قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ۝ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا

سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَىٰ

الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (الاحقاف: ۲۹-۳۰)

”اور یاد کرو جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ وہ

قرآن سنے، پس جب (نبی) کے پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے

لگے: خاموش ہو جاؤ، پھر جب تلاوت مکمل ہو گئی تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے

لیے واپس لوٹ گئے۔ انھوں نے کہا: ”اے ہماری قوم! بے شک ہم نے ایک

ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اتاری گئی ہے، وہ تصدیق کرنے

والی ہے اس کی جو اس سے پہلے ہے (سابقہ کتب سماوی اور انبیاء کی) اور وہ حق

اور سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔“

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَقَدْنَا هُ  
فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشَّعَابِ فَقُلْنَا اسْتَطِيرَ أَوْ اغْيِيلَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ  
بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا بِهِ جَاءَ مِنْ قِبَلِ جِرَاءِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ!  
فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ فِيهَا قَوْمٌ فَقَالَ آتَانِي  
دَاعِيَ الْجَنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ  
فَانْطَلَقْنَا فَأَرَانَا أَثَارَهُمْ وَأَثَارَ يُرَانِهِمْ وَسَلَّوْهُ الرِّيَاحَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ  
عَظْمٍ ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرَّ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ  
بَعْرَةٍ عُلِفَ لِذَوَابِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
تَسْتَجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ»<sup>①</sup>

”ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رات کے وقت آپ گم ہو گئے، ہم نے آپ کو پہاڑوں کی وادیوں اور گھائیوں میں تلاش کیا مگر آپ نہ ملے، ہم نے سمجھا کہ آپ کو جن اڑالے گئے یا کسی دشمن نے خفیہ طریقے سے آپ کو قتل کر ڈالا۔ بہر حال رات ہم نے بڑی پریشانی سے عالم میں گزاری، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ حراء (جبل نور پہاڑ جو مکہ اور منی کے درمیان ہے) کی طرف سے آرہے ہیں، ہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! رات ہم نے آپ کو گم پایا، بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے، بڑی پریشانی کے عالم میں رات بسر کی۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا، میں



اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔“ اس کے بعد نبی کریم ﷺ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور جنوں کے نشانات اور ان کے انگاروں کے نشان دکھائے۔ جنوں نے آپ ﷺ سے اپنی خوراک کا سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر اس جانور کی ہڈی جو اللہ کے نام پر قربان کیا جائے تمہاری خوراک ہے، تمہارے ہاتھ میں پہنچے ہی وہ ہڈی گوشت سے پر ہو جائے گی اور ہر ایک اونٹ کی میٹھی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”ہڈی اور گوہر سے استنجانہ کیا کرو، اس لیے کہ وہ تمہارے بھائی جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھاتے وقت ”بسم اللہ“ نہیں پڑھتا تو اس کے ساتھ شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور یہی حکم کوئی چیز پینے کا ہے۔

تو ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ جن ایک مخلوق ہیں جن کا وجود بھی ہے، ان کا انکار کرنا قرآن مجید کا انکار کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کفر کرنا ہے۔ جنات بھی انسانوں کی طرح شرع کے مکلف اور اوامر و نواہی کے پابند ہیں اور قیامت والے دن دیگر کفار کے ساتھ کافر جنوں کا جہنم میں جانا بھی ثابت ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿ قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْحَيِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ ﴾

(اعراف: ۳۸)

”حکم ہوگا کہ تم جنوں اور انسانوں کی ان جماعتوں کے ساتھ مل کر جہنم سے پہلے گزر چکی ہیں، جہنم میں داخل ہو جاؤ۔“

اور جنوں میں سے مومن جن جنت میں جائیں گے، فرمایا:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ ۖ فِيهَا آيَاتُ اللَّهِ رِبَّكُمَا تُكَذِّبَنِ ۝ ذَوَاتَا

اَفَنَانَ ۝ فَبَايَ الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ﴿ (الرحمن: ۴۶-۴۹)

”جو بھی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ (اے جنوں! اور انسانوں!) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے؟ دو باغ ٹہنیوں والے ہیں۔ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے؟“

اس آیت میں خطاب جنوں اور انسانوں دونوں کو ہے۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ يَا مَعْشَرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمُ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنْفُسِنَا وَغَرَّبْنَاهُمُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَافِرِينَ ﴾

(الانعام: ۱۳۰)

”اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے خلاف شہادت دیتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈالے رکھا اور یہ لوگ اپنے خلاف شہادت دیں گے کہ وہ کافر تھے۔“

اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک آیات اور واضح دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جن بھی شرع کے پابند ہیں، اگر وہ مومن ہیں تو جنت میں جائیں گے اور اگر کافر ہیں تو جہنم کا ایدھن بنیں گے۔

باقی رہا جنت کا انسانوں پر اثر انداز ہونا تو یہ بھی ثابت ہے۔ جن انسان پر کئی طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ انسان میں داخل ہو کر یا اسے چھو کر دورے وغیرہ کی صورت میں۔ ”اہم دیتا ہے اور بعض اوقات مختلف طریقوں سے انسان کو خوف زدہ کرتا ہے۔“

جنات کے اثر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم مسنون وظائف کا ورد جاری رکھیں جیسے آیت الکرسی۔ یہ وہ آیت ہے کہ جسے اگر کوئی شخص رات کو پڑھ کر سو جائے تو صبح ہونے تک ایک محافظ فرشتہ اللہ کی طرف سے اس کے پاس رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب بھی نہیں آتا۔

### جادو سیکھنے کا حکم:

**(سوال)** جادو کسے کہتے ہیں اور اسے سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

**(جواب)** علمائے کرام کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کا سبب لطیف اور مخفی ہو اسے جادو کہتے ہیں۔ یعنی اس طرح کہ اس کا اثر اتنا مخفی و پوشیدہ ہو کہ لوگوں کو اس کا پتا بھی نہ چلے۔ جادو کے اس مفہوم میں علم نجوم اور کہانت بھی شامل ہے بلکہ جادو کا لفظ زبان و بیان کی تاثیر کے لیے بھی بولا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لِسِحْرًا»<sup>①</sup>

”بے شک بعض بیانات میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔“

لہذا ہر وہ چیز جس کا اثر مخفی ہو وہ سحر ہی سے ہوگی۔ اور اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ تعویذ، دم اور گرہیں جو دلوں، عقلوں اور جسموں پر اثر انداز ہو کر عقل چھین لیتے ہیں، محبت اور بعض پیدا کرتے ہیں، میاں بیوی کی علیحدگی کا سبب بنتے ہیں، بدن میں بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور سوچ بچار کی صلاحیتوں کو چھیننے کا سبب بنتے ہیں، وہ سحر کہلاتا ہے۔ جادو کا سیکھنا حرام ہے اور اگر یہ شیطانوں کے ساتھ مل کر ہو تو پھر کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَائِكِينَ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَآئِرِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يَأْذِنُ اللَّهُ وَ يَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرُّوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾ (البقرة: ١٠٢)

”اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان (ﷺ) کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان (ﷺ) نے تو کفر نہیں کیا بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر جو اتارا گیا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ لوگ وہ کچھ سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتا اور فائدہ کچھ نہ دیتا اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بری تھی، کاش وہ اس بات کو جانتے۔“

اس قسم کے جادو کو سیکھنا جو شیطانوں کے واسطے سے ہوتا ہے، اور اسے استعمال کرنا کفر ہے اور انسانوں پر ظلم و زیادتی ہے۔ اسی لیے جادوگر کی سزا قتل ہے، یہ جادو کی سزا سمجھ لیں یا اس کے مرتد ہونے کی۔ یعنی اگر جادوگر نے اس جادو کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کیا ہے تو اسے مرتد ہونے کی بنا پر قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر یہ جادو اسے کفر کی حد تک نہیں پہنچاتا تو

پھر بھی جادوگر کو قتل کر دیا جائے گا اس کے شرکی وجہ سے اور مسلمانوں کو اس کی تکلیف سے نجات دینے کی وجہ سے۔<sup>①</sup>

### جادو کی اقسام:

**(سوال)** جادو کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا جادوگر کافر ہے؟

**(جواب)** جادو کی دو قسمیں ہیں:

① گر ہیں باندھ کر اور دم کے ذریعے سے یعنی ایسی جھاڑ پھونک اور منتر جس میں جادوگر پھونکیں مارتے ہیں اور طلسم (نقش) کے ذریعے سے شیطان سے اشتراک عمل کرتے ہیں پھر اس کے ذریعے انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

”اور وہ ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان (ﷺ) کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان (ﷺ) نے مطلق کفر کی بابت نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔“

② ایسی جڑی بوٹیاں اور ادویات جو مسحور پر اثر انداز ہو کر اس کی عقل، بدن، ارادہ اور میلان کو جکڑ لیتی ہیں، اسے ”عطف و صرف“ (یعنی مائل ہونا اور دور ہونا) کہا جاتا ہے۔ ”عطف“ کی وجہ سے انسان اپنی بیوی یا کسی اور عورت پر اس طرح گرتا ہے گویا جانور ہے جس کی رسی کسی اور کے ہاتھ میں ہے اور وہ جدھر چاہے اسے لے جائے۔ ”صرف“ یہ ہے کہ اس میں نفرت دلانے والا عمل ہوتا ہے اور انسان اپنی بیوی سے دور بھاگتا ہے۔ اس طرح مسحور کو مسلسل کمزور بھی کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ہلاک

ہو جائے اور اس کے تصور کو بھی خراب کر کے مختلف چیزیں دکھانے کے وہم میں ڈالا جاتا ہے۔

اور جادوگر کے کافر ہونے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض نے کافر کہا، بعض نے نہیں لیکن جو تقسیم ہم نے اوپر کی اس سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر جادو شیطانوں کی مدد سے ہو تو جادوگر کافر ہے، اگر جڑی بوٹیوں کے ذریعے سے ہو تو وہ کافر تو نہیں لیکن نافرمان اور باغی ہے۔<sup>①</sup>

### جادوگر کے قتل کی وجہ:

**(سوال)** کیا جادوگر کا قتل مرتد ہونے کی وجہ سے ہے یا جادو کی حد کے طور پر ہے؟

**(جواب)** جادوگر کا قتل کبھی حد کے طور پر ہوتا ہے اور کبھی مرتد ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ پہلے ہم تفصیل بیان کر چکے ہیں۔ اگر اسے کافر ہونے کا حکم دیں تو پھر قتل ارتداد و کفر کی وجہ سے ہوگا اور اگر کفر کا حکم نہ لگائیں تو پھر جادو کی حد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ قتل ہر صورت میں ہوگا کیوں کہ معاملہ بہت خوفناک ہے، یہ لڑائی ڈالنے پر آئیں تو میاں بیوی میں ڈال دیں اور صلح کروانے پر آئیں تو دشمنوں کو بھی جوڑنے کا سبب بن جائیں۔ اسی طرح جادوگر کبھی عورت پر جادو کر کے اسے بدکاری پر مجبور کر دیتا ہے۔ لہذا حکمران پر واجب ہے کہ وہ اسے توبہ کے مطالبے کے بغیر ہی قتل کروادیں۔ کیوں کہ حد میں توبہ کا مطالبہ نہیں ہوتا، توبہ کا مطالبہ کفر (ارتداد) میں ہوتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کی غلطی بھی واضح ہوگئی جو مرتد کے حکم کو حد میں شامل کرتے ہیں اور انھوں نے حدود ہی میں ارتداد حد کا ذکر کر دیا ہے، جبکہ مرتد کا قتل حد نہیں، اس لیے کہ اگر وہ توبہ کرے تو قتل نہیں ہوگا، جبکہ حد ختم نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح حدود کفارہ ہوتی ہیں لیکن کافر کے لیے نہیں، جبکہ قتل ارتداد کفارہ نہیں بنتا، اسی لیے

اس کا جنازہ اور غسل نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین بھی نہیں ہوگی۔ جادو گروں کے قتل والا قول ہی شریعت کے قواعد کے موافق ہے اور سکھلانے کی روک تھام ہے۔<sup>①</sup>

### نجوی سے سوال کرنے کا حکم:

(سوال) غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے سے کچھ پوچھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب) نجویوں یعنی غیب دانی کا دعویٰ کرنے والوں سے سوال پوچھنے کی تین صورتیں

ہیں:-

① اس کو سچا اور اس کی بات کو معتبر سمجھتے ہوئے پوچھنا، یہ حرام بلکہ کفر ہے کیونکہ اس کی تصدیق تو قرآن کی تکذیب ہے۔

② امتحان لینے کے لیے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا، اس لیے نہیں کہ اس کی بات کو قبول کر لے۔ یہ جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ابن صیاد سے سوال کیے تھے اور پوچھا تھا:

”میں نے (اپنے دل میں) کیا چھپایا ہے؟“ اس نے کہا: ”دخ“ (آپ ﷺ نے

سورہ دخان کی ایک آیت چھپائی تھی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دفعہ ہو جا، تو اپنی

اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔“

③ اسے عاجز اور بے بس ثابت کرنے بلکہ جھٹلانے کے لیے سوال کرنا، یہ تو ہونا چاہیے۔<sup>②</sup>

### کہانت کیا ہے؟

(سوال) کہانت کیا ہے اور کاہنوں کے پاس جانا کیسا ہے؟

(جواب) لفظ کہانت ”التھکن“ سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے اندازہ لگانا اور ایسی

چیزوں سے حقیقت تلاش کرنا جن کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ زمانہ جاہلیت میں یہ ان لوگوں کا فن

① مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۱/ ۱۲۱ - ۱۲۰، برقم: ۱۲۰۔

② مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۲/ ۱۳۵، ۱۳۶، برقم: ۲۳۵۔

ہوتا تھا جن سے شیاطین کا رابطہ ہوتا، وہ آسمان سے باتیں چراتے اور انھیں اضافے کر کے بتاتے، پھر اگر کوئی بات سچی ثابت ہو جاتی تو لوگ اس سے دھوکا کھا جاتے اور ان سے اپنے فیصلے کرواتے اور مستقل کے حالات دریافت کرتے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ کاہن اس کو کہتے ہیں جو مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔ جو لوگ کاہنوں سے سوال کرتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:-

① پہلی قسم یہ ہے کہ انسان کاہن سے محض ہنسی مذاق میں سوال کرتا ہے، اس کا مقصد اس کی تصدیق کرنا تو نہیں ہوتا لیکن اس کا امتحان لینا اور اس کی اصل صورت حال لوگوں کو بیان کرنا بھی نہیں ہوتا۔ یہ کام حرام ہے، ایسا کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

« مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً » ①  
 ”جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔“

② دوسری قسم یہ ہے کہ وہ کاہن کے پاس جا کر اس سے سوال کرتا ہے اور اس کی تصدیق بھی کرتا ہے جو وہ کہتا ہے، تو یہ کفر ہے، کیوں کہ کاہن کو غیب دانی کے دعویٰ میں سچا سمجھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھنا ہے جو اس نے قرآن میں کہا ہے:

﴿ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ﴾

(النمل: ۶۵)

”کہہ دیں آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔“

اسی طرح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان : ۲۲۳۰۔  
 صحیح الجامع الصغير للالبانی: ۵۹۴۰۔



« مَنْ أَلْبَسَ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا نَزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »<sup>①</sup>

”جو کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کو سچا سمجھا تو اس نے محمد (ﷺ) پر اترنے والی شریعت کے ساتھ کفر کیا۔“

③ تیسری قسم یہ ہے کہ اس کی حقیقت لوگوں کے سامنے واضح کرنے کے لیے پوچھنا کہ یہ محض شعبہ باز اور جھوٹا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس کی دلیل وہی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ابن صیاد سے سوال کیا تھا کہ میں نے اپنے دل میں کیا چھپایا ہے تو اس نے کہا: ”دخ“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذلیل ہو جا تو اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔“

علم نجوم کا حکم؟:

(سوال) علم نجوم اور اس کا حکم کیا ہے؟

(جواب) ”التنجیم“ نجوم سے ماخوذ ہے، اس کا مطلب ہے کہ فلکی حالات سے زمینی حوادث کا پتا چلانا یعنی نجومی زمین کے واقعات کو ستاروں کی حرکات، طلوع و غروب اور آپس میں ملنے اور دور ہونے کے ساتھ جوڑ کر حساب لگاتا ہے، یہ بھی جادو و کہانت کی ایک صورت ہے اور یہ حرام ہے کیوں کہ اس کی بنیاد ایسی وہمی چیزوں پر ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی کیونکہ زمینی واقعات کا آسمانی واقعات سے کوئی ربط و تعلق نہیں۔ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ سورج اور چاند گرہن کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے اور آپ کے بیٹے ابراہیم کی موت والے دن کہا گیا کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن لگا

① ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الکھان: ۳۹۰۴۔ ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما

جاء فی کراہیۃ إتيان الحائض: ۱۳۵۔

ہے۔ تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا، نماز کسوف پڑھائی اور فرمایا:

« إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتُ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ »<sup>①</sup>

”سورج اور چاند کو کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، یہ تو اللہ کی دونشانیاں ہیں۔“

آپ ﷺ نے زمینی و آسمانی واقعات کے درمیان کسی بھی ربط و تعلق کو باطل قرار دیا، پھر جس طرح یہ سحر و کہانت کا ایک حصہ ہے اسی طرح یہ ادہام و نفساتی پریشانیوں کا بھی باعث ہے۔ اس سے انسان وہم و پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ ہاں علم نجوم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ستارے کے طلوع سے وقتوں، زمانوں اور موسموں کا پتا چلایا جاتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ فلاں ستارہ اس جگہ آئے گا تو گری شروع ہو جائے گی، فصلیں پک جائیں گی، بارش ہوگی، اس میں کوئی حرج نہیں۔<sup>②</sup>

علم نجوم اور کہانت کا آپس میں تعلق:

(سوال) علم نجوم اور کہانت میں کیا تعلق ہے اور ان میں سے زیادہ خطرہ ناک کون ہے؟

(جواب) دونوں میں تعلق یہ ہے کہ دونوں کی بنیاد وہم و فریب اور لوگوں کے مال باطل

طریقے سے کھانے اور انھیں غم اور پریشانی میں مبتلا کرنے پر ہے۔ ان میں زیادہ خطرناک کون سی ہے؟ اس کا معاملہ اس پر ہے کہ لوگوں میں کون سی چیز عام ہے، بعض علاقوں میں

① بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف : ۱۰۴۴۔ مسلم، کتاب

الکسوف، باب صلاة الکسوف : ۹۰۱۔

② مجموع فتاویٰ ابن عثیمین : ۱۳۸/۲-۱۳۹، برقم : ۲۳۷۔

علم نجوم نہیں ہوتا، وہاں لوگ نہ تو اس کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن کہانت وہاں عام ہوتی ہے تو وہاں کہانت زیادہ خطرناک ہوتی ہے، کہیں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ تاہم جہاں دونوں ہوں وہاں کہانت زیادہ خطرناک ہے۔<sup>①</sup>

### جنات کا انسانوں کی خدمت کرنا:

**(سوال)** اگر کوئی جن کسی انسان کی خدمت کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

**(جواب)** شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ کی گیارہویں جلد میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ انسان کی جنوں سے خدمت لینے کی تین صورتیں ہیں:-

- ① یہ خدمت اللہ کی اطاعت میں ہو، مثلاً جن مومن ہو تو یہ شخص اسے علم سکھلا کر تبلیغ کا کام لے اور وہ دوسرے جنوں کو شریعت سکھائے یا ان کاموں پر مدد لے جو شرعاً جائز و درست ہوں، تو یہ درست ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے پاس جن آئے، آپ نے انھیں قرآن پڑھایا اور وہ اپنی قوم کو ڈرانے سمجھانے چلے گئے۔
- ② جن سے جائز معاملات میں خدمت لینا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس خدمت کا وسیلہ یعنی ذریعہ بھی جائز ہو، اگر ذریعہ حرام ہو تو پھر یہ خدمت بھی حرام ہے۔ جیسے جن یہ شرط لگا دے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر یا کسی جن کے نام پر کوئی جانور ذبح کر یا رکوع و سجدہ کر تو ایسی صورت میں خدمت لینا حرام ہے۔
- ③ حرام کاموں میں خدمت لینا مثلاً لوگوں کا مال اٹھوا لینا، انھیں ڈرانا، تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ ظلم و زیادتی ہے۔ پھر اگر اس میں شرط بھی حرام ہو تو پھر تو یہ صورت بہت بھیانک ہے۔<sup>②</sup>

① مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۱۳۹/۲، برقم: ۲۳۸۔

② مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: ۱۳۹/۲، ۲۴۰، برقم: ۳۱۸۔

## جنات کا غیب جانتا:

(سوال) کیا جن غیب جانتے ہیں؟

(جواب) جن غیب نہیں جانتے بلکہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْحِجُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبُ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾ (سباء: ۱۴)

”پھر جب ہم نے ان (سلمان علیہ السلام) کے لیے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے ان کا مرنا معلوم نہ ہوا، مگر گھن کے کیڑے سے جو ان کے عصا کو کھاتا رہا، جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا (وہ کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے۔“

جو کوئی دعویٰ کرے کہ وہ غیب جانتا ہے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(النمل: ۶۵)

”کہہ دیں آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔“

غیب دانی کے دعوے کہانت ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»<sup>①</sup>

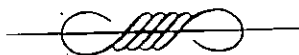
① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانة وإتيان الکھان: ۲۲۳۰۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی: ۵۹۴۰

”جو کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔“

اور اگر اسے سچا سمجھے گا تو کافر ہو جائے گا کیوں کہ اسے اگر سچا سمجھے گا تو اللہ کو جھوٹا قرار دے گا، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کہہ دیں آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔“

(النمل: ۶۵)



## خاتمہ

الحمد للہ! یہ کتاب جسے لکھتے وقت ہم نے بہت سی مشقتیں برداشت کیں اور بہت سا وقت صرف کیا، اب اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس سے فارغ ہو رہے ہیں، بہتر ہے کہ ہم پڑھنے والے کے سامنے پوری کتاب کا خلاصہ رکھ دیں۔ تو اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

① اس موضوع پر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو اس موضوع پر قدیم و جدید ان نظری و تطبیقی پہلوؤں کو جامع ہو جنہیں ہر زمانہ میں اور ہر جگہ انسانی زندگی کے ساتھ تعلق ہے۔

② اس کتاب میں چند ایسے مرکزی نکات ہیں جن کا اہتمام کرنا ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے کیوں کہ زندگی کے میدان میں ان کا گہرا تعلق ہے، مثلاً ایمان بالغیب، قضا و قدر پر ایمان اور مصائب پر صبر وغیرہ۔

③ جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں اور یہ انسان سے پہلے کے ہیں۔ یہ بھی شریعت محمد ﷺ کے مکلف ہیں، ان میں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے اور اسی پر مرے وہ جنت میں جائے گا اور جس نے کفر و انکار کیا اور صراط مستقیم چھوڑ دیا، آگ میں جائے گا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

④ جنات کا عالم ایک غیبی عالم ہے، ان کا وجود کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے، جو ان کا انکار کرے گا وہ کتاب و سنت سے ثابت شدہ ایک حکم کا انکار کرے گا اور وہ اپنے آپ کو (کفر کے) خطرے میں ڈالے گا۔

⑤ جنات بہت سی جگہ رہتے ہیں، مثلاً خلا، صحرا، ٹیلے اور غیر آباد جگہیں، تو انسان کو چاہیے کہ اذکار و وظائف کی مدد سے قلعہ بند رہے تاکہ وہ اسے تکلیف نہ دے سکیں۔

⑥ جنات کے شر اور تکلیف سے بچاؤ کے کئی طریقے ہیں، جو ان کی پابندی کرے گا، وہ اللہ کے حکم سے محفوظ رہے گا اور جو کوتاہی کرے گا وہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈالے گا۔

⑦ جن کا انسان کو چٹ جانا اور دورے ڈالنا عقلاً، شرعاً اور واقعہً ثابت ہے اور اس کی واضح علامات ہوتی ہیں، مثلاً جھٹکے لگانا، بے ہوشی، چیخ پکار اور بغیر ظاہری سبب کے کسی جگہ درد وغیرہ ہونا۔

⑧ جن چٹنے کے کئی اسباب ہوتے ہیں، کبھی اللہ کی طرف سے آزمائش، کبھی اللہ سے دوری کی وجہ سے، کبھی جن کا کسی انسان پر عاشق ہو جانا، کبھی جن کا ظلم و زیادتی کی بنیاد پر ایسا کرنا اور کبھی کسی انسان کا جن کو تکلیف پہنچانا۔

⑨ علاج کر دانا کتاب و سنت کے مطابق جائز ہے، اللہ تعالیٰ نے خود کئی علاج بتائے اور ہر بیماری کی دوا بھی اتاری اس دوا کو کچھ لوگ جان لیتے ہیں اور کچھ جاہل رہتے ہیں۔  
⑩ ہر شخص دم کرنے کا اہل نہیں ہوتا بلکہ کچھ ایسے اوصاف اور ایسی شرائط ہیں جو دم کرنے والے میں، جسے دم کیا جا رہا ہے اس میں اور جو چیز بطور دم پڑھی جا رہی ہے اس میں ہونی چاہئیں، جب تینوں میں وہ اوصاف و شرائط ہوں تو علاج اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفع بخش ہوگا۔

⑪ کچھ ادویات بھی ایسی ہیں جو مرگی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فائدہ دیتی ہیں جو تجربہ سے ثابت ہیں۔

⑫ نماز، صبر اور مسنون دعاؤں کے اثرات بھی علاج میں بہت نفع دیتے ہیں، ہم نے خود ان کا مشاہدہ کیا، مرض خواہ کیسا ہی ہو۔

⑬ جادوئی منتر اور جھاڑ پھونک نیز شرکیہ تعویذات میں جادوگر شیطانوں سے مدد لیتا اور ان کے بتائے ہوئے حلال و حرام کام کرتا ہے۔

- (14) جادو ایک حقیقت ہے اور یہ کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔
- (15) کسی بھی حالت میں جادو سیکھنا حلال نہیں، جس کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ یہ جادو گر ہے، تو اس کی حد یہ ہے کہ اس کی تلوار سے گردن اڑادی جائے۔
- (16) جادو سے بچنے کے کئی طریقے ہیں، جنہیں جو بندہ جادو ہونے کے بعد بھی اور پہلے بھی اللہ پر بھروسہ رکھ کر شروع کرے گا اللہ اسے شفا دے گا۔
- (17) نظر لگ جانا حق ہے، یہ قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آنے والی ہوتی تو وہ نظر ہوتی۔
- (18) حسد پہلی قوموں کی ایک بیماری ہے جو لوگوں میں عام پائی جاتی ہے، اس کی وجہ سے لوگ مختلف گروہوں اور پارٹیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں، گھر اور خاندان اس کے برے اثرات سے محفوظ نہیں رہتے۔ حسد صرف شر پسند طبیعتوں میں جنم لیتا ہے، جنہیں بھلائی سے نفرت اور برائی سے محبت ہوتی ہے۔
- (19) نظر بد سے بچاؤ کے چند ایک طریقے ہیں جو شرعی دم اور طبعی وسائل پر مشتمل ہیں، جن سے نظر بد کا شکار اپنے علاج میں مدد لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ہم نے اس کا کئی دفعہ تجربہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فائدہ دیا ہے۔ (وللہ الحمد)
- (20) کبھی ایسے شخص کی بھی نظر لگ جاتی ہے جو نظر بد والا نہیں ہوتا، اس کی وجہ اس شخص کا کسی چیز کو تعجب، خوشی اور تمنا وغیرہ کی نگاہ سے دیکھنا ہے۔

## آخری گزارش

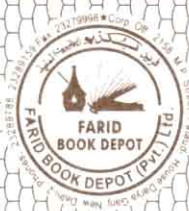
اے میرے مسلمان بھائی! یہ وہ علاج ہے جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے افعال سے ثابت ہے، یہ علاج مجرب اور یقینی فائدہ بخش ہے، جسے اس سے فائدہ نہ ہو وہ اپنے آلات کو درست کرے۔ کیا آپ ارادہ کرتے ہیں کہ آپ صرف اللہ ہی سے بچاؤ طلب



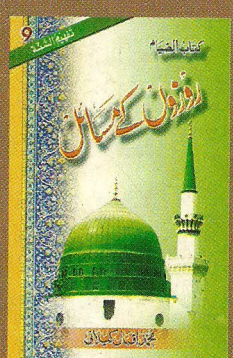
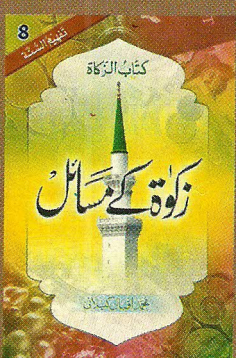
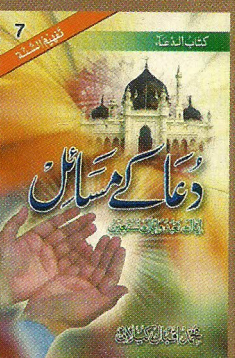
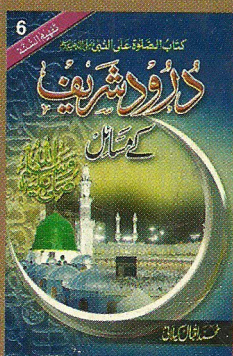
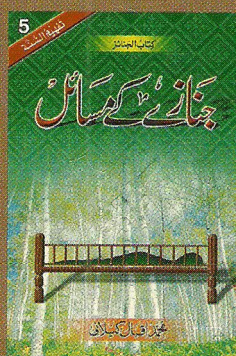
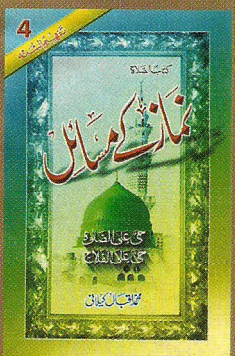
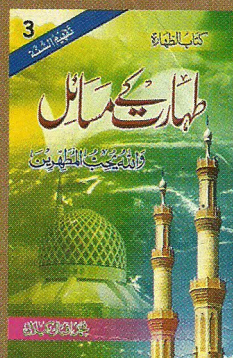
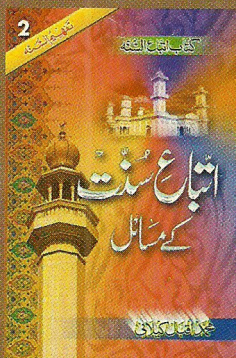
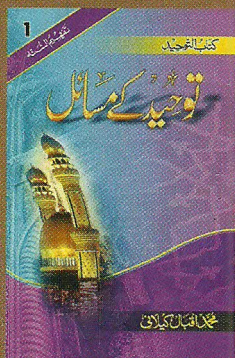
کریں گے اور اسی پر بھروسہ رکھیں گے اور ان دجالوں، کذابوں اور شعبہ بازوں کے پاس نہیں جائیں گے، جو آپ کے دل کو حسرت و ندامت سے بھر کر آپ کا مال ہتھیاتے اور آپ کو اللہ سے دور کرتے اور حرام کاموں میں مبتلا کرتے ہیں، ہم اس کی امید رکھتے ہیں اور اپنے لیے اور آپ کے لیے دنیا و آخرت میں اللہ سے معافی و صحت کا سوال کرتے ہیں۔ (آمین!)

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین!









Rs.100/-

سلفی پبلیکیشنز

SALAFI PUBLICATIONS

422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6